188675

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188675
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٢٣ Accession No. ٢٨٥١

Author ف. م

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

OSMANIA UNIVERSITY
COLLECTION

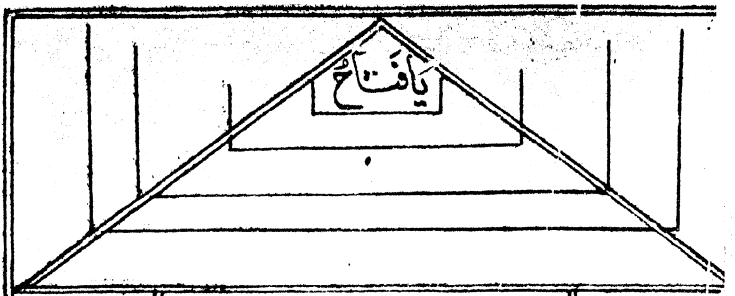
المشاہیر

جسمیں مشہور و معروف مشائخ طریقت علماء شریعت امراء شعراء حکما کے
حالات زندگی نہایت دلچسپ پیرایہ سے موجودہ و آئندہ
نسلوں کی آگہی و بصیرت کے
واسطے لکھے گئے
ہیں

1975

مرتبہ و مولفہ
خاکسار فیض احمد ساکن (مارہرہ) ضلع ایٹہ مقیم میرٹھ

نامی پریس شہر میرٹھ میں طبع ہوئی
سنہ ۱۹۰۰ء



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارب زنگین بکن ریاض مارا		وزبسط بدل کن انقباض مارا	
دلہا زبہار جنبش بکشاید		رنگے زقبول وہ بیاض مارا	

صاحبو دیباچۂ کتاب کی آرایش حمد و نعت ہے۔ اور عنوان صحیفہ کی زیبایش خدا و رسول کی ثنا و صفات۔ پر کوئی بتا تو دے جب سے لوح و قلم کا ظہور ہوا حرف و صوت کا نشور ہوا بنطوق وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ[۵۱] آسمانوں کا سائبان بنا۔ و بمصداق وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ[۵۲] زمین کا فرش بچھا بہ مضمون جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا[۵۳] ملائکہ کی سواری آئی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً[۵۴] کا ڈنکا بجا آدم کی باری آئی زبانیں سوکھ گئیں۔ قلم گھس گئے۔ ہاتھ تھک گئے۔ حمد باری کا حق کون ادا کرسکا ؎

آدم کہ خلیفۂ معلّٰے ست		سرگشتۂ ربنا ظلمناست	
احمد کہ خلاصۂ وجود ست		لا احصی گوئے در سجود ست	

[۵۱] ترجمہ اور آسمان کو بنایا ہمنے ہاتھ کے بل سے اور ہمکو سب مقدور ہے ۱۲ پارہ ۲۷ سورہ ذاریات رکوع ۲۔
[۵۲] ترجمہ اور زمین کو بچھایا ہمنے سو کیا اچھا بچھانا ہے ۱۲ پارہ ۲۷ [۵۳] ترجمہ بنایا فرشتوں کو پیغام لانیوالا ۲۲ پارہ ۲۲ شروع سورہ فاطر [۵۴] ترجمہ مجکو بنانا ہے زمین مین ایک نائب ۱۲ پارہ اول رکوع ۳۔

باقی رہی سرور انبیا تاج الاصفیا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نعت اوس کا خیال اپنے عجز کا اعتراف وقصور کا اقبال ہے ؎

احمد کہ شہ سریر لولاک آمد	جانیست کز آلایش تن پاک آمد
یک حرف ز نعوت عز و شرفش	لولاک لما خلقت الافلاک آمد

مرزا مظہر جان جانان سچ کہ گئے ہین **مثنوی**

خدا در انتظار حمد مانیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست	خدایا آفرین مصطفےٰ بس	محمد حامد حمد خدا بس
مسا جاتے اگر باید بیان کرد	بہ بیتے ہم قناعت میتوان کرد	محمد از تو میخواہم خدا را	الٰہی از تو عشق مصطفےٰ را
	دگر اب دا کمن منظم فضولیست	سخن از حاجت آورد تہ فضولیست	

بس اس مضمون مین معترف لعجز ہوکر خاموش ہوجانا ہی گویائی ہے۔ اور اس معرکہ مین سکوت ہی سہیل عمدہ برآئی ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

معہذا مجکو جو کہنا ہے عرض کرتا ہون **بھائیو**؟ علم تاریخ کی خوبیان سب جانتے ہین اہل خرد تاریخ رسیر کو فن لطیف مانتے ہین۔ یہی فن ہے جس کے ذریعہ سے ہمنے قدر سلف جانی۔ خبر اور اثر ہی سے آنیوالی نسلون نے بزرگان پیشین کی حقیقت پہچانی۔ ایک زمانہ تہا کہ مسلمان اس فن کی تدوین مین درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے تفتیش حالات وتحقیق مقالات مین مسلمانون کی موشگافیان دقت نظر کو دنیا کی دانشورقومین حیرت کی نگاہون سے دیکھتی تھین۔ اہل عرب تقدیم سے علم الانساب کے شیفتہ تھے اپنی اپنی قوم وقبیلون کے حالات اور سلاسل نسب یاد رکھنے کی اون کو جان ودل سے زیادہ حفاظت تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی ہی ماورائے دیگر بے نظیر تاریخدان کے اس فن مین نہایت مشہور تھے۔ عربون مین علم الانساب کا ایسا چرچا اور فخر تہا کہ اخوت اسلامی بہی اوس پر متصرف نہوسکی جسطرح چند قسم کے دانون کو ایک کیسہ مین بوکر یا ایک ڈبیہ مین رکھکر وقت ضرورت علیحدہ کرسکتے ہین اسی طرح عرب اپنی قومیت علیحدہ دکھانے

کو ہمہ وقت مستعد رہتے تھے زمانہ کو ایسا موقع نہ دیتے تھے کہ مختلف دانون کو یکجا پیس کر آٹا کردے اور پھر تفریق قومی یا ملکی غرض جذامت نسب مین کوئی اُن کا نظیر نتا اسلام نے بھی بحکم تعلّموا من انسابکم ما تصلون به ارحامکم اپنے اپنے نسب سے آگاہ رہنے کی تاکید کی ہے مگر رفتہ رفتہ زوال دولت ضعف قوت وانحطاط سرمایہ علمی نے سارے مذاق کو بدل دیا وہ ہمتا نہ نازش کی اکمول کتابین بے بہا کتب خانے ایسے معدوم ہوگئے کہ گویا کبھی اون کا وجود ہی نہتا۔ اُن گنجینہ ہائے دیرینہ نے مثل تقویم پارینہ کے هما عفّى عليه الدهر اور فمحوناها کا مصداق پیدا کرلیا تجاہل وتغافل نے ایسا نکما وبے خبر بنا دیا کہ اور تو اور اپنے باپ دادون کے نام تک حرف غلط کی طرح صفحات خاطر سے مٹا دیے شعر

چو من ناسب خلق بودم زروی دانش مہیں یلف را	زدست من شد کتب پریشان زجہل من شد دفا تر

مسلمانون کے قدیم خاندانون اور مشاہیر نام آورون کے حالات زمانہ کی دستبرد سے روز بروز ناپدید ہوگئے ہزارون نامی گرامی ملما۔ حکما۔ شعرا۔ مشائخ۔ سیاح۔ بہادر۔ سپاہی اور مدبر ایسین سلطنت جنپر دنیا کو ایک وقت ناز تتا آج اُنکا کوئی نام بھی نہین جانتا نظم

جن کے نقش پا کو کبھی سجدہ گہ ہین سر بلند	ترتبون مین خاک لودہ ہین وہ عالی گہر
نام اُنکا کوئی اب بتلا سکے ڈھونڈے سے بھی	جنکے دروازہ پہ شاہون کا جتا تھا تاج و سر
تھا مگس کا بیٹھنا بھی تن پہ جن کو ناگوار	فرق پر جن کے ہلایا کرتے تھے خادم مگس
خاک مین مرکر ملے افسوس وہ عالی دماغ	اب نشان قبر بھی اُن کے نہین آتے نظر

اُن کی نسلین موجود ہین پر افسوس اُنھین ذرا خبر نہین کہ ہم کس گل کے فرق رنگ پر ہین کس ہرے بھرے گلزار کے بہار فزا رسیلے اور کون سے پھر برگ و بار شجر کے شاخ بریدہ ہین

لہ یہ حدیث ترمذی کے روایت کی ہے پورے الفاظ یہ ہین تعلموا من انسابکم ما تصلون به ارحامکم فان صلة الرحم محبة فی الاهل مثراة فی المال منساة فی الاثر یعنی نسب کے جو معلوم کرو تاکہ ملا و تم نسب کے اپنے رشتہ قریب کے ساتھ صلہ رحم یعنے سلوک کرنا اپنے اقربا سے محبت پیدا کرتا ہے کنبہ مین اور اس کو دنیا مین ہوتی ہے مالی مین اور درازی ہوتی ہے عمر مین ۱۲

وہ مطلق احساس نہیں کرتے مصرعہ کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے۔ اون کے بعینہ اوس شیر بچہ کیسی حالت ہے جس نے بھیڑون مین پرورش پائی تھی اور ہرگز نہ سمجھ سکتا تھا کہ مین بچہ شیر ہون میرا باپ چست وچالاک تھا مین بھی فطرتاً دلیر ہون جب شیر آیا اور لب دریا کھڑا کر کے عکس دکھایا تب وہ بھیڑ سے شیر بنا۔

بھائیو یہ تقلیدین محض بے اصل اور بنائی ہوئی باتین نہین انسان پر ایسی مثالین بہت ہوگذری ہین ارباب خبرہ اصحاب نظر کو یاد ہوگا کہ شاہزادہ محمد اکبر جب اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی سے باغی ہوکر ایران چلا گیا عالمگیر نے اُس کے بیٹے (نیکوسیر) کو قلعہ (آگرہ) مین قید رکھنے کا حکم دیا۔ بچہ شاہزادہ ابھی چوتھے سال مین تھا۔ پانچ دُنیا کی کوئی بہار نہ دیکھ پائی تھی مصرعہ اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوگئے۔ چالیس برس کامل اُسی بندی خانہ کے اندر عورتون مین پرورش پائی نام کے لئے یہی مرد کی صورت دیکھنے مین نہ آئی (فرخ سیر) کے زمانہ مین اوباشون کی ایک جماعت متفق ہوکر قلعہ پر غالب آگئے (نیکوسیر) کو باہر نکالا اور بادشاہ قرار دیا۔ شاہزادہ نے اتنی مدت محبس کی چار دیواری سے قدم باہر نہ نکالا تھا۔ اب نئی دنیا مین آیا اور نئی نئی چیزین دیکھین گھوڑے گائے وغیرہ معمولی جانورون اور معمولی درختون کو دیکھکر حیران ہوتا اور تعجب سے پوچھتا کہ یہ ہے کیا چیز جب امیرالامرا حسین علیخان نے قلعہ پر فتح پائی اور قلعہ کے اندر گیا شاہزادہ نے امیرالامرا کو سلام کیا۔ امیر نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور سلام سے منع کیا۔ شاہزادہ اُسی منطق نسوانی مین جو اُس کا محاورہ زبانی تھا معذرت کرنے لگا۔ امیر نے تبسم کیا اور پھر اُسی زنانہ محلسرا مین پہنچا دیا اب ذرا غور کیجئے کہ اُس شیر بچہ اور اس شاہزادہ مین کیا فرق تھا۔ اس مین تیموریہ خاندان کی رستمانہ شجاعت۔ بہادری۔ ملک گیری۔ جہانداری کا کونسا اثر باقی رہا تھا (عالمگیر) اسی کا تو شیر دل دادا تھا جس نے شباب سے پہلے فیل مست کا مقابلہ کیا[1]

بچہ کہ لطیف فطرت دلیری نمود		بہ ستے کہ تکلیف بردی نبود	

[1] منتخب الباب صفحہ ۴۰۴ - ۱۲

	درین بسن اگر بودے افراسیاب		ہمی گشتے از دیدن فیل آب

اور ایام طفلی مین شیرنی سے اُس کے بچے کو جبکہ وہ دودھ پلا رہی تھی چھین لایا تھا۔

برخلاف اس کے اب اہل یورپ جو ہر قسم کے علوم و فنون مین آسمان کمال کو صعود کر گئے ہین اپنے بزرگون کے حالات زندگی ہزارون لاکھون روپیہ صرف کرکے بہم پہونچاتے اور عزت و افتخار کے ساتھ حرز جان بناکر بطور یادگار رکھتے ہین - نہ صرف اپنی بلکہ ہمارے بزرگون کی یادگارون کی بھی قدر کرتے ہین -

ڈاکٹر پی - ڈبلیو نیلسن صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور مولف کتاب تبیین الاسلام مطبوعہ ۱۸۸۷ء کا یہ فقرہ (جو اونھون نے بعد بیان علمی عظمت مسلمانون کی دلسوزی اور افسوس سے لکھا ہے) کیسا دردانگیز و عبرت خیز ہے - مسلمان تو بہت ہین مگر وہ کیا جانتے ہین اگر آج عربی کا ایک عمدہ دیوان چاہو یا کوئی نادر تاریخ درکار ہو تو یورپ سے لینی پڑیگی - ابن خلدون - ابوالراشد حاجی خلیفہ - ابن بتوتہ - ابن العاثر - مخریطی وغیرہ جو اسلامی دنیا مین آسمان علم کے آفتاب تھے یہان انھین کوئی جانتا بھی نہین تا بطا شرا امراء القیس حمزہ حاتم بحتری ابوتمام کا دیوان کے آدیسون نے پڑھا ہے انگلینڈ - جرمن - فرانس مین صدہا آدمی پڑھتے ہین - ایک جرمنی عالم نے شعراء عرب کا تذکرہ نہایت جامع لکھا ہے معلم پیٹرس نے محیط المحیط لغت مین ایسی جامع لکھی ہے کہ عقل حیران ہے - لین صاحب انگلشی اپنے کنبے سمیت تیس برس بنظر تکمیل و تحقیق زبان عرب مین رہے اور ایک نہایت مبسوط کتاب لغت مین لکھی مگر افسوس کہ چھاپہ خانہ مین آگ لگجانے سے اُس کے سارے مسودات جل گئے اور اوس کی بیسی سالہ محنت خاک مین ملگئی - غرض یورپ مین صدہا مصنف عربی ہین کہ اپنے ذوق دلی سے اس کام مین لگے ہوئے ہین - یہان مدار تحقیق صرف قاموس پر ہے جو پانچو برس کی تصنیف ہے ہزارون لغت جو اوس کے بعد داخل زبان ہوگئے اب اونھین کہان دیکھین) -

سر گور اوسلی صاحب جبکہ ۱۸۱۱ء مین جارج سیوم بادشاہ انگلستان کی طرف سے بعزیز سفارت

فتح علیشاہ قاچار بادشاہ ایران کے پاس گئے تھے کئی مہینے شیراز مین مقیم رہے وہ لکھتے ہین
شیخ سعدی کی قبر بوسیدہ ہوگئی ہے قبر کی عمارت گرتی جاتی ہے میری حسن عقیدت نے جو
سعدی اور اون کے کلام کے ساتھ ہی مجھے آمادہ کیا کہ اپنے روپیہ سے مقبرہ کی مرمت کرادون
مگر حسین علی مرزا گورنر فارس نے جو شاہ ایران کا پانچوان بیٹا ہے مجکو روکا اور سرگرمی سے کہا کہ
مین بخوشی اسلوبی اس کی مرمت کرادون گا لیکن افسوس ہے کہ شہزادہ سے اپنا وعدہ پورا نکیا
اور سرگوراد سلی کو بھی اوس کے ارادہ سے باز رکھا۔

یورپ کی قدرشناسی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ جن چیزون کو ہم نہایت ناچیز و حقیر سمجھتے
ہین وہ اُس کی نہایت حفاظت و توقیر کرتے ہین (فریرا) جو انگلستان کے شمالی حصہ مین ایک بستی ہے
وہان کے مشہور مصنف (پیرسیتو) کے آبائی مکان کا بنے ہوئے سو سے ابتک موجود ہین (لارڈ
میکالی) جو انگلستان کا نہایت مشہور و مقبول مصنف ہے اُس کے دس دس جگہ کاٹ و پھانس
و ٹک و اصلاح کئے ہوئے مسودات لندن میوزیم (عجائب خانہ) مین رکھے ہوئے ہین اور قوم
اوس کو قدر و منزلت کی نگاہون سے دیکھتی ہے جب یہ سیل جہل بڑھتے بڑھتے طوفان کی صورت
مین نظر آنے لگا اور سر سے پانی گذرنے کے قریب ہوگیا مدبران قوم متنبہ ہوئے اونہون نے
ترقی و تنزل قوم کے اسباب دریافت کرنے اور قوم کے سنبھلنے کی تدابیر سوچنے کے لئے انجمن
علوم کی بنیاد ڈالی اسکے جرنلز و رسالون مین لکھے ۱۸۸۶ء مین ایجوکیشنل کانفرنس مقرر ہوئی منجملہ
اوس کے دیگر مقاصد و اغراض کے یہ بھی قرار دیا گیا کہ نامور مسلمانون کے حالات زندگی و سوانح
عمریان لکھی جائین تاکہ موجودہ و آیندہ نسلون کو اون کے واقعات و کارنامجات کے پڑھنے کی
بصیرت ہو اور اپنی بگڑی ہوئی حالت کو بنا لین چنانچہ بعض ممتاز ان قوم نے خاص خاص
مشہور و معروف اشخاص کے حالات علیحدہ کتابون سے انتخاب کرکے الفاروق سیرۃ النعمان
[illegible] ابوریحان بیرونی وغیرہ جیسی عمدہ عمدہ کتابین تالیف کرکے ملک اور قوم
کے ساتھ [illegible]

پہرا آنریبل سید محمود نے مسلمانان ہندوستان کے اُن تمام خاندانون کے حالات مین ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جن کے اسلاف عرب سے آکر ہند مین آباد ہوے اور اون کی نسلین ہنوز یہان موجود ہین۔ ایک اور اولوالعزم بہی خواہ قوم (آنریبل حاجی محمد اسمعیل خان رئیس دتاولی ضلع علیگڈہ) نے کل ہندوستان کے قابل و مشہور اشخاص کے حالات قلمبند کرنے پر کمر ہمت باندہی اخبارات مین اشتہارات شایع کئے قوم کو بالعموم توجہ دلائی ہر شخص سے حالات بہیجنے کی درخواست کی۔ پر یہہ مجموعی ابہی مرتب نہین ہوئی اور ہے بہی مشکل۔ ہندوستان مین بجز سلاطین و ارباب دین یعنی مشایخ و اہل تصوف کے دیگر اصحاب کمال و ہنرمندون کے حالات لکھنے کا بہت کم اہتمام کیا گیا ہے۔

میرے خیال مین یہ بات گذری کہ تمام ہندوستان کے مشاہیر کا یکجائی تذکرہ لکھنا تو بڑا کام نہین یہ سلسلہ بہت وسیع ہے اسکو مہلت دراز اور عمر طویل چاہیئے کاش قبیلہ قبیلہ اور گروہ گروہ کے لوگ اپنے اپنے خاص فرقون اور گنبون مین سے قابل قدر لوگون کو جنہین زمانے نے عزت و اعتبار کے نظرون سے دیکہا ہے اور جنکی رفتار و گفتار قابل تقلید ہے انتخاب کرکے اون کے واقعات حیات قلمبند کرلین تو آسانی ہوگی اور آیندہ کے لئے معلومات کا بڑا ذخیرہ و کافی سرمایہ قوم کے ہاتھ مین موجود ہو جائے گا۔ ماورائے اس کے ہر شخص کو اپنے اکابر و اجداد کے واقعات و اوقات کے ساتھ فطرتاً دلچسپی ہوتی ہے اون کی سرگذشتون کے پڑہنے اور سُننے سے اون کی اخلاقی و تمدنی حالتون پر ایک خاص طور کا اثر پیدا ہوگا جو بیگرفی دسوانح عمری کی سیر و مطالعہ کی اصل غرض ہے اُس کے ساتھ ہی مجہے یہ فکر ہوئی کہ کوئی خدا کا بندہ میرے قبیلہ مین سے اپنے گروہ خاص کے مشہور و معتبر اشخاص کا تذکرہ لکھے چنانچہ ایک عزیز خاص و مخلص بااختصاص سے جسے قومی معاملات کے ساتھ ازل اور دلچسپی ہے تذکرہ کیا اور چاہا کہ اس کام کو اپنے ذمہ لین تجویز تو پسند کی لیکن اوس کے انصرام و اتمام کا کسی عنوان بیڑہ نہ اٹہایا کانون پر ہاتھہ رکہے اور مجہی سے باصرار اتمام اوس کے لکھنے کی خواہش کی

مین نے اپنی بے بضاعتی۔ کم استعدادی۔ تشتت خاطر۔ عدیم الفرصتی کو عذر سے ابرا چاہا اور سمجھایا

چو گلگشت سایہ چو مرغان دیبا	شگفتن نیارم پریدن ندانم
درین بحر پرشور چون ماہ و ماہی	بجز کاستن یا تپیدن ندانم

اور بھی اوس عزیز کے نقش دل کیا کہ ؎

مرغ دل من نغمۂ داؤد نداند	آزاد گفتندش کہ نہ مرغ قفس آئین

لیکن وہ ضدی ہٹ سے باز نہ آیا سر ہو گیا اور یہ میری ہی کند سے رکھا۔ ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

بمصداق انہ کان ظلوما جہولا قبول تو کر لیا پر لکھنے مین جو دقتین پیش آئین دل ہی خوب جانتا ہے۔

معذرت ! بھائیو ؟ مین سچے دل سے اعتراف کرتا ہون اور یقین دلاتا ہون کہ یہ کام میری قابلیت سے بہت زیادہ ہے اس کیواسطے علمی استعداد قلم مین زور خداداد روشن دماغی وسعت خیال وضاحت بیان صحت صافی تہیۂ سامان۔ اور سب سے بڑھکر وجاہت صوری ومناسبت معنوی کی ضرورت ہے۔ یہان جس مد کو دیکھو بجائے رقم صفر نظر آئیگا۔ جس خرمن کو ٹٹولو دانہ کی جگہہ خس وخاشاک اور سبوس وخاک کا ڈھیر پایا جائیگا ؎

نہ شکوفہ نہ برگے نہ درخت سایہ دارم	ہمہ حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

تبکو یہ بھی اقرار ہے کہ میری محدود معلومات تمام بزرگان قوم کے حالات پر محیط نہوگی۔ بہت سے اکابر جنکا ذکر خیر قابل تذکرہ ہوگا میری لاعلمی سے انکا نام نامی وذکر سامی زیب صفحہ نہوسکیگا رباعی

ہیہات من از کجا و این کار کجا	درخورد من ضعیف این بار کجا
اوصاف بزرگان ز شمار افزون است	در طاقت تقریر من زار کجا

الا ماہرین کو معلوم اور واقفین کو مسلم ہے کہ کوئی فن کوئی علم۔ کوئی مضمون۔ ایک کتاب کے اندر

لہ ترجمہ یہہ ہے برا بے ترس نادان ۱۲

ایک مصنف۔ ایک مؤلف کے بیان مین محصور و منحصر نہین ہوا اور نہو سکتا ہے۔ جو صاحب میرے اس ناچیز ہدیہ کو پسند فرمائین براہ کرم دعاء خیر سے یاد فرمائین اور جن صاحب کے مذاق و مزاج کے موافق نہو العذر عند کرام الناس مقبول پر نظر فرما کر بسبب اذا مروا باللغو مروا کراما درگذر کرین اور بہتر ہو کہ بجائے تلنگا می اعتراضات و جدال الطائل و سب بے سود کوئی شیرین تر چاشنی واسطے مذاق کام و دہن ارباب انجمن کے پیشکش کر کے قوم کو مرہون منت فرمائین

غلام ہمت آن عارفان باکرمم	کہ میصواب بہ بینند وصد خطا پوشند

لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی اسی دوستی مین اس مختصر مین ان مشاہیر مسلمانون کا ذکر کرون گا جو بلاریب شیخ قریشی الاصل اور حضرت عبداللہ و حضرت مصعب ابنا حضرت زبیر رضے اللہ عنہ کی اولاد سے ہین اور ممالک مغربی و شمالی و اودھ وغیرہ اقطاع ہند کے اکثر بڑے بڑے اور مشہور شہرون و قصبون مین مثل میرٹھ۔ بریلی۔ سنبھل۔ مرادآباد۔ امروہہ۔ ماہرہ۔ لکھنؤ۔ وغیرہم نام ونمود کے ساتھ اون کے خاندانون کا پتہ ملتا ہے اور دہلی آگرہ وغیرہ مین قدماکے آثار قدیمہ کا بخوبی سراغ چلتا ہے اور یہان وہ کنبوی کے لقب سے معروف و منسوب ہین۔

بھائیو اس اظہار و بیان سے مجھے تفاخر حسب و نسب مقصود نہین اسلام نے صاف بتا دیا ہے اور مین خوب سمجھتا ہون کہ بحکم ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اصلی بزرگی عمل کو ہے نہ نسب کو نسب تو بالآخر ایک ہی آدم پر منتہی ہو جاتا ہے ؎

انانکہ خمیر خویش باجداد می کنند	چون سگ باستخوان دل خود شاد می کنند

لہ تمہید جب ہو نکلین کھیل کی باتون پر نکل جائین بزرگی کہان کی ۲ ترجمہ ہینے نہین ہا تمکو تم سے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہیے قرابت والون مین ۱۲ پارہ ۲۵ سورہ شوری رکوع ۳ — ۳ اگرہ مین ہنوزان کے نام کا ایک محلہ (کنبوہ ٹولہ) آباد ہے مگر اس قوم کا کوئی مخصر اب وہان باقی نہین۔ شاہجہان نے جب شاہجہان آباد آباد کیا تھا امراء و اکابر کے خانوادے سب وہان جا بسے تھے غالبًا اوسی وقت اس قوم کے بزرگون نے بھی اکبرآباد چھوڑ دیا ہوگا ۱۲ ۴ ترجمہ مقرر بڑی عزت خدا کے ہان اوسکیلئے ہے جس کو اوب زیادہ ہے ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات —

ظاہر ہے کہ پسر نوحؑ را از ایزد شناسی پدر چہ سود۔ و ابراہیمؑ خلیل را از بت پرستی پسر کدام زیان[۵۱] تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ نظم

چو ناداناں نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش
چو دود از دودشی نبود نشانہ	چہ حاصل زانکہ آتش راست فرزند

لیکن اس مین شک نہین کہ شرافت مومن نظر بآبائہم بھی کوئی چیز ہے حسب و نسب کا شرف اعتبار سے مانا گیا ہے دونون باتین حاصل ہون تو نور علیٰ نور آنحضرت صلعم نے اپنی شرافت نسب مین فرمایا ہے[۵۲] إِنَّ اللهَ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ بالضرور مین سوتے ہوئے عزیزون کو جگا کر اونمین کے بزرگون کی کہانیان اون کو سنانا چاہتا ہون تاکہ وہ اُن کے واقعات کے مقابلہ مین اپنی ہمت و بود کو بنظر عبرت دیکھین اور غور کرین کہ صفوف سلف مین سے کس درجہ مین اونکی کہپت ہوسکتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر رشتۂ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے تو لا محالہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ اس انجمن انجم نثار مین بجز صف نعال ہمارے واسطے کوئی جگہ موضوع یا موزون نہین۔ شرق سے غرب تک دیکھ جاؤ قوم مین کوئی ایسا فرد کامل اہل دل نپاؤگے جو صدر مشیخت پر قدوۂ اکابر آفاق مخدوم شیخ اسحاقؒ اور امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدینؒ کے ہم پہلو بیٹھنے کی قابلیت رکھتا ہو تبحر علمی مین مفتی جمال خان وغیرہ کے سادات کا کس نے منصب حاصل کیا ہے۔ فنون شعر و سخن و کمالات وہبی و کسبی مین کس کو کوئی جمالی کا ہم جمال پایا جاتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین۔

ان قصون کو جاننے دو بزرگان سلف کے واقعات مین وہ بات جو سب سے نرالی معلوم ہوتی ہے

---

[۵۱] ترجمہ وہ ایک جماعت تھی کہ گذر گئی اُن کا ہے جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ اور تم سے پرسش نہین اون کے کامون کی ۱۲ [۵۲] ترجمہ تحقیق اللہ نے چھانٹ لیا اولاد ابراہیمؑ سے اسمٰعیل کو اور چھانٹ لیا اسمٰعیل سے بنی کنانہ کو اور چھانٹا قریش کو بنی کنانہ سے اور چھانٹا قریش سے بنی ہاشم کو اور چھانٹا مجکو بنی ہاشم سے ۱۲

یہ ہے کہ دنیاوی جاہ و مناصب اور دولت کے اُس پایہ رفیع پر پہونچکر بھی وہ سیدھے پکے اور سچے مسلمان نظر آتے تھے دائرہ سُنت و اتباع شریعت سے اُن کا قدم باہر ہوتا تھا دولت و ملکت جو آج باعث پندار و نخوت و موجب صد ہزار عیوب و مذلت سمجھی جاتی ہے اُن مین بے اعتدالی پیدا نکرتی تھی اون کی عادتین مُستہری اخلاق پاکیزہ تھے۔ پھر اس کا کوئی سبب بھی۔ اس کا سبب تھا اکتساب فضائل و ترک رذائل وہ علم و حکمت کے شایق تھے ہمت۔ استقلال۔ عزم۔ ارادہ۔ صبر تحمل۔ حق شناشی۔ خودداری۔ اون کا فطری جوہر تھا پہلے علم پھر دیانت۔ راستبازی۔ اخلاق حسن کتاب و سُنت کے موافق جزو عمل ٹھہرائی دولت و قبولیت اس جوہر کا عرض تھی وہ کیون نہ حاصل ہوتی اور اون کو کیا نقصان پہونچاتی۔ دولت پاکر اون کے اخلاق اور نکھر جاتے تھے دولت اون کی خوبیان چمکانے کے لئے ایسی تھی جیسے سونے کو سہاگہ۔

ہم ان سب کو کھو بیٹھے ہماری سرسایان ہماری آنکھین۔ ہماری صحتین خراب ہوگئین ہماری قوم مین جو ایک خاص صفت تھی جس کو کاہ کاہ ہمارے دوسرے مذہبی اور ملکی بھائی اب بھی ناواقفیت سے ہماری طرف منسوب کرتے ہین یعنی (اتفاق و اتحاد باہمی) اس کا ہم مین نام کو اثر باقی نہین رہا اور ہم اپنے اُن شفیق بھائیون سے اس نسبت مغنی کو حیرت کے کان سے سُنتے ہین ؎

تغیر آگیا نقش و نگار حُسن مین یکسر	نہ وہ رنگ حنا باقی نہ چشم سرمہ سا باقی
مٹی ساری ادائین اڑ گئے جوبن کے سب نقشے	نہ انداز وفا باقی نہ ناز دلربا باقی

کبھی خیال ہوتا ہے کہ یہ سب برکتین سلطنت اسلامی کے ساتھ تھین اُس کے نہ رہنے سے وہ بھی معدوم ہوگئین گویا سلطنت ہمارے عیوب کا ڈھکن اور ہماری خوبیون کا لباس تھا اُس کے جاتے رہنے سے ہم برہنہ و بدنُما ہوگئے لیکن باندک تامل یہ ہماری خام خیالی و کم فہمی کا ثبوت ہے بقا ذات خدا کو ہے نہ کوئی رہا ہے نہ رہے سلطنت اسلامیہ کا جاتا رہنا مُسلّم مگر گورنمنٹ نے کسی قوم کو فضیلت علمی حاصل کرنے سے کبھی نہین روکا۔ نہ اُس نے اعلیٰ درجہ کے عہدہ دینے مین

کوتاہی وتنگ دلی کی بشرطیکہ ہم مین قابلیت ہو جوہر ہو تجارت وصناعت کے ذرایع ایسے وسیع ہوئے کہ کبھی نتھے اسی گورنمنٹ کے عہد مبارک مین تھوڑی مدت پیشتر جیسی قابل گذر چکی ہین قوم انکو بھولی نہوگی۔ قوم مین اطبا ایسے نفس وپرتشکان بقراط ثال کی ایک جماعت پائی جاتی تھی۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کی کمی نتھی۔ فصحائے نامی وشعرائے گرامی جوق جوق نظر آتے تھے ہر جگہ علمی واخلاقی انجمنین ہر موقع پر مذاقی جلسے موجود تھے اب جس بزم کو دیکھو چراغ گل جس انجمن مین جاؤ نہ ساقی نہ ساغر نہ ایاغ نہ مُل جس چمن مین گذرو ہر پھول کملایا ہر پنہ مرجھایا اللہ اللہ شعر

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش وسُرت کا تھی نکہت عیش سے بھرا دل کو فرحت کیا باد خزان چلی چمن مین کہ عطا	رباعی	اب آہین حسرت ویاس وتمنا سر کرتے ہین خندان خندان سدا تھی ہم گل کی صفت شبنم کی طرح سے اب ہے رونی صورت

میرے عزیزو! قوم مین اب بھی شریف النفس ہنرور اخلاقمند۔ ذکیا دو اقبال اشخاص کے وجود باجود سے انکار بحث کرنا میرا مقصود نہین۔ ؎ بزم کو برہم ہوئے مدت نہین گذری بہت پھر اٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کے ابتاب دھوان۔ ہان رونما یہ ہے کہ جب فیصدی پچانوے اوس قسم کے پائے جاتے تھے تو اب تلاش سے فیصدی پانچ مل سکین گے۔

خیر مین اوس دکھڑے کو چھوڑتا ہون اور اشہب خامہ کی باگ دوسری طرف موڑتا ہون شعر

طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین		

حضرات! اگرچہ زمانہ کے ترک وتاز نے قوم کو پیس ڈالا خاک مین ملا دیا اور انقلاب ادوار نے اُن کے نام ونشان مٹانے مین کوتاہی نہین کی۔ مگر ہزار خاک مین ملاؤ ٹیکریون مین رلاؤ موتیون کے چمکدار ذرے چھپتے کب ہین بزرگان سلف کے مبارک نام اون کے جاہ واقبال اور حسنات کا پتہ ڈھونڈھنے سے صفحات تاریخ مین جلی حرفون سے لکھا ہوا ملتا ہے اور کھوج لگانا چاہو تو اون کے نقش قدم قریش عرب کے گھرون تک جا پہونچتے ہین ؎

کہنہ نخل تازہ از صرصر بیفتاد ہ ام خاکم ار کادے ہنوز م ریشہ در گلزار است		

اُن کے پرانے کھنڈرون سے ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ		آثار پدید است صنادید عجم را	

کی سُریلی آواز چلی آتی ہے اُن کے فرسودہ مقابر بزبانِ حال پکار پکار کر کہہ رہے ہین ؎

گو مٹ گئے نقش در و دیوار ہمارے		باقی ہین زمانے مین ابھی نام تمہارے	

اصحاب خبرت خوب جانتے ہین کہ کسی قوم و قبیلہ کے ہر فرد کا من اولہ الی آخرہ مسلسل و تفصیلوار حال نہین لکھا گیا بہت سے نامی گرامی اشخاص سبیل گمنامی مین رہ گئے ہین ؎

بس نامور کہ زیر زمین دفن کردہ اند ۔ کز ہستیش بروئے زمین یک نشان نماند جن نامور بزرگون کے مشہور ناموں سے صفحات تاریخ روشن ہین جنپر موجودہ نسلون کو اون کی اولاد مین شمار ہونے کا فخر حاصل ہے اون کے اجداد مین بھی ہر فرد کا فرداً فرداً تفصیلی حال نہین بتایا گیا بجز اس کے کہ اسماء رجال سلسلۂ انساب کو ایک حد معین اور ایک معزز و معروف شخص تک محفوظ و یاد رکھنے کے لئے مکتوباً و ملفوظاً اہتمام کیا گیا ہے اور اُنکو سلسلہ بسلسلہ سینون سفینون مین جگہہ دی گئی ہے ۔ علےٰ ہذا القیاس جس قبیلہ کے لوگون کا مین ذکر کرنا چاہتا ہون اُس کے اکابر ماتقدم کا حال بہ حکم ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ؎ مرض خفا مین رہجانا کوئی اچنبھے کی بات نہین ۔

میری قاصر نگاہ سے تفصیلاً یہ بات نہین گذری کہ اس نسل کے بزرگون مین سب سے پہلے سرزمین ہندوستان پر کس نے قدم رکھا اور اون کی حالتون مین کیا کیا انقلاب ہوا البتہ سات آٹھ سو برس کا زمانہ تھوڑا نہین ہوتا اُس وقت سے ابتک کے حالات جستہ جستہ ملتے ہین جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا اوپر کا سلسلہ نہ ہمارا بنایا ہوا بلکہ تاریخ کا بتایا ہوا اپنی اصل تک پہونچتا ہے دوسری معزز و خاندانی جماعتون مین بھی اس سے عمدہ نظیر نہین مل سکتی ذیل مین اُن کتابون کے نام درج کئے جاتے ہین جنسے اس مختصر کی ترتیب مین استنباط مطالب کیا گیا ہے ۔

؎ ترجمہ بلاشبہہ (نوع) انسان پر (اتنے وسیع) زمانے مین سے ایسا ایک وقت (بھی) آچکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا پارہ ۲۹ شروع سورۂ دہر ۔

فہرست کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف و مؤلف	سنہ تالیف
۱	روضۃ الصفا جلد سویم	محمد خاوندشاہ ہروی	۹۹۵ھ عہد میر علی شیر
۲	سیر العارفین	مولانا شیخ جمالی دہلوی	عہد ہمایون بادشاہ
۳	اخبار الاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	۱۰۰۰ھ
۴	طبقات اکبری	مولانا نظام الدین احمد ہروی	۱۰۰۱ھ
۵	منتخب التواریخ	ملا عبد القادر بدایونی	۹۹۹ھ آغاز و ۱۰۰۴ھ انجام
۶	ترجمہ اردو منتخب التواریخ	مولوی ہشام الدین حیدرآبادی	
۷	اکبر نامہ	علامہ ابو الفضل	عہد اکبر بادشاہ
۸	آئین اکبری	ایضاً	ایضاً
۹	رقعات ابو الفضل	ایضاً	ایضاً
۱۰	گلشن ابراہیمی معروف تاریخ فرشتہ	محمد قاسم ہندو شاہ استرآبادی معروف بہ فرشتہ	۱۰۱۵ھ
۱۱	اقبال نامہ جہانگیری	محمد معتمد خان بخشی	۰
۱۲	ماثر عالمگیری	۰	۰
۱۳	مفاوضات عالمگیری	حضرت عالمگیر بادشاہ	
۱۴	جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ	نعمت خانخانان	
۱۵	اشرف التصانیف	محمد صالح کنبو	۱۰۷۲ھ
۱۶	منتخب اللباب	محمد ہاشم خان مخاطب بہ خافی خان نظام الملکی	۱۱۳۱ھ

۱۷	خزانۂ عامرہ	علامہ نامی میر غلام علی آزاد بلگرامی	۱۱۷۶ھ
۱۸	مآثر الامراء	میر عبد الرزاق صمصام الدولہ شاہنواز خان خافی اورنگ آبادی	۱۱۷۲ھ
۱۹	محبوب الابرار فی اسرار الاحرار	شاہ محبوب العالم حجری	بعہد شاہ جہان بادشاہ
۲۰	تاریخ الخلفاء	مولوی مسیح الدین لاکوری	
۲۱	سلسلۂ عالیہ	عنایت حسین طبیب مارہروی	
۲۲	آثار احمدی	ایضاً	
۲۳	کاشف الاخبار	ایضاً	
۲۴	دیوان فارسی	بہادر شاہ مارہروی	
۲۵	ایضاً	عالم شاہ والا۔ مارہروی	
۲۶	ملفوظات مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی		۱۲۳۳ھ
۲۷	آثار الصنادید	سر سید احمد خان دہلوی بانی مدرسۃ العلوم	۱۲۶۳ھ
۲۸	رسالہ مبارک	نواب مبارک علیخان میرٹھی	یکم رجب ۱۲۶۵ھ
۲۹	انتخاب التواریخ	نواب احمد اللہ خان میرٹھی	
۳۰	تاریخ نو الملقب بہ مختصر سیر ہندوستان	حکیم محمد وحید اللہ بدایونی	۱۲۶۷ھ
۳۱	خلاصہ تواریخ مکہ معظمہ	حاجی فخر الدین حسین خان دہلوی	۱۲۶۸ھ
۳۲	شمع انجمن	نواب صدیق حسن خان بھوپالی	۱۲۹۲ھ
۳۳	صولت افغانی	حاجی محمد زرداد خان رئیس کابلی	جون ۱۸۷۶ء
۳۴	تذکرۃ النواتین ترجمہ فارسی شاہیر النسا	محمد ذہنی آفندی	
۳۵	تاریخ اصغری	سید اصغر حسین نقوی ہردوہی	۱۲۹۱ھ
۳۶	نخبۃ التواریخ	مولوی سید آل حسن ہردوہی	۱۲۹۶ھ

۳۷	خلاصہ شمس التواریخ	حکیم نواب علیخان امروہوی	مطبوعہ مطبع گلزار ابراہیم
۳۸	تلخیص التواریخ	شیخ سبط نبی امروہوی	
۳۹	دربار اکبری	شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد دہلوی	مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ع
۴۰	تذکرۂ افغانی	عادل محمد خان رئیس بھوپال	مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ھ
۴۱	حیات سعدی	مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی	سنہ ۱۳۰۳ھ

ماورائے کتب مندرجہ فہرست شجرات انساب و نسب نامجات اور مختلف مضامین و متفرق صحائف و روایات ثقات و ذاتی واقفیت سے جہانتک معلوم ہوسکا اپنی ناچیز بضبط و محدود معلومات کے موافق صداقت و سچائی سے تحریر ہے اور نام اس مختصر کا **المشاہیر** ہے۔ ایک مقدمہ پانچ ذکر اور ایک خاتمہ پر کتاب مبنی ہوگی۔ پہلے مشایخ طریقت۔ پھر علمائے شریعت۔ پھر امراء اسکے بعد شعراء۔ اُس کے پیچھے اطباء کا ذکر کیا جاوے گا۔

حضرات اعرض مطالب و گذارش مقاصد میں بات بڑھ گئی۔ کلام طول ہوگیا اب دیباچہ کا اختصار ہے سرگذشت قوم کا اظہار ہے جس کا دیرسے انتظار ہے **نظم**

بادہ در جوش ست و رندان منتظر	ساقیا حُسنا مَا صفا دَعْ فَاکدِرْ
در خرابات مغان بگذر کہ ہست	ہر صراحی شیشہ ہر ساقی خضر
بندۂ ساقی شوم کز یک قدح	منکران عشق را سازد مُقر
اے رفیق از سن مشو غافل کہ نیست	عشق در فرہاد و مجنون منحصر

العبد

الراجی الی رحمۃ الصمد عاصی **فیض احمد** ابن حکیم دلدار احمد
ساکن (بارہہ) ضلع ایٹہ کلکٹری آگرہ ممالک مغربی و شمالی ہند

سنہ ۱۳۱۵ھ و سنہ ۱۸۹۸ع

مقدمہ لفظ کنبو کی تحقیق مین

گردش روزگار و تقلیب لیل و نہار کے جاننے والے جانتے ہین کہ زمانہ کی اُلٹ پھیر سے انسانی کیفیتون مکانی حالتون اور اون کے نام و نشانات مین کیسا کچھہ انقلاب و اختلاف پیدا ہو جاتا ہے دیکھو یہی (دہلی) جو ہندوستان کا قدیم تخت گاہ اور دُنیا کے مشہور شہرون مین ہی اُس کے نامون نے کتنے قالب بدلے ہین اُسکی آبادی و بربادی نے کیسے کیسے پلٹے کھائے ہین اسی دہلی مین مابین شاہجہان آباد۔ و قطب صاحب سلطان فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ایک عمدہ و عالیشان عمارت ہے جس کا نام (بدیع منزل) تھا شاید ۷۵۵ھ ہجری مین اُس کی تعمیر ہوئی ہے اہل ہند کے کثرت تلفظ سے آج اُس کو (بجے منڈل) بولتے ہین ترکیبی صورت بدلنے سے کوئی انجان یہ بھی نہین جانتا کہ کسی مسلمان بادشاہ کی بنائی ہوئی یہ عمارت ہوگی اللہ اللہ ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا		بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے	

نظر بران لفظ کنبو کی تحقیق آسان نہین لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے وہ عرض کیا جاتا ہے۔ سجلات قدیم و بزرگان پیشین و معتبر اشخاص کی کتابت و پرانے کتابون مین یہ لفظ (کنبو) و (کنبوہ) و (کنبوی) ان صورتون مین لکھا پایا جاتا ہے بعض کم استعداد شاذ (کمبوہ) لکھدیتے ہین اور اس کے اصل مین اقوال مختلف غیر مستند بیان کئے گئے ہین کسی نے (کم انبوہ) کہا ہے کوئی (کمگو) کہتا ہے کسی نے کیانیون مین جا ملایا ہے اوئو (کے انبوہ) بتایا ہے مگر یہ سب طبعی باتین ہین حقیقتاً جبیر ثقات کا اتفاق اور مقرون بصواب ہی یہ ہے کہ لقب مکانی ہے ذاتی صفاتی یا نسبی خطاب نہین مولانا شیخ زین العابدین[1] عرف شیخ اوہن حدہ

[1] شیخ بڑے عابد زاہد ذاکر شاغل متقی پرہیزگار ثقہ دانشمند کامل عارف منکسر مودب باوقار بزرگ تھے جمال صوری و کمال معنوی پایا تھا اکثر صایم رہتے اور شبہا ہی لقمہ نکھاتے تھے خلاصہ یہ کہ بڑے محتاط تھے سلطان ابراہیم بن سکندر لودی نے اپنی قحبی کا مغز عمدہ دینا چاہا مگر احتیاط و تقوی کے سبب ہرگز قبول نکیا مولانا شیخ سماء الدین کے مرید اور سبحان عبداللہ طلبنی کے شاگرد تھے سنہ ۹۳۲ھ مین دار البقا کو رحلت فرمائی مزار پر انوار اُنکا دہلی مین نجانب جنوب حوض شمسی قطب صاحب کے قریب ہے ۱۲ اخبار الاخیار۔

مادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) مین لکھا ہے کہ لفظ (کنبو) مین واؤ نسبت کا ہے جیسا کہ ہندو مین یعنی منسوب بکنب اور (کنب) ایک شہر ہے قریب غزنین جس طرح سادات بنی فاطمہ علوی یا شیوخ اور عرب اور جو لوگ باشندگان قدیم کشمیر مین سے مسلمان ہوگئے یا جو ابتک اپنے قدیم مذہب پر قایم ہین وہ سب بلحاظ سکونت کشمیر (کشمیری) کہلاتے ہین علیٰ ہذا سکان کنب[۵۱]

شمس العلماء سواد محمد حسین آزاد دہلوی (دربار اکبری) مین بضمن حالات شیخ گدائی لکھتے ہین کہ اون کے والد شیخ جمالی سکندر لودی کے عہد مین شعرا باکمال مین شمار ہوتے تھے اور شیخ جمالی (دہلوی) (کمبوی[۵۲]) کہلاتے تھے۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ کنبا[۵۳] ایک دریا ہے اُس کے کنارے کی آبادی کو بھی باسم محل (کنباہ) کہتے ہین (جس طرح ضلع جہلم دریاے جہلم کے نام سے مشہور ہے) قدما عرب وبغداد سے وہان آکر آباد ہوئے پھر ہندوستان آئے اور یہ لقب ساتھ لائے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کسی مناسبت سے کسی افراد انسانی کا نام رکھدیا جاتا ہے کبھی اُس کو ایسی قبولیت و عام شہرت ہوجاتی ہے کہ تمام قبیلہ اور گروہ اُسی نام سے شہرت پذیر ہوکر ایک قوم بنجاتی ہے کوئی قوم اپنے بزرگ کے نام سے کوئی باسم محل اور کوئی باسم صفت موسوم ہوگئی ہے لہذا اس

[۵۱] خلاصۃ التواریخ صفحہ ۱۱ و تلخیص التواریخ صفحہ ۲۴ [۵۲] جس طرح سکندر لودی دہلی لکھنو کول امروہہ کو دہلوی لکھنوی کولوی امروہوی کہتے ہین وقس علیٰ ہذا ۱۲

[۵۳] بعض اہل شکوک بوجہ اوا قفیت وجود کنبا وہین متردد ہوجاتے تھے بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا کو ایک سیاح معقول دمعتبر بغدادی الاصل اولاد امجاد حضرت غوث پاک رض سے ملنے کا اتفاق ہوا باتون و تمہرانی اپنی سیاحت کے تذکرہ مین بیان کیا کہ سمرقند سے شمال کی طرف ۷۰ منزل کے فاصلہ پر کنبا یا بضم کاف ایک دریا ہے اوس کا پانی نہایت سرد وشیرین خوشگوار ہے اوس کے کنارے پر ایک قصبہ اسی نام سے شہور آباد ہے پہاڑی ملک ہے آب وہوا نہایت صحت بخش میوے بکثرت پیدا ہوتے ہین باشندے وہان کے شیع خلیق انتہا درجہ کے مہمان نواز ہین انکا جی ہرگز نہین چاہتا کہ مہمان سے انکا مکان خالی رہے ہین چند روز بآسایش اُس قصبہ مین مقیم رہا ہون ۱۲

فریق کا بھی باسم محل موسوم ہو جانا کوئی بات نہیں۔[۱]

یہ بھی مشہور ہے کہ اکثر لوگ اسی گروہ کے قریب زمانہ محمود غزنوی[۲] ہندوستان میں آئے۔ شیخ صدرالدین و شیخ عبداللطیف و خواجہ اویس و خواجہ متا قدما عابدین و مجاہدین میں تھے لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور انقلاب زمانہ پر نظر ڈالنے والے خوب سمجھ سکتے ہیں اُن کے تفصیلی حالات معرض خفا میں رہے ہاں اتنا معلوم ہے کہ شیخ عبداللطیف کی اولاد کا سلسلہ قصبہ (ماوہرہ) میں اب تک نام و نمود کے ساتھ موجود ہے اور شیر شاہ کے زمانہ سے عہد چودھرو قانونگوئی و ریاست زمینداری و تعلقہ داری اُن کی نسل میں بلا فصل چلی آتی ہے خواجہ اویس و خواجہ متا نواب مبارک علیخان رئیس میرٹھ کے بزرگوں میں سے جو بعد فتح میرٹھ باقی رہے دیگر بزرگان قوم کہ جدال و قتال میں کام آئے گنج شہیدان انکا میرٹھ میں عقب جامع مسجد[۳] موجود ہے آثار سلف سے میرٹھ میں قلعہ خام اور دو ایوان موسوم بہ رنگین محل و نگین محل تھے رنگین محل میں کوٹھی کچہری پنٹ سابق اندر آبادی شہر تعمیر تھی نگین محل کے دالان و تہ خانہ تھوڑا

---

[۱] صاحب تذکرہ افغانی وجہ تسمیہ پٹھان میں لکھتے ہیں کہ جب اول مرتبہ یہ لوگ ہند میں آئے تو بلدہ پٹنہ میں آباد ہوئے اس سبب سے اہل ہند افغانوں کو پٹھان کہتے ہیں افغانوں کے ایک فرقہ کا نام پٹھان ہے اسی سبب سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ ملک روہ کے رہنے والے ہیں یعنے ملک روہ والہ کثرت استعمال سے روہیلہ مشہور ہو گیا وجہ تسمیہ افغان نوحانی یہ ہے کہ انکا مورث اعلےٰ نوح تھا اوس کی نسل نوحانی مشہور ہوئی اب نون کی جگہ لام مستعمل ہو کر روحانی کہلاتے ہیں قوم قزلباش کے لوگ سرخ کلاہ رکھتے تھے ترکی میں سرخ کو اور بالش سر کو کہتے ہیں یعنی سرخ سر والی قوم اسی نام سے مشہور ہو گئے ۱۲۔

[۲] ۴۰۹ھ ہجری میں محمود نے قلعہ میرٹھ فتح کیا ۱۲ تاریخ فرشتہ

[۳] مسجد جامع میرٹھ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں تعمیر ہوئی یہ بادشاہ ۶۰۷ھ میں تخت نشین دہلی ہوا سنہ ۱۲۳۳ھ میں فوت ہوا اب زمانہ حال میں مسلمانان میرٹھ نے بمدد عام چندہ سے تمام مسجد کو نہایت نفیس اور وسیع تعمیر کیا ہے ۱۲

زمانہ گذرا جب تک موجود تھے۔ اِن اسباب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر متقدمین نے عرب بغداد وغیرہ چھوڑنے کے بعد ایک مدت (کمناہ) و (کمنب) مین توطن کیا اور مثل دیگر باشندگان وہان کے اُس مقام سے اپنے ساتھ یہ لقب لائے یہی سبب ہے کہ بعض دیار پنجاب وغیرہ مین ہندو مسلمان ہر جنس وملت کے اشخاص اس لقب سے ملقب پائے جاتے ہین اور کبھی سرسری نگاہ ڈالنے والون کو جن کی نظر غائر نہین مسلمانان قریشی الاصل کنبوی کے ہندی نژاد ہونیکا دھوکہ ہو جاتا ہے وہ غور نہین کرتے کہ لقب مکانی مین ہر قوم قبیلہ وملت ومذہب کے لوگ مشترک ومتحد ہوتے ہین کشمیر وپنجاب کا رہنے والا ایک سید وایک برہمن باعتبار توطن دونون کشمیری وپنجابی کہے جاتے ہین الا اونکی دیگر صفات مین مغائرت کلی پائی جاتی ہے نسبی علاقہ اور قومی رشتہ اون مین اصلا نہین ہوتا مان یہ ممکن ہے کہ ہندو نژاد کنبویون کے کچھ قبیلہ وگروہ مسلمان ہوگئے ہون یا آیندہ ہو جائین یہ امر ہمارا قادح مقصود نہین ہمیشہ ہر ملک وملت کے لوگ اسلام قبول کرتے رہے ہین اور کرتے رہین گے اُن کے تبدیل مذہب سے کسی دوسرے کی اصل ونسل مین فرق نہین آتا اور وہ کسی قبیلہ غیر کے نسب مین شامل نہین ہو سکتے

ذکر مشائخ طریقت واصحاب حقیقت چونکہ یہ مختصر شیوخ قریشی اولاد ابناء زبیر رض کے ذکر پر مبنی ہے اور اسلامی دنیا مین مان لیا گیا ہے کہ کوئی دلی صحابہ رسول مقبول صلعم کے رتبہ کو نہین پہونچ سکتا صحابی بھی کیسے زبیر اور عبداللہ جیسے لہذا تیمنا وتبرکا انھین حضرات کے ذکر خیر سے اس باب کا آغاز کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی قصی سے دوسری شاخ اس طرح پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے قصی کے بیٹے عبد مناف اون کے بیٹے ہاشم اون کے عبد المطلب اون کے عبد اللہ انکے ابو القاسم حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم۔ بالجملہ زبیر کے مناقب وفضایل محتاج بیان نہین صفیہ دختر عبد المطلب حقیقی پھوپی رسول خدا صلعم کی بیٹی اور ام المومنین بی بی خدیجہ رض

کی حقیقی بھتیجے ہین پندرہ برس کی عمر مین معہ اپنی والدہ ماجدہ کے مشرف باسلام ہوئے رسول خدا صلعم کے اجلہ اصحاب مین شمار ہین اور اس سے بڑھکر کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ داخل عشرہ مبشرہ ہین **نقل ہے کہ** شیطان لعین نے ایک مرتبہ دست کفار مین آن حضرتؐ کے گرفتار ہوجانے کی خبر مشہور کردی اُس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے کھینچ لی جناب رسولؐ نے بلندی مکہ سے دیکھکر پوچھا اے زبیر کیا ہے زبیرؓ نے واقعہ بیان کیا آپ نے اُن کے حق مین دعا کی اور فرمایا ہر پیمبر کا ابن عم اور میرا حواری ہے میری اُمت مین جمیع غزوات مین آنحضرتؐ کے شریک رہے اُن کی چند خصوصیتین ہین جو دوسرون کو نصیب نہین ہوئین غزوہ بدر کے دن اُن کے سر پر زرد عمامہ تھا جو ملایکہ اُس غزوہ مین شامل ہوئے اُن کے سرون پر بھی زرد عمامہ تھے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ ایک غزوہ اُحد دوسرے غزوہ بنی قریظہ مین ان سے فرمایا اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یعنی تیر پھینک خدا تجھپر باپ اور مان سے۔ اُن کے ہزار غلام تھے جو خراج دیتے سب راہ خدا مین تصدق کردیتے ایکدرم بھی اپنے گھر مین نرکھتے جنگ جمل مین حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یاد دلایا۔ ایک روز ہم تم ہنس رہے تھے تب رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کیا تم نہوگے مخالف علیؓ کے اوس وقت تم ہوگے ظلم کرنے والے علیؓ پر یہ سنتے ہی جنگ سے علیحدہ ہوکر مدینہ کی طرف مراجعت کی عمرو بن جرموز نے واپسی مین چھپاکر کے نماز پڑھتے ہوئے شہید کردیا اور سر کاٹکر خوش خوش حضرت علیؓ کے پاس لایا آپ نے پاس نہ آنے دیا اور اذن چاہنے والے سے فرمایا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کے خبر دیدے یعنی کہدے کہ قاتل زبیرؓ جہنمی ہے پنجشنبہ دسوین جمادی الثانی ۳۶ھ مین بروز جنگ جمل آپ شہید ہوئے جیاسٹھ برس کی عمر پائی۔

سیزدہم حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اون کی کنیت ابوبکر اسماء ذات النطاقین[1]

[1] نطاق بروزن کتاب ایک قسم کا پٹکا ہوتا ہے کہ عرب کی عورتین طرز خاص سے کمر اور چھاتی پر کمر سے باندھتی ہین رسول خدا کی ہجرت کی رات اسماء نے اپنی نطاق کے دو ٹکڑے کئے ایک کا آنحضرتؐ کے واسطے توشہ دان بنا دوسرا حمائل مشک کے باندھنے کو دیا آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اسماء اس نطاق کی عوض بہشت مین تجھکو دو نطاق عطا فرمائے گا جب سے اسماء کو ذات النطاقین کہنے لگے ۱۲۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی بڑے بیٹی اُن کی ماں اور اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خالہ اُم سلمہ دختر سید الشہداء امیر حمزہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی بیوی تھیں۔ اسلام کے مشہور نامور اور مہاجرین مدینہ کے سب سے پہلے فرزند ہیں سال اول ہجرت میں پیدا ہوئے اُن کے پیدا ہونے سے صحابیوں میں بڑی دھوم مچی تھی خوشی میں سب نے تکبیر کے نعرے مارے تھے رسول مقبول صلعم نے اپنے دہن مبارک میں خرما چبا کر اُن کے تالو میں لگایا خود آنحضرت صلعم نے عبداللہ اُن کا نام رکھا اُن کے مناقب میں قریب تیس حدیثوں کے وارد ہوئی ہیں بڑے عابد زاہد صوام و قوام یعنی کثرت سے روزہ رکھنے والے اور کثرت سے نماز پڑھنے والے تھے یہانتک کہ اون کے سجدہ کرنے کی حالت میں گرم پتھر منجنیق کا اون کے لباس میں آکر لگتا تھا اور وہ سر نہ اوٹھاتے تھے سفر مدینہ سے مکہ تک جو دس بارہ دن کا راستہ ہے ایک مرتبہ کہا ما کھائے ظاہر اروزہ پر روزہ رکھتے اس بدعت کے دفعیہ کے لئے شام کو تھوڑا سا پانی پی لیتے تھے۔ فصاحت بلاغت و شجاعت میں بے نظیر تھے باوصف نہایت ڈرانے وطمع دلانے کے یزید کی بیعت سے انکار کیا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ چلے آئے جبکہ حصین بن نمیر کندی نے لشکر مرسلہ یزید کے ساتھ اُنکا محاصرہ کیا اونہوں نے مسجد الحرام میں پناہ لی اوس نے منجنیق سے پتھر پھینکی جس سے خانہ کعبہ کی کچھ دیواریں گر گئیں اور بعض کڑیاں جل گئیں لباس کعبہ دریدہ ہوگیا۔ اسی اثنا میں یزید کے مرنے کی خبر سُنکر حصین اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ گیا یزید کے مرنے کے بعد تمام حجاز زمین عراق عرب۔ عراق عجم خراسان تک اُن کے تصرف میں آگیا۔ اور بعد مرگ معاویہ بن یزید اہل شام و مصر نے بھی اُن کے ہاتھ پر بیعت کی یزید بن معاویہ کے بعد نو برس مکہ معظمہ میں اونہوں نے خلافت کی خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بنیاد پر (جیسا کہ رسول اللہ کو اپنے ایام حیات میں مرکوز خاطر اور تھا) بکمال استحکام تعمیر فرمایا ستر ہوین رجب ۷۳ھ میں اس کار خیر سے فراغت پائی جب عبدالملک مروان اموی کا بیٹا بادشاہ ہوا اُس نے ابن زبیر کے مقابلہ کو ایک بڑا لشکر بہ سرداری حجاج بن یوسف روانہ کیا اوس نے کوہ ابوقبیس پر منجنیق لگائی اور مکہ پر آگ برسائی

یہانتک کہ خانہ کعبہ کا پردہ جل گیا عبداللہ محصور ہوگئے جب محاصرہ کو سات مہینے کا عرصہ گذر گیا تو ساتھیون نے بیوفائی کی اونھین تنہا چھوڑ دیا اسما عبداللہ کے ماں اسوقت زندہ تھین وہ اُن کے پاس مشورہ کو گئے اور کہا ہمراہیون نے تنگ آکر رفاقت چھوڑ دی دشمن اس شرط پر امان دیتے ہین کہ عبدالملک کے رو برو اپنے تئین حوالہ کردون اونھون نے جواب دیا اے بیٹا اگر تو نے یہ جدال و قتال دُنیا کیواسطے کیا ہے تو تو دنیا و آخرت مین خراب ہوا اور اگر خدا کیواسطے لڑے ہو تو بنی اُمیہ سے نہ دبو اُن کی اطاعت مکرو ہمراہیون کے جدا ہوجانے کا غم نہ کرو شان کرام یہ ہے کہ جہاد عزت سے جیئے ویسے ہی آبرو سے مرے اور دعائین دیکر رخصت کیا عبداللہ باہر آئے دیکھا کہ فوج اعدا بلندی مکہ پر چڑھ آئے اونھون نے دلیرانہ حملہ کرکے کہا اگر ایک بھی مجھ جیسا جرئی ہوتا تو مین اس فوج کو کافی تھا ایک شخص نے فوج اعدا مین سے کہا سچ کہتے ہو اس مین شبہ نہین عبداللہ نہایت دلاوری و شجاعت سے برابر لڑتے رہے یہانتک کہ ایک تیر سر پر لگا اور سر توڑ دیا زبیر کی اولاد کا ایک غلام قریب تھا اُس نے رو کر کہا وا امیراہ یعنی ہائے میرے امیر اعدا اُس کا شور سُنکر دوڑے عبداللہ حالت جراحت مین لباس جنگ پہنے کھڑے تھے کسی کو پاس آنے کی جرأت نہوئی پھر غلام کی زاری سنکر چارون طرف سے سب نے حملہ کیا وہ شہید ہوگئے حجاج پہونچا اوس کے ساتھ ایک امیر تھا اوس نے کہا کہ آدم کی اولاد مین آجتک ایسا جوانمرد بہادر کوئی مان نہین جسنے حجاج بولا تم ایسے شخص کی نسبت جو مخالف امیر ہے ایسا کلام کرتے ہو اوس نے کہا میرا یہی کلام عذر ہوگا امیر کے پاس اس امر کا کہ مہینون تک اونکا محاصرہ رہا اور ہم اوپر غالب نہ آسکے بعد قتل کے حجاج نے اون کو مقام مقابر مین سُولی پر چڑھایا یہ واقعہ منگل کے دن تیرہ ۱۳ جمادی الاوّل ۷۳ھ ہجری مین پیش آیا بعد شہادت عبداللہ کے حجاج نے اُن کی والدہ پاس اپنے آدمیون کو بھیجا کہ انکو لے آوین اونھون نے جانے سے انکار کیا اور کہا چاہو کھینچ کر لیجاؤ مین خود نہ جاؤنگی حجاج آپ آیا اور کہا تمنے دیکھا مین نے تمہارے فرزند کے ساتھ کیا کیا اونھون نے نہایت صبر و استقلال سے جواب دیا کہ او مسکین تو نے کیا کیا اون کی دُنیا خراب کی اور اونھون نے تیرا

دین خراب کردیا رسول اللہ ﷺ نے مجکو خبر دی ہے کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک مبیر پیدا ہوگا کذاب کو ہم دیکھ چکے مبیر تو ہے مبیر کے معنی ہلاک کرنے والا ہین علماء کا اتفاق ہے کہ اس حدیث مین کذاب سے ابن عبید اور مبیر سے حجاج مراد ہے۔

سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے بعد مرگ معاویہ بن یزید مختار بن ابی عبیدہ نے خروج کرکے کوفے عراق خراسان پر تسلط کرلیا اور شمیط کے ساتھ تیس ہزار فوج جرار مصعب کے مقابلہ کو روانہ کی مصعب نے نہایت بہادری سے خنجر بخنجر و شمشیر بہ شمشیر جنگ کی یہانتک کہ شمیط مارا گیا اور اُس کی ساری فوج کام آئی معدودے چند جان بچاکر مختار پاس پہونچی اُس نے ماجرا سُنکر آہ سرد کھینچی اور خود آمادہ پیکار ہوا بعد مقابلہ و مقاتلہ ہزیمت پاکر دارالامارۃ کوفہ مین محصور ہوگیا اور بالآخر معہ اپنے سب ہمراہیون کے مارا گیا جب عبدالملک بن مروان نے مختار کے مرگ اور مصعب کے کوفہ پر مسلط ہوجانے کی خبر سُنی اُس نے اپنے سردارون امیرون اور عظماء خاندان سے شوریٰ کیا سب جنگ پر متفق ہوئے مصعب کی دلاوری اور بہادری مشہور تھی عبدالملک نے کہا کہ مصعب کے مقابلہ پر ایسے شخص کو جانا چاہیئے جو خداوند تدبیر اور صاحب شمشیر ہو یہ دونون صفتین کسی ہیرو مین پائی نہین جاتین مجھے خود جانا چاہیئے لہذا وہ زبردست لشکر اور بے شمار فوجین لیکر روانہ ہوا اور جاتے جاتے یہ کارروائی کی کہ نامہ و پیغام کے ذریعہ سے سرداران لشکر مصعب کو بہاری بہاری انعام و عطا، مال و منال کی طمع دیکر توڑ لیا وہ بیوفا بندۂ زر بنکر موقع بموقع کھسکنے شروع ہوگئے خود مصعب کے عزیز و اقارب کی معرفت بوعدۂ ملک و مال مصعب سے درخواست کی گئی کہ جنگ سے باز رہو عبدالملک کو امیر مانو اونہون نے کچھہ پروا نکی اور صاف کہدیا کہ امیر مکّہ مین ہے یعنی عبداللہ بن زبیر مصعب بڑے نبرد آزما و مرد میدان تھے تین دن تک اس شجاعت و بہادری سے لڑے کہ بنی اُمیّہ کے چھکے چھوٹ گئے لیکن عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا چوتھے دن میدان جنگ مین لڑتے ہوئے مارے گئے اون کے مرتے ہی اس عظیم الشان جنگ کا جو عرب کی تاریخ مین نہایت سخت اور قسمت پلٹ دینے والے

والی تمار کیجاتی ہے خاتمہ ہوگیا اسی معرکہ مین عیسیٰ بن مصعب [illegible] ملک بقا ہوئے جب زخمون سے انکا بدن داغدار ہوگیا شامیون مین سے ایک نے ان کا سر کاٹ لیا مصعب نے حملہ کر کے اس شامی کو ہلاک کیا فرقت پسر سے ملول ہوکر اور اپنے ہمراہیون کو [illegible] کرکے مثل شیر غران سخت حملہ کئے عبدالملک کو پیغام بھیجا مصعب کے ساتھ محبت تھی اوس نے پیغام بھیجا کہ اب بھی جنگ سے دست بردار ہو جاؤ میرا ملک و مال تمہارے لئے ہے مصعب نے ذرا التفات نہ کیا اور فوج غنیم مین داخل ہوئے یہانتک کہ عبدالملک کے خیمہ تک پہونچگئے اور طنابین کاٹ دین مصعب کے ساتھ صرف تیرہ کس باقی رہگئے تھے کہ زیادہ بن خدام مختار کیساتھ لڑکر [illegible] تلوار ماری مصعب گرے عبدالملک بن زیاد الرایان سرتن سے جدا کر کے عبدالملک کے پاس لیگیا اس [illegible] مصعب کے مرگ سے عبدالملک غمگین ہوا اور کہا میں چاہتا تھا کہ مصعب سے صلاحت کرلے تو نصف مال اپنا اسے دیدون میرا یقین ہے کہ قریش مین کوئی امثال اس کے پیدا ہوگا بحکم عبدالملک دونون باپ بیٹے کے جسد کو کفنا کر دفن کر دیا عبدالملک نے یہ بھی کہا میری اور مصعب کی حریفی اور قدیمی دوستی تھی لیکن [illegible] باجنبیہ عورت کے [illegible] شرکت پسند نہین کرتا [illegible] عبدالملک کو [illegible] نکالکر سر اسے [illegible] فروکش [illegible] کا سر اس کے سامنے رکھا تھا حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے کہا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ اس [illegible] جس نے [illegible] اور [illegible] دیکھا تھوڑی [illegible] عبدالملک بن زیاد کا سر مختار کے سامنے رکھا پایا پھر اسی [illegible] مختار کا سر مصعب کے آگے رکھا گیا [illegible] مصعب کا سر [illegible] دیکھکر عبدالملک [illegible] بہت خوف [illegible] متوہم ہوا اور اس کے [illegible] اس قصر کو آگ لگا کر ویران کر دیا گیا اس جنگ کے چند روز بعد ہی عبداللہ بن زبیر حرم محترم کے اندر شہید ہوگئے سکینہ دختر سیدالشہداء [illegible] مصعب کی پیاری بیوی تھین حضرت امام

---

[1] سکینہ کی ماں رباب دختر امرالقیس بن عدی قبیلہ بنی کلب سے تھین حضرت امام حسین سکینہ و رباب کے ساتھ بے انتہا محبت رکھتے تھے آپ نے فرمایا ہے نظم لعمری انی لاحب اھلا تحل بھا سکینۃ والرباب احبھما وابذل کل مالی ولیس لعاتب عندی عتاب ولست لھم وان عتبوا مطیعا

زین العابدینؑ نے لاکھ درہم کے مہر پر انکا عقد باندھا تھا زوجین مین بے انتہا محبت تھی اسی خوشی
مصعب نے چالیس ہزار درہم حضرت امامؑ کے نذر کئے تھے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۲۵ حیاتی او لغیبتی التراب ترجمہ اپنی جان کی قسم مین اُس زمین کو دوست رکھتا ہون جہان سکینہ اور رباب ہون - دونون سے محبت ہے اور اپنا مال صرف کرتا ہون اور اگر اس پر نکو الزام دین تو مین پروا نہین کرتا - اور اگرچہ لوگ ملامت کرینے تو مین نہین سنتا - اسمین مین چاہے زندہ رہون یا خاک مین ملجاؤن - سکینہ علاوہ پارسا پاکدامن اور نیک بیوی ہونے کے جو انکا اصلی جوہر تھا نہایت حسین - ذہین لطیفہ گو اور اس پایہ کی شاعرہ تھین کہ وہ مشہور شعراء عرب جن کا مثل آجتک پیدا نہین ہوا اپنے باہمی کلام کے نزاعون کا فیصلہ کرنے کے لئے اُن کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے سکینہ کے حالات نہایت دلچسپ ہین لیکن یہان انکا ایراد باعث طوالت و زائد از حاجت ہے تاہم اُن کے ضبط و استقلال کا قصہ نقل کیا جاتا ہے جس سے عرب کی نژاد خواتین کی دلی مضبوطی کا پورا ثبوت ملتا ہے -

ایک مرتبہ اون کے رخسار پر عین آنکھ کے نیچے ایک مسّہ نکل آیا جو روز بروز بڑھتا جاتا تھا اُن کے خادمون مین ایک جرّاح بھی تھا جو کہ زمانہ کے [redacted] اپنے فن مین اچھی مشق تھی - ایک دن آپ نے اوس سے ارشاد فرمایا تم نہین دیکھتے اس مسّہ سے میری کیا حالت ہے - اوس نے دست بستہ عرض کیا بنت رسول اللہ علاج کرنے کو مین حاضر ہون مگر ڈرتا ہون کہ آپکو تکلیف بہت ہوگی اس مسّہ کے لئے جیسے عمل جراحی کی ضرورت ہوگی اوس کو برداشت کرنا نہایت دشوار ہے فرمایا اس کا خیال نکرو - اُس نے آپکو لٹا کر چہرہ کی کمال دو تک چیر ڈالی پھر اُسکے نیچے سے کاٹ کاٹ کر تمام بدگوشت نکال لیا یہانتک کہ گلین صاف نظر آنے لگین لیکن اتنا ہی عمل کافی نتھا اسلئے کہ مسّہ کا کسیقدر حصہ آنکھ کے نیچے تک پھیلا ہوا تھا اُس نے ایک طرف سے کاٹ کر آنکھ کا ڈھیلا اوپر اوٹھا کر اولٹ دیا اور اوسکے نیچے سے بدگوشت کاٹکر ڈھیلا اپنی جگہ رکھکر پٹی باندھ دی اتنا بڑا جراحی عمل ہوا اونہون نے اُف بھی نہین کی اور پیشانی پر شکن تک نہ آنے دی فرمایا ابن تیمیہ سے سنا ہوا کہ سکینہ کے قبر دمشق سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک موضع مین ہے واللہ

[redacted] دختر فاطمہ [redacted] دفن ہین ۱۲

دوسری شادی مصعب کی جناب عائشہؓ سے ہوئی تھی جو نہایت نیک صفات اور فاضلہ کاملہ تھیں حضرت طلحہؓ جنکا عشرہ مبشرہ میں شمار ہے عائشہؓ کے باپ ہیں عائشہ کی قابلیت علمی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب ہشام بن عبدالملک بود سوان خلیفہ بنی امیہ مروانیہ کا تھا دمشق سے حج کو آیا ایک جماعت کاملین علما کی اُس کے ساتھ تھے خلیفہ عائشہ کی قابلیت وہمہ دانی کا شہرہ سنکر انکو حضور میں بلایا اور ہر شخص کی معلومات علمی سے اُن کے ادراک کا موازنہ کیا سب سے انکو افضل پایا جو سامنے آیا مباحث علمی میں ان سے الزام کھایا جو لوگ تلامیذ سوان کے مخالف ہیں سمجھیں کہ اسلامی دنیا میں عورتیں کس پایہ کی فاضلہ وقابلہ ہوتی تھیں۔

امام العارفین برہان الواصلین مخدوم مولانا شیخ سماء الدین دہلوی ابن مولانا شیخ فخرالدین ملتانی قدس سرہما اپنے وقت کے

شیخ المشایخ ولی کامل فرد اکمل صاحب کشف وکرامات وخرق عادات سے آمد اولیا ہوئے اور جامع علوم شریعت وطریقت تھے آب ورنگ لآلی بیضا لی مولانا شیخ جمالی تحریر فرماتے ہیں نظم

آن کشایندہ درِ مقصود	دان نمایندہ رہِ معبود	گنجہ معرفت از و در موج
اختر نورِ دین از و بر اوج	چون براہ صفا قدم بکشاد	گام بر گام مصطفےٰ بنہاد
بادشاہ جہان بزیرِ گلیم	گلمے چار تر کیش دیہیم	کمیت جزوے بملک بیخویشی
کہ کند سر در ے بہ درویشی	دو جہان نزد ہمت والاش	کمتر از نیم دانہ خشخاش
باطن او ز طلعتِ تکریم	دادہ نور صفا بہفت اقلیم	خاک درگاہ او پناہ ملوک
در او سجدہ گاہ اہل سلوک	گوہر معدن صفات خدا	قطرہ از ابر گوہر بخش دریا
بزمجہان فیض اقدسش نازل	او بدان فیض دجہان ماذل	سر دماغ حدیقہ تقدیس
بگریزان ز سایہ اش ابلیس	طائر قدس را بلفظ فصیح	قوت دادہ ز دانہ تسبیح
ہر کہ داد ارادتش دادہ	پا بعرش عظیم بنہادہ	رہبر انس وجان روی یقین

پیشوائے جہان سماء الدین	چون دلش ناظر جمالی گشت		زان نظر گنج لایزالی گشت

سلسلۂ نسب آپکا سولہ واسطون سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے شیخ زین العابدین عرف شیخ آدھن جدادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح مرید و خلیفۂ مخدوم صاحب نے اپنی کتاب (مصباح العارفین) مین جو شجرۂ نسب لکھا ہے ہم اُس کو جدول ذیل مین نقل کرتے ہین۔

نسب نامہ حضرت مخدوم شیخ سماء الدین قدس سرہ

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حضرت مولانا شیخ سماء الدین	۱۱	محمد سلیمان
۲	مولانا شیخ فخر الدین	۱۲	داؤد
۳	جمال الدین	۱۳	یعقوب
۴	اسمٰعیل	۱۴	ایوب
۵	ابراہیم	۱۵	ہادی
۶	شیخ حسن	۱۶	[illegible]
۷	شیخ کمال الدین	۱۷	[illegible]
۸	شیخ حسن	۱۸	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۹	عیسیٰ	۱۹	عوام
۱۰	نوح		

مولد و موطن ملتان مخدوم صاحب کا مولد و منشاء ہے کچھ اسے پیشتر آپکے آبا و اجداد کیسے پیدا ہوگئے کہ وہان سے ترک سکونت کرکے چند مدت (رنتھنبور) و (دیپالپور) مین قیام فرمایا پھر سلطان بہلول لودی[1]

[1] بہلول ۸۵۵ھ مین تخت نشین ہوا ۸۹۴ھ مین وفات پائی قریب زمانہ وضع حمل ناکادہ حیت کرنی اور اُس کی مان دب کر مرگئی باپ مرچکا تھا ان کا پھپھیرا بھائی کالا دم سکتا تھا جی نے یہ درویش کی ایک روز بہلول اپنے باردن کے ساتھ بمقام سامانہ ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا اندائی ان دو درویش کو ان تھا تھا تھا ان نے فرمایا تم مین زیادتی دہلی کی سلطنت دو ہوگی ان مین بہلول کے پاس کچھ نہ تھا وہ سامنے رکھے باقی کالا نذر کیا درویش نے قبول کرکے کہا دہلی کی بادشاہی مبارک ہو خدا کی قدرت کہ جو بادشاہ اس مصیبت و بیکسی کی حالت مین پیدا ہوا تھا بالآخر بادشاہ ہوکر ہمایہ بادشاہ ملا (فضلاء فقراء کا تحقیق حال تھا ۱۲ کاشف الاحوال ۱۲ منہ)

سلطنت مین دہلی تشریف لائے اور وہین توطن کیا تحصیل علوم ارادت۔ خلافت۔ علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل مولانا شمس الدین شاگرد میر سید شریف[۵] جرجانی سے کی فقہ۔ حدیث تفسیر وغیرہ جمیع علوم مین صاحب کمال و سرآمد فضلاے عصر تھے۔ فیض باطنی اپنے والد مرشد سے حاصل کیا بچپن ہی سے تعلیم باطنی مین مشغول ہو گئے تھے۔ ابھی بارہ برس کی عمر تھی کہ پدر بزرگوار براہ کمال شفقت ہنگام نیم شب خلوت خاص مین اپنے پاس بلاکر پند ہاے دلبند و اسرار دلنشین تلقین فرماتے اور جناب باری مین نہایت خشوع و خضوع سے عرض کرتے کہ (الہا بادشاہا اپنے کرم عمیم و لطف عظیم سے سماء الدین کو سعادت ابدی و دولت سرمدی عطا فرما) ظاہر ہے کہ ایسی باصدق و صفا باپ کی دعا ایسی رشید و سعید فرزند کے حق مین کسقدر موثر ہوگی چنانچہ ایام خوردی سے آثار بزرگی نمایان تھے ؎ ہالاے سرش زہوشمندی ۔ می تافت ستارۂ بلندی۔ آپ کے والد ماجد سید صدرالدین محمد عرف **راجو قتال** کے مرید و محبوب تھے حضرت سید راجو قتال کو اپنے

[۱] سلطان العلماء والاتقیا مولانا شمس الدین قدس سرہ برکت و صلاحیت مین مستثنا روزگار تھے شیراز مین ہر یک سید شریف جرجانی سے علم حاصل کیا تھا مولانا قطب الدین آنکے باپ کا نام تھا آنکے اولاد ہوتی تھی ہر چند کہ روضہ متبرکہ حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا و صدرالدین عارف پر جاکر بنیت تولد فرزند دعا کی۔ قرآن کے ختم کا ثواب ارواح علیات کو پہونچاتے تھے ایک مرتبہ شب جمعہ بعد اتمام ختم کلام و مین نیند آگئی دیکھا کہ حضرت سلطان المشایخ صدرالملۃ والدین نے دو چھوارے دئے اور فرمایا ایک تم کھالو دوسرا اپنی بیوی کو کھلاؤ انشاء اللہ تعالی پسر سعید و فرزند رشید پیدا ہوگا اسکے بعد آنکھ کھل گئی روضہ سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک پیر نورانی دو خرما سلیمانی لئے کھڑا ہے اور ان کو دیدئے خوش خوش گھر لائے ایک آپ کھایا دوسرا بیوی کو کھلایا اوس کی برکت سے حمل رہا اور مولانا شمس الدین پیدا ہوے ۱۲۔ [۵] سید شریف جرجانی مشہور و معروف اکابر علماء اہل سنت سے ہین ۸۱۶ھ مین انتقال فرمایا تاریخ رحلت یہ ہے نظم

فاضلِ بے نظیر میر شریف	جسم او ہمچو روح بود لطیف	شرح و تحقیق علم منطق و ست
بیگمان شارحِ مواقف اوست	سال نقلش بگو بہشت مکان	یا تو قطب بہشت اورا دان ۱۲

باپ سید[۵۱] احمد کبیر اور اپنے بھائی سید جلال الدین مخدوم[۵۲] جہانیان سے ارادت وخلافت تھے مخدوم جہانیان کو شیخ رکن[۵۳] الملۃ والدین ابوالفتح سے اون کو اپنے باپ شیخ صدر[۵۴] الملۃ والدین عارف سے انکو اپنے باپ شیخ الاسلام[۵۵] مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا سہروردی ملتانی سے اونکو شیخ الشیوخ

---

۵۱ سید احمد کبیر کے باپ سید جلال الدین بخاری جنکو سید جلال سرخ بھی کہتے ہین مخدوم بہاء الدین ذکریا کے شوق مین بخارا سے ملتان آئے بیعت و دولت خرقہ سے شرف ہوکر اُچہ مین رہنے کی اجازت پائی مخدوم صاحب کی دختر نیک اختر سے ازدواج ہوا تین فرزند ارشد پیدا ہوئے سید احمد کبیر سید محمد سید بہاء الدین ۱۲ ۵۲ روز جمعہ شب برات سنہ ۷۰۷ھ مین پیدا ہوئے اور چہارشنبہ بعد ادائے دوگانہ بقصد عید ۸۰۸ھ مین رحلت فرمائی بڑے سیاح تھے کچھ دیر تین سو اہل کمال سے ملے امام یافعی کے ساتھ یمن مین ہم صحبت رہے اُنہین کے اشارہ سے دہلی جاکر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے خرقۂ مشایخ چشت پایا روضۂ رسول خدا آپر حاضر ہوکر عرض کیا السلام علیکم یا جدی جواب ملا وعلیکم السلام یا ولدی سات برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ جمال غجدان کی خدمت مین گئے اونہون نے فرمایا معوذتہ کہا یا جمال نے سبب پوچھا عرض کیا جو چیز آپ جیسے بزرگ کے ہاتھ سے ملے اوسکا کوئی جزو پھینکنا مناسب نہین آپنے فرمایا یہ لڑکا ہے جو اپنے مشایخ اور بزرگون کے گھر کو روشن کریگا اُچہ مین مزار ہے ۱۲ ۵۳ شیخ رکن الدین جب ہفت ماہہ شکم مادر مین تھے آپ کے دادا مخدوم بہاء الدین اون کی تعظیم کرتے اور فرماتے کہ یہ تعظیم اوس بچے کی ہے جو تمہارے پیٹ مین ہے اور ہمارے گھر کا چراغ ہوگا آپ ابھی خورد سال تھے مولانا ظہیر الدین محمد نے اذان دینی چاہی آپنے دامن کھینچ لیا اور تین بار ایسا ہی کیا حضرت شیخ الاسلام کی نگاہ پڑی فرمایا کیا ہے مولانا نے کہا مین اذان دینا چاہتا ہون مخدوم زادہ نہین چھوڑتے آپنے سکرا کر فرمایا وہ کسطرح چھوڑین ہنوز موذن عرش نے اذان نہین کہی تین ماہ قبل از رحلت حجرہ خاص سے بغیر ضرورت نماز قدم باہر نہین رکھا ۱۶ رجب روز یکشنبہ ۷۸۵ھ بعد نماز عصر خادم خاص کو بلا کر فرمایا اسباب تجہیز و تکفین مہیا کرلو اور بعد ادائے نماز مغرب سجدہ مین سر رکھکر واصل بحق ہوئے ۸۰ برس کی عمر پائی بعض نے شب جمعہ ۹ جمادی الاولی تاریخ ارتحال کہی ہے ۱۲ ۵۴ عارف آپکا لقب اسوجہ سے ہوا کہ جب قرآن مجید تلاوت کرتے اوس کے اسرارات و معانی جدید بطریق اہل من مزید منکشف ہوتے تھے تا لاکھ شکر تک پہونچی ہے حصہ ۔ پاکر پہلے ہی روز سب فقراء و ساکین کو تقسیم کردیا ۳ ذی الحجہ شنبہ مابین ظہر و عصر ۸۰۶ھ مقام ملتان مین رحلت فرمائی عالم قدس ہوئے ۱۲ ۵۵ آپ مشہورترین مشایخ ہند سے ہین آپ اور شیخ فرید الدین گنج شکر مدتون یکجا رہے باہم کمال دوستی تھی ۱۲

شہاب الدین سہروردی سے خلافت ملی سید راجو صاحب ہمیشہ مستغرق رہتے تھے مخدوم جہانیان کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ مخلوق کی طرف اور شیخ راجو کو اپنے ساتھ مشغول کر لیا ہے سید راجو قتال بڑے سیف زبان تھے جو کہتے وہی ہو جاتا اور جس کی طرف بنگاہ غضب دیکھتے تو وہ ہلاکت میں آجاتا شاید قتال اسی وجہ سے لقب پڑ گیا تھا ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری میں عالم قدس کو رحلت فرمائی مقام اچھہ آپ کا آرامگاہ ہے اور سلطان المشائخ شیخ کبیر الدین اسمٰعیل معروف شیخ کبیر نبیرہ سید جلال الدین بخاری سے مخدوم صاحب نے خرقہ خلافت وارشاد پایا شیخ کبیر الدین اسمٰعیل علم ظاہر میں دریائے بے ساحل اور اسرار باطن میں بحق واصل حضرت سید راجو قتال کے خلیفہ و جانشین تھے آغاز حال میں حضرت صدر الملۃ والدین سے کتاب عوارف پڑھا کرتے تھے ایک مجذوب صاحب کشف تھی نام گاہ گاہ حضرت سید راجو قتال کی خدمت میں آیا کرتا تھا ایک شب وہ مجذوب مخدوم جہانیان کی زیارت کو گیا مجاور حسب معمول گنبد کو مقفل کر گئے تھے مجذوب رات کو وہیں رہ گیا شیخ کبیر الدین کا معمول تھا کہ آدھی رات کے وقت مخدوم جہانیان کی زیارت کیلئے مقبرہ پر جایا کرتے تھے باشارۂ انگشت قفل کھل جاتا آپ تہجد کے وقت تک قرآن مجید ختم کر کے نماز تہجد و فاتحہ پڑھ کر روضہ مبارک سے نکل آتے تھے قفل اسی طرح اشارہ سے بند ہو جاتا مجذوب نے یہ ماجرا دیکھ کر صبح حضرت سید راجو قتال سے عرض کیا شیخ کبیر بنور باطن آگاہ ہو کر بوجہ انفعال سبق پڑھنے کیواسطے حاضر نہوئے سید صاحب خود اُن کے مکان پر تشریف لیگئے اور اپنے ہمراہ لا کر بعد سبق خلوت خاص میں لیجا کر اسرارات باطن تعلیم و تلقین فرما کر خرقہ خاص عنایت فرمایا۔

شیخ کبیر کے دو بیٹے تھے اہل کمال و صاحب حال و حافظ کلام ابرد متعال ایک کا نام تھا۔ شیخ عبد الشکور اور دوسرے کا شیخ عبد الغفور سبق معرفت ان دونوں حضرات نے حضرت مخدوم سماء الملۃ والدین سے حاصل کیا تھا جو دیکھتا تھا اُنکی صورت و سیرت پر شیدا ہو جاتا تھا نہایت خوش جمال و نیک خصال تھے شیخ کبیر کو اُن کے ساتھ انتہا کی محبت تھی وقت وصال دونوں

اپنے پاس بلاکر اپنا خرقہ پہنایا اور فرمایا تمکو جو مشکل پیش آیا کرے ہماری قبر پر آکر ظاہر کیا کرو اُس کا جواب پاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا بالآخر یہ دونون بزرگوار شہید ہوگئے بعد شہادت بر سبیل عادت لب ہائے مبارک تلاوت قرآن مجید مین جُنبان تھے۔ بالجملہ مخدوم صاحب حضرت شیخ کبیر سے فیضیاب ہوئے خود مخدوم صاحب سے منقول ہے کہ مین شیخ المشایخ شیخ کبیر الدین اسمعیل کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا اگر اس ذرۂ حقیر اور بندۂ ناچیز کو براہ شفقت سعادت ارشادی سے مشرف فرمایا جاوے تو حضور کے کمالات مین کچھ نقصان نہوگا ؎

کم نہ گردد تابش خورشید اگر		در بدخشان لعل سازد سنگ را	

آپ نے نہ بروے تواضع و مروّت فرمایا میرے بھائی حضرت شیخ فضل اللہ بڑے صاحب کمال و اہل حال ہین مین تمکو اُن سے ملاؤن گا اور خرقہ دلاؤن گا مین ادب کیوجہ سے جواب نہ دیسکا بعد چندے پھر عرض کیا آپ نے باظہار تواضع و انکسار وہی جواب دیا چونکہ مجھکو آپ کے ساتھ اعتقاد تھا اوس وقت التماس کیا کہ بناء ارادت و معاملہ پیری و مریدی ربط قلب سے متعلق ہے مین اس رابطہ کو حضور کے ساتھ مستحکم اور مستقیم پاتا ہون ؎

گر لطف کنی ورنکنی در نگذارم		من در تو گرفتیم دگر جا نے ندارم	

یہ سُنتے ہی مجھکو بغل مین لے لیا اور حُجرۂ خاص مین لیجاکر تلقین کیا اور اپنا خرقہ خاص بعد ادائے دوگانہ عنایت فرمایا اوسوقت میرے دل مین خیال گذرا کہ بس اب تعلیم ظاہری چھوڑنا اور تصفیۂ باطن مین مشغول ہوجانا چاہیئے۔ یہ خطرہ جو ہنوز میرے دل مین تھا فی الفور آپ پر مکشوف ہوگیا فرمایا بناء شرع و اساس دین علم سے قایم ہے اسے ترک کردینے خداوند تعالےٰ سے چاہا ہے کہ اہل ظاہر و باطن دونون تم سے فائدہ اُٹھائین اور جس طرح ہمارے پیران طریقت نعمت صوری و دولت معنوی سے معمور ہوئے ہین مجھکو امید ہے کہ تم بھی مثل اُن کے آراستہ و پیراستہ ہو چنانچہ مرشد حق بین و حق گو کی اس دعا کا اثر حضرت مخدوم صاحب کی ذات بابرکات مین بدرجۂ اتم ظاہر ہوا از روے علوم ظاہری و باطنی شان جنیدی و آثار بایزیدی

صورت انور مین جلوہ گر تھی صوری و معنوی کمالات و خرق عادات و کشف کرامات مین آپکا نظیر کم تھا ولایت وجود باجود سے پیدا اور ہدایت مطلع جبین سے ہویدا ہوتی تھی ماسوائے اس کے روح پُر فتوح نبوی صلعم سے ہر دم فیضیاب اور الطاف مصطفوی سے کامیاب تھی جو جو انتارات و بشارات اوس جناب پاک سے ہوئی اور رویت حق تعالیٰ و معیت روح پاک حضرت رسالت آب کے معاملات بیش از مقالات و خارج از قیاسات ہین ؎

باطنش از نور حق بیراست است		ظاہرش نیز از رسول آراست است	
نور حق تابندہ در رخسار او		شرع احمد زندہ از کردار او	

بڑے بڑے مشایخ و اقطاب وقت آپکا ادب کرتے اور واجب التعظیم سمجھتے تھے **نقل** شیخ وجیہ الدین احمد جو علم ظاہر مین ابو حنیفہ وقت اور معاملۂ باطن مین بایزید عصر اور ایک سو تیئیس برس کے معمر بزرگ و قطب زمانہ تھے مخدوم صاحب گجرات مین اون سے ملنے گئے اُس وقت مخدوم صاحب کی عمر پینسٹھ برس کی تھی شیخ احمد شاگرد کو سبق پڑھا رہے تھے اس سے پہلے کبھی ان دونون بزرگوارون کو باہمی ملاقات کا اتفاق نہوا تھا نہ اب اسوقت کوئی معرّف تھا حضرت شیخ بنور باطن آپ کے کمالات و استعداد دریافت کرکے دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے سبق موقوف کردیا اور خود نہایت ادب سے دوزانو بیٹھ گئے اور تبرکاً مصلاے خاص حضرت مخدوم کے سامنے رکھا **شیخ وجیہ الدین احمد حضرت بابا اسحاق مغربی** کے مرید تھے اُن کی ہدایت پانے و مرید ہونے کا قصہ یہ ہے کہ انکا باپ **ملک اختیار الدین محمد** (سلطان فیروز شاہ[1]) بادشاہ دہلی کا قرابتمند و مصاحب و امرا کبار مین تھا وہ خود بیشمار چھوڑکر مرگیا شیخ احمد کی عمر اٹھارہ برس کی تھی اور اُس کے سوا کوئی دوسرا وارث نتھا شیخ احمد ایسے حسین و صاحب جمال تھے کہ دہلی کے باشندے اُنکو یوسف ثانی کہتے تھے دولت بے مشقت پاکر فسق و فجور مین مبتلا ہوگئے۔ ایکدن سوار ہوکر شیخ ابو اسحٰق مغربی کی خانقاہ کی طرف گذری شیخ

[1] فیروز شاہ ۷۵۸ھ مین تخت نشین ہوا اور ۳۸ برس ۹ مہینے سلطنت کرکے مرگیا ہندوستان کے عمدہ بادشاہون مین تھا ۱۲ (کاشف الاحوال)

خانقاہ کے دروازہ پر کھڑے تھے فرمایا کب تک اس حال مین رہوگے اور ایک چھوٹی سی ٹھیکری زمین پر سے اٹھاکر اونکی طرف پھینک دی یہ تیر جو ایک قادر انداز کی شست سے نکلا تھا خالی کیونکر جاتا دل کے پار ہوگیا سنتے ہی بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرے شیخ نے اوٹھایا سر اپنے زانو سے مبارک پر رکھا خانقاہ مین لائے اور اپنا پس خوردہ پانی حلق مین ڈالا ہوشیار ہوکر بیعت سے مشرف ہوئے وہ ولولے اور اونگین سب جاتی رہین دل مین نئی آگ لگ گئی تمام مال و اسباب زر و جواہر شیخ کے سامنے لاکر راہ خدا مین لٹا دیا تھوڑے عرصہ مین رتبہ قطبیت حاصل کیا عمر تجرید مین گذاری پندرہ برس روضۂ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے مجاور رہے وہان سے گجرات آئے سلطان احمد گجراتی اور نیز اکثر سلاطین وقت آپکے مرید و معتقد تھے شہر احمد آباد کے متصل قصبہ سرکھیج مین انکا مزار زیارتگاہ خلایق ہے اور بیشتر سلاطین گجرات یہین مزار پر انوار آپ کے مدفون ہین۔ دیگر شیخ شمس الدین جن کی ڈیڑھ سو برس کی عمر تھی شیخ نور کے مرید اور شیخ بایزید کے خلیفہ تھے ان کو مخدوم صاحب سے از حد اعتقاد اور بے حد ارادت تھا۔

اخلاق۔ عادات۔ عبادات۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ شیخ سماء الدین در ع تقویٰ اور علوم رسمی و حقیقی کی جامع تھی جذب خواطر مین آپ کو تصرف کامل تھا جس ہمارکو نگاہ لطف دیکھ لیتے امراض روحانی سے سینہ اسکا پاک ہوجاتا اور اور جس طالب کی طرف مسکرا کر نظر کرلیتے اس کا دامن امید گل ہائے مراد سے بھر جاتا آپ کی ہر ادا سے اشفاق نبوی اور اخلاق مصطفوی ہویدا تھا ؎

فی الحقیقت ہیچو خورشید سپہر		بر جہان انداختی انوار مہر	

باوصف اس کے کہ آپ کثیر الایثار تھے اور دست عطا گشادہ تھا مطاع دنیا سے ہمیشہ محترز رہے اپنے لئے فقر و فاقہ پسند کیا اور بجز مایحتاج کچھ نہ لیا امیر غریب یگانہ و بیگانہ سب پر برابر شفقت فرماتے اور سب کو ایک نظر دیکھتے تھے فقرا غربا، یتیمون کو ہر موسم اور ہر فصل مین ہر قسم کا میوہ اپنے سامنے تقسیم فرماتے اور خود بھی اُن کے ساتھ کھاتے تھے ہزار دن روپیہ فتوح

کے آتے تھے پھر بھی اپنے کفاف کیواسطے قرض لینا پڑتا تھا اکثر قرض لینے کی آپ کو اس وجہ سے ضرورت پڑتی تھی کہ فتوح کی خبر پاکر فقرا جمع ہو جاتے آپ سب تقسیم کر دیتے بانٹ دینے کے بعد مساکین کا اور گروہ آجاتا اُس کے لئے قرض لیتے تاکہ جو بندگانِ خدا امید کرکے آئے ہین وہ محروم نجائین - مولانا شیخ جمالی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میرے روبرو دو ہزار ٹنکہ نذر آئے سب روپیہ مستحقونکو بانٹ دیا اوس کے بعد ایک جماعت اور آئی حضرت نے اپنے صاحبزادہ شیخ المشائخ نصیر الملۃ والدین کو حکم دیا کہ یہ لوگ محروم نہ پھر جائین ہزار ٹنکہ قرض لیکر اونکو دیدو چنانچہ تعمیل کی گئی نذور و فتوح کی ہزارون آتے تھے لیکن اپنے ملک ایکدم نرکھا اور کبھی صاحب نصاب نہین ہوئے ہدایت مین رفق و ملایمت ملحوظ رہتی تھی فاسق کو بلا تحدید اہم معروف رشد آمیز الفاظ سے راہ راست پر لے آتے مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی شان کا پورا جلوہ نظر آتا تھا ؎

زانروز کہ از سپہر زادی		بر گاہ نہی نت دم نہادی	

نقل ایکدن شیخ محمد پسر شہاب خان فرمان نویس سلطان بہلول لودی حضرت کی مجلس مین حاضر ہوا مولانا شیخ جمالی موجود تھے اُنھون نے دل مین چاہا کہ اس کو نکال دون وجہ یہ تھی کہ شیخ محمد ایک مشہور فاسق تھا جمالی کو اُس مقدس جلسہ مین ایسے بدسرشت شخص کا شریک ہونا اچھا نہ معلوم ہوا ہنوز اُنکا عزم قولے سے فعل مین نہ آنے پایا تھا حضرت نے بنور باطن اُنکے ارادہ پر مطلع ہوکر اونکی طرف توجہ فرماکر حافظ شیراز کا یہ شعر پڑھا ؎

ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار چہ مست		ہمہ جا خانہ عشق ست چہ مسجد چہ کنشت	

یہ سچ ہے جو بات دل سے نکلتی ہے دل ہی مین بیٹھ جاتی ہے شعر سنتے ہی شیخ محمد پر حالت ذوق و شوق طاری ہوگئی فوراً کمال نیازمندی مرید ہوگیا اور جب تک زندہ رہا شیوۂ صلاح اختیار کرکے داخل زمرہ قدسیان و شامل مقبولان حق ہوگیا اللہ اللہ ؎

صیدے برون نجستہ زبند کمند تو		خاتم اسیر حلقۂ جعد بلند تو	

خلق اللہ پر آپ کی غمخواری حد سے بڑھی ہوئی تھی آپ تکلیف سہتے اور مخلوق خدا کی مصیبت نہ دیکھ سکتے تھے **نقل** ایک مرتبہ ملتان مین سخت قحط پڑا غلہ ایسا نایاب تھا کہ دانۂ جوار کو دانۂ مروارید سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اُس ایام مین جب آدھ سیر جو یا گیہون میسر آتے اُنکو اوبال کر سب گھر کے آدمیون کو برابر حصہ کرکے اپنا حصہ فقرا کو دیدیتے آپ فاقہ سے رہتے اور ہرگز کسی کو خبر نہ کرتے مزاج مین انتہا کا حلم تھا بالکم[1] الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کسی قصور پر بھی بدمزہ نہوتے تھے **نقل** ایک روز جاڑے کے ایام مین چاشت کیوقت شیخ جمالی آستان بوس ہوئے دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے کھچڑی تناول فرما رہے ہین تبسم فرماکر ساتھہ کھانے کا اشارہ کیا اور فرمایا اس کے کھانے مین کچھہ ریاضت درکار ہے عرض کیا بسر وچشم جب لقمہ لیا معلوم ہوا کہ کھچڑی بالکل نیم پختہ ادھ کچی رکھی ہوئی ہے اور گھی نہایت تلخ و بُودار ہے حضرت بشیرین کامی نوش فرما رہے ہین جمالی کو تحمل نہوا ساز دار خدمتگار جو آپکا باورچی تھا اوس کو بُلاکر سخت و سُست کہا کہ اے شور بخت تہ تلخی دغا می تیری شرارت و بے پروائی سے ہے حضرت نے دیکھا کہ ان کی تلخی و تر روغن کی تلخی سے بھی بڑھی جاتی ہے تب بہ تبسم شیرین فرمایا مین پہلے کھہ چکا ہون اسمین ریاضت درکار ہے اور تمنے مان لیا تھا اب اس سے کچھہ نہ کہو غایت ترحم سے دلشکنی کسی کی آپ کو گوارا نتھی۔

نقل ہے کہ ایکروز وقت نماز شام امام معین موجود نتھا آپ نے قاضی بدرالدین حاکم بیانہ کو امامت کی اجازت دی قاضی صاحب نے بعد فاتحہ سورۂ لایلاف شروع کی اور بجائے والصیف کے والسیف پڑھا جمالی نے سلام پھیرنے کے بعد کہا آپ تو بڑے صف شکن ہین سمند بہت کو میدان قرات مین ایسا تیز چلایا کہ سیف زبان سے صلوٰۃ مقتدیون کے سر کاٹ دئے وہ شرمندہ ہوئے اس کہنے سے آپ کے چہرہ پر کچھہ آثار ناخوشی پیدا ہوئے اُسوقت تو نہین دوسرے روز خلوۃ مین فرمایا قاضی بدرالدین کو تمہارے کلام سے خفت وانفعال ہوا ہے اُنکو خوش

[1] ترجمہ کھانے والے غصہ کے اور بخشنے والے آدمیون کے۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکون کو ۱۲۔

کرنا چاہے چنانچہ جمالی گئے اور عذر و معذرت سے انکو راضی و خوش کر دیا۔

نقل مولانا شیخ جمالی فرماتے ہین کہ حضرت مخدوم کو فقیر کے ساتھ از حد محبت تھی جب مین بیت اللہ کو گیا ہمیشہ میرے حق مین تہجد کے وقت یہ دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اَرْجِعْ اَحْمَالِیْ اِلَیْنَا سالمًا وغانمًا وارزقنا مشاھدۃ جمالہ ونور عینی بنور لقائہ برحمتک یا ارحم الراحمین جب زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر شرف اندوز ملاقات ہوا بغلگیر ہوئے پیار کیا اور فرمایا میرے برسون کی دعا جو تہجد کے وقت کیا کرتا فضل الٰہی سے مقرون باجابت ہوئے۔

دعا کا اثر مانی ہوئی بات ہے دعا بھی کس کی اولیاء حق کی جس کی نسبت کہا گیا ہے ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ	تیر برجستہ بگرداند ز راہ

ناظرین بزرگان دین کی بے حظا دعائین جو حضرت مخدوم صاحب کے حق مین دی گئی ہین معلوم کر چکی ہین چونکہ حضرت کی ذات بابرکات افادۂ خلق اللہ کے واسطے مبعوث ہوئی تھی اوقات عبادت و افادات حضرت کے اس طرح منقسم و منضبط تھے وقت نیم شب تجدید وضو نماز شروع فرماتے اور ایک پہر کامل نوافل پڑہتے اُس کے بعد تا صبح صادق مراقبہ مین رہتے اور دیدۂ باطن مشاہدۂ حق مین وا رکھتے پہر سنت موکدہ نماز فجر ادا کرتے علماے ظاہر و صلحاے باطن کی جماعت کثیر نماز فجر مین آپ کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ نماز چاشت و اشراق سے فارغ ہو کر دو پہر تک علماء و صلحاء اور بڑے طلبا کو جو بایہ دانشمندی پر پہونچے ہوئے تھے تفسیر حدیث۔ فقہ۔ اصول کا درس دیا جاتا تھا اوس کے بعد طالبان معانی و شائقان راہ خدا دانی کو بحسب استعداد و قابلیت ہر ایک کی تلقین وارشاد فرماتے اور فیض باطنی پہونچاتے تھے بعد افاقت اصحاب سماوت نماز عصر ادا کر کے مشاہدۂ حق مین مستغرق بجمال اللہ ہو جاتے

؎ ترجمہ اخیر اسپہونچادے جمالی کو میرے پاس صحیح و سالم اور روزی کر مجکو اوسکے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھین اوس کے نور دیدار سے ساتھہ رحمت اپنی کے اے سب رحم والون سے زیادہ رحم والے ۱۲

اذان مغرب سُنکر مراقبہ سے چشم حق بین کھول کر نماز مغرب و نوافل اوّابین پڑھکر مراقبہ کرتے بعد ادائے نماز عشا مسجد سے دولت خانہ مین تشریف لاتے وہان دستارخوان چُنا جاتا حاضرین کے ساتھ آپ بھی تناول فرماتے اور ہر شخص کو نور سرور سے مسرور و معمور کرکے کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے مرکز و مقام پر جانے کی اجازت دیکر اور رخصت کرکے تھوڑی دیر خود بھی استراحت فرماتے اور بحکم[۵] نیام عینی دلا ینام قلبی ظاہر مین مصروف بخواب اور حقیقۃً بحر احدیت مین غرق آب رہتے۔ بارہ برس کی عمر سے تا دم واپسین تہجد فوت نہین ہوا آپ کے والد بزرگوار نے بتا دیا تھا کہ جب فلان ستارہ اُس جگہ پہونچ جائے اوسوقت نماز تہجد پڑھا کرو حضرت حُجرہ کے اندر لحاف مین مُنہ لپیٹے ہوئے اوس ستارہ کو دیکھکر ٹھیک وقت حجرے سے برآمد ہو کر تجدید وضو کرکے تہجد ادا فرماتے تھے۔

تصرفات۔ خرق عادات و کشف و کرامات مولانا شیخ جمالی سیر العارفین مین لکھتے ہین جس زمانہ مین مخدوم صاحب قصبہ دیانہ مین جو (رنتھنبور) کے قریب ہے تشریف رکھتے تھے فقیر بعد شرف بیعت مبدا سلوک مین حاضر خدمت رہا کرتا تھا وضو کرانے اور شانہ و رومال رکھنے کی خدمت میرے سپرد تھی ایک روز نماز اشراق کے بعد ایک درویش حضرت کی مجلس مین آیا اور مکتوبات عین القضاۃ پیش کئے مخدوم صاحب نے بعد مطالعۂ کتاب مصنف کی تعریف شروع کی فرمایا ایکدن ہمیں جگہہ اون کی دعوت ہوئی عین القضاۃ قطعی اپنے حجرہ سے باہر نہین نکلے اور بیسون جگہہ ایکوقت مین موجود ہوگئے میرے دل مین خطرہ گذرا کہ شخص واحد ایک وقت مین اتنی جگہہ کیون کر حاضر ہوگا پھر مین سنبھلا اور اپنے جی مین کہا کہ اس مین شک کیا ہے حضرت مخدوم ہی فرماتے ہین بات آئی گئی ہوئی ظہر کیوقت حضرت نے حجرہ کے اندر سے دستک دی فقیر طشت و لوٹہ لیکر حجرہ کے اندر گیا دیکھتا کیا ہون کہ حجرہ کے چارون گوشون مین حضرت جدا جدا بصورت خود تشریف رکھتے ہین تھوڑی دیر مین

---

[۵] سوتی ہین میری آنکھین اور نہین سوتا میرا دل ۱۲

دیکھا کہ آپ ایک ہین مین سمجھا کہ میرے دل مین جو خدشہ گذرا تھا اوسپر تنبیہ و آگاہ کیا گیا ہے پھر مجھ سے فرمایا کہ بابا درویشون کو اس درجہ قوت تمثل حاصل ہے کہ اگر چاہین سو جگہہ ایک وقت مین حاضر ہو جائین الا تم اس کا ذکر کسی سے نکرنا مین نے آپ کی حیات مین کسی سے مذکور نہین کیا بعد آپ کی رحلت کے یہ حکایت قلمبند کی گئی۔

دیگر آپکا فیض و تصرف نزدیک و دور یکسان تھا جمالی لکھتے ہین کہ مین سالہائے دراز آپ کے دیدۂ ظاہر سے دور رہا لیکن لطف باطنی سے ہمیشہ ہمیشہ بیحد و بے شمار مدد پایا کیا بحالت مسافرت چند مرتبہ جنگل اور نیز آبادیون مین ایسے مہلک خطرات پیش آئے کہ جان بر ہونے کی ذرا امید نہ رہی تھی ایسے خطرناک موقعون پر حضرت کو اچھی خاصی طرح بچشم سر دیکھا کہ التباشت تمام مجکو برگ پان دیتے ہین اور اطمینان دلاتے ہین اور وہ زحمت فی الفور مبدل بہ راحت ہو گئی

دیگر آپ کے صاحبزادۂ سلطان المحققین شیخ نصیر الدین سے روایت ہے کہ جب شیخ جمالی بیت اللہ سے واپس ہوئے مخدوم صاحب نے فرمادیا تھا کہ الحمد للہ جمالی نے مرحبت کی شاید اب گجرات تک آگئے ہونگے چنانچہ بعد چندے ایک صاحب مسافرانہ وارد ہوئے اور اونہون نے اُسی طرح خبر دی۔ دیگر مولانا عطاء اللہ سے جو عالم دانشمند اور شاگردان حضرت مین تھے روایت ہے کہ خطۂ (ناگور) مین ایک عورت صالحہ آپ کی مرید و ارادتمند تھی اُس کے پاس ایک گائے تھی گاہ گاہ اُس کا دودھ وہی حضرت کو پہونچایا کرتی جب آپ (ناگور) سے (گجرات) تشریف لے گئے گائے چوری ہو گئی تجسس و تلاش سے پتہ نہ چلا عورت نے حضرت کی طرف مخاطب ہو کر کہا حضرت شیخ سماء الدین جس گائے کے دودھ پر میری برات رزق تھی اور گاہ گاہ اُس کا دودھ خدمت مبارک مین پہونچاتی رہی ہون اُس کو چور لے گئے۔ اب مین حیران و پریشان ہون میری گائے میرے پاس پہونچا دیجئے یہ کہہ کر نماز پڑھنے لگے۔ عین حالت نماز خوانی مین حضرت کی آواز سُنی لو بی بی تمہاری گائے تمہارے پاس پہونچا دی گئی اب محافظت سے رکھو سلام پھیر کر دیکھا کہ گائے صحن خانہ مین کھڑی ہوئی ہے۔

دیگر ایک حکیم بنگالہ سے آیا جمالی اُن دنون ضعیف ونحیف ہوگئے تھے اشتہا نہ رہی تھی اوس نے دیکھتے ہی آدھی رتی کشتہ سیماب کہلایا اوس کے کھانے سے بھوک بڑھ گئی اور قوت پیدا ہونے لگی انہون نے کشتہ کرنے کی ترکیب پوچھی طبیب نے بتادینے کا وعدہ کیا۔ جمالی مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے فرمایا وہ شخص اچھا گشتہ نہین کرتا نعوذ باللہ خام رہگیا تو ضرر پہونچائیگا اُس کے نفع پر بھروسا نہ کرو مولانا سمجھ گئے کہ واقعہ آپ پر مکشوف ہوگیا ہے عرض کیا مجکو حضور کی محبت کی حرارت کافی ہے ظاہر ہے کہ سیماب کی حرارت سے کیا نفع ہوگا آپ نے فرمایا انشاء اللہ تم کو نور باطن سے قوت حاصل ہوگی جمالی لکھتے ہین یہ سُنتے ہی میرے جسم مین ذرا بھی ضعف و سُستی کا اثر باقی نرہا دیگر ایک روز مخدوم صاحب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی زیارت مزار پُرانوار سے مراجعت کرکے سلطان بہلول کے مقبرہ پر تشریف لائے بعد فاتحہ مراقبہ فرمایا۔ ایک لمحہ گذرا تھا کہ خوش ہوکر سر اوٹھایا اور فرمایا الحمد للہ یہ نیک نہاد بادشاہ جس طرح دنیا مین کامگار رہا دوستان خدا کے ساتھ محبت وخلوص اعتقاد رکھنے کے سبب عقبیٰ مین بھی خوش حال ہے دیگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح لکھتے ہین کہ شیخ سماء الدین نے سن کبیر پایا تھا آخر عمر مین بصارت زائل ہوگئی گاہ گاہ اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑے ہوکر فرمایا کرتے کہ الٰہی تیری مخلوق پر غلبۂ شفقت یہ شوق دلاتا ہے کہ تمام خلقت کو سماء الدین کی آنکھون مین جگہہ ہو چنانچہ حق تعالیٰ نے بواسطہ علاج بصارت زائلہ پھر عطا فرمائے

سلاطین وقت کا حضرت مخدوم صاحب کے ساتھ تعلق وعقیدت

یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جس نے خدا ورسول کے احکام کو سچے دل سے مانا ساری دُنیا اوس کو ماننے لگی سعدی فرماتے ہین ؎

	تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ	

اسی حق شناسی وخداترسی نے مخدوم صاحب کے سامنے بڑے بڑے بادشاہون کی گردنین جھکادی تھین اور سلاطین روزگار اُس رہ رو حق پوش حق کوش کے روبرو بے حقیقت بنے

نقل ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ جب **نظام خان سلطان سکندر** اپنے باپ سلطان بہلول لودی کی انتقال کی خبر پاکر حصول سلطنت کے لئے دہلی سے لشکر کو چلنے لگا بتقریب تفاءل حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا مین میزان الصرف حضرت سے پڑہنا چاہتا ہون اور سبق کے حیلہ سے اسعدك الله فی الدارین کے معنی دریافت کئے آپنے فرمایا نیکبخت کرے تجکو خدا تعالیٰ دونون جہان مین شاہزادہ نے عرض کیا یہہ فرمائیے اور تین مرتبہ تکرار کرائیے بندہ حضرت کے ہاتھ چومے اور التماس کیا میری مراد حاصل ہوگئی مین یہی چاہتا تہا کہ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلین۔ شیخ کو حسن ادب اُس کا پسند آیا از روے توجہ باطنی فرمایا نظام بیٹے خدا سے چاہا ہے کہ تو سکندر وقت ہو اور بہت بندگان خدا تجھ سے فائدہ اُٹھائین۔ شاہزادہ اس کو فال نیک سمجھکر اور حضرت سے استمداد ہمت لیکر لشکر پدر کی جانب روانہ ہوا اور مقام قصبہ **جلالی** لشکر سے آملا باپ کی نعش دہلی روانہ کی اور جمعہ کے دن ستر ہوین شعبان ۸۹۴ھ سلطان فیروز کی کوشک مین جو (کالی ندی) کے کنارے ہے سلطان سکندر اپنا لقب مقرر کرکے تخت نشین ہوا دعاء حضرت اُس کے حق مین جیسے اثر بخش ہوئے اہل روزگار و اصحاب اخبار پر بخوبی ظاہر ہے **قطعہ**

حدیث اہل صفا ترجمان تقدیر است	بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم
سعادت ازلی در رفاق شان مضمر	شقاوت ازلی در خلاف شان مدغم

نقل جب مخدوم صاحب دہلی مین متوطن ہوئے **سلطان بہلول** حضرت کی زیارت کو حاضر ہوا اطلاع کی گئی کہ بادشاہ قدمبوسی کا آرزومند ہے فرمایا آنے دو بادشاہ نے آکر قدم چومے اور مودب بیٹھ گیا تھوڑی دیر مین عرض کیا کہ اس بندہ کا دیدۂ باطن و ظاہر حضور کے چہرۂ کرم و شفقت کا ناظر ہے کیونکہ حقیقی بادشاہت درویشون کو ہے ہم ظاہری بادشاہ اُن کی صورت کے ریزہ چین ہین۔ آپ نے فرمایا صورت کے ریزہ چینی سے مراد یہ ہے کہ درویشون کے طریق حالی کے اختیار اور تتبع کی توفیق نہو تو اُن کے اقوال افعال اعمال ہی کی متابعت کیجائے تاکہ درویشون کی

ظاہری کا اثر کدورت باطنی کی زنگ کو دور کردے پھر ارشاد فرمایا تین شخص خداوند تعالیٰ کے انعام
ستدام سے محروم رہین گے **اوّل** وہ بوڑھے جو معصیت مین ڈوبے ہوے ہین **دوسرے** جوان
جو بامید توبہ گناہ نہین چھوڑتے **تیسرے** بادشاہ دروغگو۔ بوڑھے کو حکم ہوگا اے سفید مو
سیاہ دل بعد ظہور ضعف پیری جینے کی کیا امید باقی رہی تھی کہ توبہ نکی جوان پکارا جاے گا کہ ای
نادان بوڑھے اور جوان سب کی جان خدا کے یدِ قدرت مین ہے تو نے کس طرح جان لیا تھا کہ
بوڑھا ہے ہوکر مریگا توبہ کو پیری کے وقت پر کیون چھوڑ رکھا تھا آخر تو نے نہ دیکھا کہ حد پیری کو تیری
عمر نہ پہونچی اور تجکو توبہ نصیب نہوئی بادشاہ کو یہ خطاب پرعتاب ہوگا اے غافل دروغ بقی کے
کام کی چیز نہین ہان دنیاے فانی کے لئے اختیار کرتے ہین۔ دنیا کا تجھے کیا تھوڑا حصہ ملا تھا کہ
دروغ سے اپنے نامۂ اعمال کو خراب اور بیفروغ کیا **ای بادشاہ** تو نے بڑھاپے مین سلطنت پائی
ہے خدا سے ڈرنا اور کذب و معصیت سے بچتا رہ اُس کا شکر بہچ شکر نعمت کو بڑھاتا ہے[1] لَئِنْ شَكَرْتُمْ
لَأَزِيدَنَّكُمْ اور معصیت سے کنارہ کش ہو کہ[2] لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي
لَشَدِيدٌ۔ مین داخل نہو جاوے یہ پند دلبند بادشاہ کے دل مین گھر کر گئی زار زار روتا اور بار
بار نہایت عجز و انکسار سے کہتا تھا کہ باوجود تقصیرات درویشون کے ساتھ مجکو دل سے الفت
ہے امید ہے کہ ببرکت محبت اس قوم بزرگ کے حق تعالیٰ یوم العرصات مین میری نجات فرمائی
بادشاہ کے عجز و نیاز سے سب حاضرین مجلس پر گریہ طاری تھا آخر الامر حضرت نے مصلائے
خاص سلطان کو عطا فرمایا بادشاہ نے سر پر رکھا اور رخصت ہوا

نقل جب مخدوم صاحب خطۂ (بیانہ) مین تشریف فرما تھے احمد خان جلوانی حاضر خدمت
ہوا مرتضے خان وغیرہ امراء اُس کے ساتھ تھے احمد خان نے کھڑے ہوکر التماس کیا کہ سلطان حسین
جونپوری جو بادشاہ عظیم القدر ہے اُس کی فتح دہلی کیواسطے حضرت مخدوم فاتحہ پڑہین یہ سنتے
ہی آبکا چہرہ متغیر ہوگیا فرمایا اے احمد تیرے باپ دادا سلطان بہلول کی پرورش یافتہ تھے

---

[1] ترجمہ اگر (حق) مانوگے تو اور دونگا ۱۲ [2] ترجمہ اور اگر ناشکری کروگے تو میری سخت ہے ۱۲ سورہ ابراہیم پارہ ۱۳ رکوع

توبھی اُسی کی نعمت کا پلا ہوا ہے تو نے اُس کا حق نمک ایکبارگی دل سے بھلا دیا ناسپاسی موجب مذلت ہے مین بمقابلہ ایسے شخص کے جس کی لو خدا سے لگی ہو ایک ظالم نا انصاف کے واسطے دعا کرون گا۔ احمد خان شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا اور سمجھ لیا کہ سلطان حسین کامیاب نہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا سلطان حسین کو ناکامی ہوئی تختِ دہلی اُس کو نملا بالآخر سلطان بہلول فیروز مند رہا احمد خان نہایت تند خو اور تیز مزاج شخص تھا غصہ کے وقت اُس کی زبان سے کفر کے کلمہ نکلنے لگتے تھے لیکن بخوف عظمت و ہیبت حضرت کے دم نہ مار سکا اور نہایت ہراسان و خوف زدہ ہو گیا سچ ہے ؎

ہیبتِ حق است این از خلق نیست	ہیبتِ این مرد صاحب دلق نیست

وفات اور اولاد کے متعلق کے حالات

مولانا شیخ جمالی نے سیر العارفین مین لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کے فرزند بزرگ پلنگ پیشہ ربانی حافظ کلام سبحانی حضرت شیخ عبد اللہ بیابانی کے ساتھ مجکو بہت محبت تھی بالآخر اونہون نے اقامت بیابان اختیار کی مینے بادیہ گردی و صحرا نوردی کر کے بیت اللہ کی راہ لی جب مین سفر دراز سے حضرت مخدوم صاحب کی خدمت مین واپس حاضر آیا حضرت عبد اللہ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا مینے مخدوم صاحب سے عرض کیا ارشاد ہو تو مین اُس ہمدم ملاک قدسی کی دست بوسی حاصل کر کے ہو سکے تو خدمتِ عالی مین لے آؤن یہ سُنکر بہت خوش ہوئے مجھے چھاتی سے لگا لیا اور بعطائے ملبوس خاص مشرف کیا اور نامۂ اشتیاق مملو بدر و فراق لکھ کر نامہ پر یہ بیت تحریر فرمائی ؎

طاقتِ صبر ہجرانیست درین بحر طویل ۔ قدمے زود بنہ بر سر این پیر علیل ۔ الغرض مین بیابان (مندو) کی جانب جہان آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے جانے کو طیار ہوا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت مجکو بلا کر فرمایا واللہ اعلم میرے فرزند شیخ عبد اللہ کا دیدار تمکو میسر ہو کہ نہو مین نہین چاہتا کہ تم میرے پاس سے جدا ہو جاؤ میرے جنازے کی نماز کیلئے حاضر رہو یہ سُنتے ہی مین بہت رویا اور قدمون پر گر پڑا اُس کے بعد ایک ہفتہ تک مستغرق مع اللہ رہے کسی سے کلام نہین کیا تلاوت قرآن زبان پر جاری تھی ہر نماز کے وقت تجدید وضو کرتے اور مشاہدۂ حق مین مستغرق

ہوجائے جمادی الاول کی سترہوین تاریخ بعد ادائے نماز عشا آنکھ کھولی تبسم کرکے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون نظم

خوبتر زین دگر نباشد کار	یار خندان رود بجانب یار	سیر بینند جمال جانان را
جان سپارد نگار خندان را	تنگ در بر نگار بر گیرد	تا قیامت بخواب در گیرد

غسل مین سیادت مآب حضرت حاجی عبدالوہاب[1] بخاری اور مخدوم مولانا عبدالحق[2] عرف الہ داد سلطان شیخ نصیرالدین مخدوم صاحب کے فرزند وزبدۃ العارفین شیخ عبدالغفور نبیرۂ مخدوم صاحب عارف عالی مولانا شیخ جمالی شریک تھے جسوقت جسم اطہر پہ پانی ڈالا اور کلمہ شریف پڑہا گیا انگشت شہادت آپکی کھڑی ہوگئی اور لب حق گو چند بار بلفظ اللہ اللہ گویا ہوئے سبحان اللہ وبحمدہ حاضرین پر اُس کے سننے سے حالت عجیب وکیفیت غریب طاری ہوگئی ۸۰۸ ہجری صلعم کو آپ عالم ناسوت مین تشریف لائے یعنی دنیا مین پیدا ہوئے اور ۱۷ جمادی الاول سنہ ۹۰ ہجری مین عالم ملکوت کو سفر فرمایا اس حساب سے ترانوے برس کی عمر ہوئی۔

تاریخ وفات از مولانا جمالی دہلوی

مرشد انس وملک شاہ سماء الدین چو رفت	اے جمالی بر سریر عرش آمد گاہ او

[1] حاجی عبدالوہاب سید احمد بن سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین جامعہ علم وعمل وحال سیادت ومحبت وسید صدرالدین راجو قتال بخاری کے مریدتے دوبار ہدایت پیر مین شریفین گئے اور جناب رسالت آب سے بشارتہائے گوناگون پاکر مراجعت کی سلطان سکندر لودی انکا معتقد تہا ایک تفسیر بے نظیر غلبہ حال واستغراق مین لکہی ہے اکثر معانی قرآن کو رسول خدا کی نعت مین بیان کیا ہے اور دقائق عشق واسرار محبت درج کئے ہین ۹۳۲ھ مین وفات پائی دہلی کہنہ مین شاہ عبداللہ قریشی کے مقبرہ کے قریب انکا مزار ہے ۱۲

[2] مولانا الہ داد حضرت سید حامد راجی شاہ مانکپوری کے مرید وخلیفہ اور قاضی شہاب الدین کے شاگرد وعظیم ترین علمائے جونپور مین سے تھے ماورائے ذوق باطنی علم ظاہر مین قدرت کامل حاصل تہی کافیہ۔ ہدایہ۔ بزودی۔ مدارک پڑہانون نے شرحین لکہی ہین شیخ معروف جونپوری جو صاحب ذوق وحالت وریاضت تہی مولانا کے مرید ہین ۱۲ حامد راجی شہ مخدوم حسام الدین مانکپوری کے مرید تھے پیر کو اپنے عشق تہا جب پیر سے رخصت ہوکر سوار ہوسے دقت رخصت فرمایا ؎ می روی ورکابت می رود جان حسام ۔ فی امان اللہ برو فاللہ خیر آ حافظا ۔ کہتے ہین کہ جو شخص سفر کا ارادہ کرے اور یہ بیت تین بار پڑہ کر روانہ ہو چوچیز سے محفوظ رہے وسلامتی سے منزل پر پہونچے مشہور ہے یہ بیت ہی پڑہنی چاہیئے ؎ گرمی روی بسفر نام حسام گیر ۔ کانون کامیاب بہر کا و رسی گیر ۱۲

ہشت خُلد آمد بنام او اگر پرسد کسے	سال تاریخش بگو ہشت ۸۰۰ آمدہ با نام او

لفظ ہشت کے عدد سماء الدین کے اعداد کے ساتھ جمع کرنے سے سنہ ۹۰۰ پیدا ہوتے ہین -

ایضاً تواریخ وفات از صاحب خزینۃ الاصفیا

سماء الدین ولی سہروردی	کہ در ارض و سما حکمش روان شد
چو از حکم قضا رخت سفر بست	قضاً تاریخ ترحیلش بیان شد
دگر مہتاب جنت گشت روشن	ہم عارف متقی سالش عیان شد

مرقد مطہر آپکا دہلی مین بالائے حوض شمسی حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے مزار پر انوار کے جوار مین ہے وہین آپ کی اولاد اور بعضے خلفا مثل شیخ ادہن جدّادری شیخ عبدالحق محدث دہلوی استراحت فرماتے ہین مخدوم صاحب نے رحلت سے چند سال پہلے حضرت سلطان العاشقین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو رویا مین دیکھا تھا کہ حوض مذکور کے کنارہ کھڑے ہوئے فرما رہے ہین تمہاری جگہہ یہ ہے چنانچہ بعد وفات وہین مدفون ہوئے - بندۂ اثم فیض احمد جامع اوراق ہذا روضۂ اقدس کی زیارت سے شرف ہوا ہے مزار پر انوار پر چونہ وگچ سے عالیشان گنبد تعمیر ہے گنبد کے اندر چند قبرین ہین جنپر کوئی کتبہ نہین اور مرور دہور کے سبب بے مرمت وشکستہ ہوگئی ہین مقبرہ کے قریب اسی زمانہ کی گنبد مسجد ہے اوس کے باہر آپ کے خاندان کا ایک بہت بڑا گورستان ہے ایک جانب کو وسیع دالان ہے شاید وہ آپ کی خانقاہ وفقراء علماء طلباء کے فرود گاہ کے مکانات کا باقیماندہ جزو ہوگا خادم اب بھی آپ کے مزار پر رہتے اور زیارت کراتے ہین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ہزاروں نامی گرامی اہل اللہ اس متبرک جنگل مین بخواب نوشین استراحت فرما رہے ہین ایتو دہلی قدیم انھین گورون اور کھنڈرون سے مراد ہے - مخدوم صاحب کی وفات کے بعد خلاصۃ الابرار فیض گنجور شیخ عبدالغفور حضرت مخدوم صاحب کے پوتے نے قطب شیخ جمال ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ خلفاء والا مقام حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ العزیز سے تھے عالم رویا مین دیکھا اور دریافت کیا کہ شیخ سماء الدین کا مقام کہان ہے قطب صاحب نے فرمایا تمہارے جد بزرگوار یعنی مخدوم صاحب ہمیشہ ہمارے یار

کبار کے ساتھ حضرت نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر رہتے ہین چنانچہ مولانا جمالی نے آپ کے مرثیہ کے ترکیب بند مین یہ بیت لکھی ہے ؎

ہجم ترا تمر دنبی باچہار یار ۔	از جان و دل قبول نمو دند ہر چہار

تالیف و تصنیف مخدوم صاحب نے لمعات شیخ فخر الدین عراقی پر حواشی لکھے ہین جو اس کے حل معانی و مقاصد کے واسطے کافی و وافی ہین ایک رسالہ مسمے بہ **مفتاح الاسرار** حقایق مین آپکا یادگار ہے آمین اہل شریعت و حکمت و وحدت کا ذکر کیا گیا ہے اولاد مخدوم صاحب نے دو فرزند گرامی ماہر اسرار شریعت واقف رموز حقیقت چھوڑے حضرت شیخ عبداللہ و حضرت شیخ نصیر الدین۔

پلنگ بیشۂ رحمانی نہنگ لجۂ عالم اسرار یزدانی حافظ کلام سبحانی حضرت شیخ عبداللہ بیابانی مخدوم شیخ سماء الدین کے فرزند اکبر صاحب جذبات قوی و حال کیفیات عالی تھے کسب کمالات اپنے والد بزرگوار سے کیا تھا پھر جذبۂ عشق الٰہی غالب ہوا جنگل مین نکل گئے شہر چھوڑ دیا ساٹھ ستر برس کامل رہا، توکل ریاضت صحرا و بیابان مین بسر کی ہرگز گھر مین آرام سے نہ بیٹھے اسیوجہ سے عبداللہ بیابانی آپکا لقب ہو گیا تھا صایم الدہر رہتے کوئی نماز بے غسل کئے اور بغیر کپڑا دھوئے نہ پڑھتے تمام عمر برگ درختان و میوہ بیابان کے سوا دوسری چیز سے روزہ افطار نکیا ہر روز بلا ناغہ ایک کلام اللہ کا ختم وظیفہ تھا اکثر شیر و پلنگ درندگان صحرائی اور ہرن وغیرہ وحشی جانور آپ کے گرد و پیش جمع ہو جاتے تھے اور ایک دوسرے کو ہرگز مضرت نہ پہونچاتا تھا غرض ریاضت توکل زہد تجرید و تفرید مین فرد الاثانی تھے نہ کبھی گرمی نے ستایا نہ سردی نے دکھایا نہ دھوپ کی پروا نہ جاڑے کا خیال ہمہ حال بیک منوال ؎

سرما بگذشت واین دل زار ہمان	گرما بگذشت واین دل زار ہمان
القصہ ہزار گرم و سرد عالم	بگذشت و بما ند این دل زار ہمان

خودی اور دوئی ایسی مٹ گئی تھی اور تجرید و توحید اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ سخن مین اپنے

ساتھ ترک اضافت کر دیا تھا جو کہتے بصیغہ غائب کہتے یعنی آئیگا یہ نہ کہتے کہ مین آؤن گا مین جاؤن گا کسی کلام مین اپنی ذات خاص کو دخل نہ دیتے۔ ابتداءً بمقام دہلی جریم خانقاہ روضہ پاک سلطان المشایخ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز مین مشغول عبادت و معتکف رہتے تھے بادشاہ وقت نے ایک قوم کو معہ جماعت سادات قید کیا شیخ گئے اور کہا اے بادشاہ سادات کو چھوڑ دے بادشاہ نے شفاعت شیخ پر التفات نکیا بس یہ کہکر چلدیئے کہ جس شہر کا تو بادشاہ ہو وہان رہنا حرام ہے (سندھ) دار الخلافت ملوہ پہونچے اور صحرا نشینی اختیار کی وہان کے بادشاہ و فرمان روا نے استقبال کیا نذر و نیاز پیشکش لایا آپ نے کچھ قبول نفرمایا جب اصرار کیا کہدیا مجکو اس کی ضرورت نہین فلان دیہہ کے حاکم کو حکم دیدے کہ فلان بیابان مین مجھے جگہ دے وجبر و تعدی نکرے اسی ویران بیابان مین قیام کیا اور وہین دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی ۹۳۶ھ مین رہگرائے عالم قدسی ہوئے سو برس سے عمر متجاوز ہو گئی تھی۔

آغاز حال مین آپ نے شادی کر لی تھی جب اُس کو مانع حضور وقت اور مخل فراغ عبادت پایا باختیار مفارقت کر لے اُس سے ایک پسر بنیاد دل و نا بینا چشم وجود مین آیا شیخ گھورن نام تھا۔

سلطان المحققین برہان المدققین شیخ المشایخ **نصیر الدین** دہلوی مخدوم شیخ سماء الدین کے دو سرے بیٹے شریعت و طریقت کے پیشوا مرجع خلایق قایم مقام و جانشین پدر تھی سیرت رسول مقبول صلعم کی صورت بنگئے تھے ہرگز سنت نبوی صلعم کے خلاف کوئی کام نہین کیا اور کبھی حد شرع سے قدم باہر نہین رکھا جو حضرت رسالت آب کے ساتھ غایت عشق و محبت کی دلیل ہے عشق الٰہی و محبت رسالت پناہی مین دنیا سے بے مہری ہو گئی تھی لہذا اپنی حیات ہی مین اپنے فرزند اکبر و خلف ارشد شیخ عبد الغفور کو اپنا جانشین کر کے خلقت سے کنارہ کش ہو کر بقیہ عمر یادخدا مین بسر کی صاحب کلمات الصادقین نے لکھا ہے کہ سولانا نصیر الدین عالم عامل صفات ملکیہ سے موصوف اور کدورت بشریہ سے دور عجب تکبر حسد حب جاہ جملہ رذایل سے مبرا تھی سکندر لودی و ابراہیم بن سکندر و بابر بادشاہ کے زمانہ مین شیخ الاسلامی کے منصب پر جو ایک بڑا منصب ہے سرفراز رہے رحلت

کے وقت بیاد حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم آیتہ محمد الرسول اللہ والذین معہٗ پر ذوق وشوق و وجد کرکے اسی حالت ذوق مین راہی ملک بقا ہوئے۔ دو بیٹے چھوڑے شیخ عبد الغفور ومفتی جمال الدین المعروف مفتی جمال خان دونون وحید عصر تھے لیکن شیخ مین مشیخیت کی گہری رنگت تھی لہذا انکا تذکرہ یہین لکھا جائیگا اور مفتی صاحب مین علوم رسمی کا رنگ نکھرا ہوا تھا انکا ذکر علماء شریعت مین کیا جائیگا۔

نشئہ علوم ظاہر و باطن مین مخمور شیخ عبد الغفور شیخ لاڈن معروف و مشہور

شیخ نصیر الدین کے بڑے بیٹے اور مخدوم شیخ سماء الدین کے لاڈلے پوتے تھے مخدوم صاحب کے انپر خاص نظر تھی انکے والد ماجد کی حیات مین خرقہ خلافت انکو عطا فرمادیا تھا مخدوم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ہمارے گھر کا چراغ ہوگا یہ عنایت مشابہ اس عنایت کے ہے جو مخدوم بہاء الدین ذکریا سہروردی ملتانی قدس سرہ العزیز کو شیخ رکن عالم رکن الدین قدس سرہ کے ساتھ تھے مخدوم صاحب کے لطف خاص کا انکی ذات قدسی صفات مین پورا پورا ظہور ہوا ماسوائے اسرار باطن علوم ظاہری مین بھی صاحب کمال و فاضل اجل و اشہر علماء زمانہ تھے بڑے بڑے اکابر انکی شاگردون مین گذرے ہین۔ شیخ عبد اللہ بدایونی مرید شیخ عبد الباقی چشتی و مستفیض خدمت شیخ صفی خیر آبادی قدس سرہ جو حال و قال یعنی علوم صوری و معنوی مین وحید عصر تھے اُن کی نسبت صاحب منتخب التواریخ نے لکھا ہے کہ نعمت علم اکثر مقتدیان روزگار سے پائی تھی خصوصاً میان شیخ لاڈن دہلوی و میر سید جلال الدین بدایونی سے۔

اپنے والد بزرگوار اور شیخ عبد اللہ طلبنی ملتانی دہلوی سے جو بہ عہد سلطان سکندر بن بہلول لودی علماء نامی مین تھا تحصیل علوم کی تھی حق تعالیٰ نے قبولیت عام عطا فرمای تھی۔

شاہ شجاع مخدوم صاحب کی اولاد امجاد مین صاحب کشف و کرامات و مظہر فیض و برکات تھے جناب غوث پاک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح سے بطریق اویسیہ فیض حاصل تھا عمر گرامی یاد الٰہی وارشاد و ہدایت خلق مین بسر کی۔

شاہ علام نبی انکا سلسلہ نسب بھی حضرت مخدوم قدس سرہ سے ملتا ہے شاہ شجاع کے عمدہ خلفا مین ہین عاشق منش مبتلا سرشت ہمدرد جو مزاج مشرب بلند ہمت گوشہ نشین گزشتگی پر دقناعت دوست اپنے اکابر عصر مین فرد تھے مثنوی معنوی حضرت مولانا روم اوس وقت ان سے بہتر کوئی نہ پڑہا سکتا تھا۔ غایت ذوق وشوق مین ہر مصرعہ پر زار زار روتے اور سننے والون کو بیتاب کر دیتے تھے اسی طرح طاعت رب الارباب اور افادۂ طلاب مین عمر گذاری رحمۃ اللہ علیہ۔

قدوۂ اکابر آفاق ہادیٔ عشاق حضرت مولانا مخدوم شیخ اسحاق دہلوی ابن سلطان العارفین شیخ فخر الدین ملتانی و برادر اکبر واعیانی زبدۃ الواصلین مخدوم شیخ سماء الدین قدس اللہ اسرارہم

یگانۂ اولیا عصر اور بزرگترین مشایخ وقت سے تھے سلسلۂ نسب مصعب بن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جس کی شرح مخدوم شیخ سماء الدین کے حالات مین لکھے جا چکے یہان اعادہ کی ضرورت نہین ملتان مسکن آبائی سے ترک سکونت کر کے دہلی مین متوطن ہوئے تمام مخلوق آپسے گرویدہ اور عقیدتمند تھے اور سلطان عہد بہلول لودی نہایت معتقد وارادتمند تھا بڑے عابد وزاہد پارسا و ملک العلماء تھے۔ باوصف رجوع سلاطین لذت فقر وفاقہ کے مقابل دولت دنیا کو ہیچ و پوچ و بے مزہ سمجھا اکابر سلف کا سا طریقہ تھا بزرگان پیشین کے یادگار تھے شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین شیخ اسحاق شیخ فانی تھے سیاحت اور ریاضت بہت کی تھی اور بہت سے اولیا عصر سے ملے تھے اکثر خاموش اور استغراق مین رہتے ہر شخص سے باتین کم کرتے تھے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا سیر حال پر کمال التفات فرمایا اور کلام فیض انضمام سے بہت مستفیض کیا فرمایا کرتے تھے مجھے ایک لڑکے کا انتظار ہے وہ آلے تب دنیا سے رخصت ہون چنانچہ حق تعالی نے بڑی عمر مین انکو لڑکا عطا فرمایا جس دن لڑکا پیدا ہوا خادم سے کہا گھر مین جو کچھ ہو لے آ تاکہ خدا کی راہ مین دیدون کیونکہ وعدہ یہی ٹھیر چکا تھا خادم نے عرض کیا گھر مین تنہا کیا کہ حاضر کرون فرمایا تھوڑا نہیں

جو ہوئے آغرض دو تین سیر غلہ اور ایک دو پرانا کپڑا برآمد ہوا وہ فقرا کو دیدیا اوس کے بعد ذوق سماع پیدا ہوا فرمایا مطرب کو لاؤ اور سرود سنواؤ عرض کیا گیا آپ کے پاس کیا ہے جو مطرب کو دینگے ارشاد کیا یہی دستار و چادر جو میرے جسم پر ہے دیدونگا اسی اثنا مین ایک دوست کے مکان پر تشریف لے گئے اُس کے ہمسایہ مین سرود ہو رہا تھا سینہ مین جو آگ دبی ہوئی تھی سماع کی آواز سُنتے ہی ایکبار گی بھڑک اوٹھی دل و جگر شمع کی طرح پگھل کر روزن چشم سے بہنے لگے کسی نے کہا ہے ؎

ہے وہی ایک آتش عشق ستم زاد	میرے جگر مین شمع کے سر پر لگی ہوئی

گریہ اور حال طاری ہو گیا جب بے اختیاری اور بیخودی غالب ہوئی مکان پر لائے تھوڑا قیلولہ کر کے اوٹھے فرمایا جمعہ کا دن ہے حجام کو بلایا غسل کیا کپڑے بدلے خوشبو لی نماز جمعہ ادا کی قرآن مجید کا وظیفہ پڑھا اور یارون سے وداع ہو کر داعی اجل کو لبیک اجابت کہتے ہوئے عالم قدس کو سدھارے سو گئے اور واصل بحق ہو گئے ۹۰۹ ہجری مین آپ کی وفات ہوئی بظاہر مرنا تو سب کو ہے پر جس نے خالق برحق کے عشق مین مُوا تو قبل انمتوا کا مزہ چکھ کر ہستی موہوم کو مثل حرف غلط صفحۂ خاطر سے مٹا دیا اُس کی موت فرضی موت ہے اور اُس کا مرگ حیات جاودانی ہے۔ ؎

رفتن از دار الفنا باشد بہر کس ناگزیر	لیک مرد آن ست کو مقصود حاصل کرد و رفت

حضرت مخدوم بزرگان و اکابر خاندان چشت و اہل بہشت سے تھے یہی وجہ ہے کہ ذوق و شوق سماع آپ پر غالب تھا خداوند تعالیٰ نے مخدوم صاحب کی نسل مین برکت دی تھی قصبہ طلیہ (بارہ) مین یہ جماعت ابتک پائی جاتی ہے۔

مین سمجھتا ہون کہ نسب پر فخر کرنا سراسر جہالت اور عین حماقت ہے ؎

امتیاز شرف آدمیان از حسب است	بہر تحقیق نسب آدم و حوا کافی است ؎
از نسب نیست نسبت مردم شرف دُر بجوہر خویش است	ہر کسے را بذات خود شرف است نہ زیاکی گوہر صدف است

پر عجب و استکبار اور خود نمائی و پندار سے نہیں بلکہ بفحوائے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۵۱ و بحسب فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ۵۲ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اس گذارش کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ بندۂ ناچیز کمترین بارگاہ صمد فیض احمد ، سودہ اوراق ہذا حضرت مخدوم صاحب کی اولاد میں شمار ہے اور بوجہ اپنے کمال ناقابلیت و بے ہنری کے اس اظہار سے نہایت شرمسار ہے ۵

نسبت خویش بوے کردم و بس منفعلم	زانکہ او زاہل صفا باشد و من پر کدرم

سلسلۂ نسب اس عاجز کا تیرہ واسطوں سے مخدوم صاحب کے ساتھ ملتا ہے جس کی تفصیل شجرۂ ذیل یعنی صفحہ ۵۲ میں درج ہے

۵۱ ترجمہ اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر ۱۲ پارہ ۳۰ سورۂ ضحیٰ ۵۲ ترجمہ یاد کرو احسان اللہ کے شاید تمہارا بھلا ہو ۱۲ پارہ سورۂ اعراف رکوع ۹ ۵۳ ترجمہ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر ۱۲ پارہ ۲۱ سورہ احزاب آغاز رکوع ۲۔


حکیم دلدار احمد
حکیم غلام حسین
حکیم غلام حسین
شیخ فتح اللہ
مولوی محمد نصر اللہ
شیخ ہدایت اللہ
محمد حسن خان
محمد سعید خان
محمود خان
محمد عمر خان
شیخ بڈھ
شیخ یحییٰ ملقب بندگی
شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ
قدوۂ اکابر آفاق
مخدوم شیخ اسحاق

شیخ یحیی ملقب بندگی شیخ اچھن دہلوی مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہٗ العزیز کے فرزند رشید ولی مادرزاد اور صاحب نعمت خداداد تھی فضائل و کمالات اُن کے مستغنی عن البیان ہین۔ تمام عمر دارالخلافت دہلی مین بیاد الٰہی زاویہ طاعت مین نہایت عظمت و برکت کے ساتھ بسر کی اور خلق اللہ کو ارشاد و ہدایت فرماتے رہے حضرت کے فرزند ارجمند شیخ بڈھ بھی اکابر روزگار سے تھے لیکن طریقہ سجادگی اختیار نہین کیا مسلک دل بیاد دوست بکار پسند فرماکر مصاحبت سلطان عہد کو پردہ روئے کار بنایا اور علم عظمت و اشتہار بڑھایا ریاست کول حاصل کی اور سند حکومت لیکر (دہلی) سے (کول) آئے وہین توطن کیا عمر گرامی بجمعیت ظاہر و تقدیس باطن اُسی جگہہ بسر کی۔ محمد عمر خان و جلال خان پسران شیخ بڈھ و محمود خان پسر محمد عمر خان و محمد سعید خان ابن محمود خان و محمد خان فرزند محمد سعید خان وغیر ذالک سب نام آور و معظم وقت تھے ایک مدت تک ان کی اولاد (کول) مین بامارت و ریاست حاکمانہ طور پر جاگزین رہی۔ پھر بحسب اسباب جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی گئے اور ہمیشہ ہمیشہ انسان کو پیش آتے رہتے ہین کول سے ترک اقامت کرکے کچھہ دہلی وطن قدیم اور کچھہ (بارہہ) وغیرہ جا بسے چنانچہ محمد خان بن محمد سعید خان نے (بارہہ) مین سکونت اختیار کی اس مختصر مین اپنے اپنے موقع و محل پر اُن کی اولاد کا ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ محمد المعروف شیخ محمد عاشق سنبھلی سلسلۂ عالیہ قادریہ مین بڑے صاحب ذوق و وجد تھے آغاز حال مین ریاضت و مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اُن کی دلفریب تھی جب کیفیت حال کا غلبہ ہوتا کچھہ گایا کرتے اوس وقت کل حاضرین مجلس پر رقت و بیخودی طاری ہوجاتی تھی مولوی عبدالقادر بدایونی اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے ہین منتخب التواریخ مین اونہون نے لکھا ہے کہ اتبک اُن کے سماع کا اثر میرے دل پر باقی ہے ابتداءً کسب علوم ظاہری کرکے چندے افادہ طلباء مین مشغول رہے پھر حقیقت کی طرف مائل ہوگئے مظاہر صوری و عشق مجازی کے ساتھ بھی اُنکو تعلق تھا بہت بے چین اور بے تاب طبیعت پائی تھی خلقت کی مدح

وذم اور ردّ و قبول کی پروا نکرتے تھے اسی وجہ سے شیخ محمد عاشق ان کا نام مشہور ہو گیا تھا جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ کے مشایخون مین تھے ۹۸۵ھ ہجری صلعم مین داخل بوصال حق ہوئے **ششم از شوال** تاریخ وفات ہے۔

خواجہ مبارک دہلی کے مشایخون مین تھے سلطان عہد جلال الدین اکبر بادشاہ نے باستماع فضایل وجامعیت کمالات ملنے کی خواہش ظاہر کی آپ بحکم اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوالامر منکم ملاقات کو تشریف لے گئے بادشاہ نے خیر مقدم کیا اور کمال شادابی کیساتھ ملکر اُن کے سخنان دلنشین سے بہت محظوظ ہوا اُن کے بیٹے **حافظ شیخ بھکاری** مقتدائے وقت تھے دہلی سے ترک سکونت کرکے سنبھل جا رہے قرآن شریف ایسے دلکش لہجہ سے پڑھتے تھے کہ سُننے والون پر بیخودی چھا جاتی تھی سید کمال واعظ سنبھلی نے کتاب (اسراریہ) مین نقل کیا ہے کہ اون کے وقت مین ایک بزرگ نے جو صاحب دعوت تھے جن کی تسخیر کے واسطے عزیمت پڑھی جن کی حاضری مین وقفہ ہوا جن جب حاضر آیا صاحب عزیمت نے دیر رسی کا سبب دریافت کیا جن نے کہا سنبھل مین حافظ بھکاری اپنے دروازہ پر قرآن شریف پڑھ رہے تھے مین اونکی صوت دلربا سنکر بیخودانہ وہین رہگیا اُن کی آواز مین کچھ ایسا دلکش افسون تھا کہ جنبش کی قدرت نرہی جب وہ خاموش ہوئے اور تلاوت ختم کر چکے تب مین چل سکا حسن صوت انکا مثل کرامات تھا ۹۸۱ھ مین رحلت فرمائی **یا حافظ** تاریخ وفات ہے اُن کے فرزند **خواجہ عماد الدین** حافظ قرآن وقاری خوش الحان تھے۔ عہدہ خطابت جامع مسجد سنبھل جو منجملہ خدمات بارگاہ سلطانی تھا باستحقاق فضایل انکو عطا فرمایا گیا منشور فیض نشور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدورہ ۹۶۶ھ و ۹۶۷ھ جو سنداً دیا گیا ہے اوس مین حافظ صاحب موصوف کو بالقاب فضیلت مآب تقوی شعار صلاح آثار یاد کیا گیا ہے۔ بندۂ عاجز **فیض احمد** مسود اوراق ہذا عرض کرتا ہے کہ یہ خاندان گذشتہ زمانہ مین برابر روشناس بارگاہ سلاطین رہا ہے بہت سے فرمان عطائے سیورغال ومدد معاش

۱؎ ترجمہ اطاعت کرو اللہ ورسول کی اور جو تم مین صاحب حکومت ہون ۱۲

وسند خطابت وامامت عیدین ومسجد جامع واقعہ اندرون قلعہ سنبھل جو نسلاً بعد نسلاً اس خاندان کے بزرگون کو سلاطین تیموریہ سے بالترتیب ملتے رہے ہین سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین اس سیچر نے سنبھل جاکر خود معائنہ کئے ہین چنانچہ فرمان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مصدورہ ۹۶۶ھ مندرجہ بالا بنام حافظ عماد الدین ولد حافظ بہکاری وفرمان نور الدین جہانگیر بادشاہ مجاریہ سنہ ۱۰۱۲ ہجری بنام عبد المومن وعبد الواحد و۱۰۲۶ھ بنام فتح اللہ وفرمان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران سنہ ۱۰۶۲ھ بنام محمد شفیع وفرمان اورنگ زیب عالمگیر بنام قاضی عبد اللہ خان وشیخ جمال محمد خطیب وفرمان محمد شاہ مورخہ دہم رجب سنہ دویم جلوس بنام محمد وزیر برادر زادہ شیخ جمال محمد نبیرۂ حافظ عماد الدین وفرمان شاہ عالم سنہ پنجم جلوس بنام محمد یقین ورثہ حافظ عماد الدین وفرمان فرخ سیر سنہ ہفتم جلوس بنام نذر محمد ورثہ شیخ رفیع الدین خطیب ہے۔ فرمانون کے مضمون اور کتبہ منظومہ سے جو پتھر مین کھدا ہوا دیوار پیش طاق مسجد قلعہ سنبھل مین نصب ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد عالیہ خلد آرامگاہ بابر بادشاہ کی یادگار ہے مصرعہ یکم از شہر ربیع الاول۔ اخیر مصرع اس قطعہ کا ہے جو مسجد مین نصب ہے اس سے ۹۳۳ھ نکلتے ہین ہر چند کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وقت مین خطابت وامامت کا کوئی سرکاری عہدہ نہین رہا پر اب بھی خطابت عیدین اسی خاندان مین چلی آتی ہے شیخ عبد الغفور شیخ جمال الدین کے بیٹے اور حافظ عماد الدین کے پوتے حضرت خواجہ باقی باللہ ملقب بخواجہ بیرنگ قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے نسبت قوی واستغراق کلی تھا طریقت ومعاملت کے ساتھ جذب کی کیفیت طاری تھی۔ خواجہ حسنہ وابن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہما جناب شیخ کی زبانی نقل فرماتے ہین کہ ایک روز مسجد فیروزی مین شیخ مراقب تھے دیکھتے کیا ہین کہ اکابر سلسلۂ نقشبندیہ وچشتیہ وغیرہ کا مجمع ہے۔ بزرگان نقشبندیہ تو متوجہ بذات بحت ہین اور اکابر چشتیہ متوجہ بذات باقی متوجہ بصفات ہین مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کے سامنے سے گذرا حضرت خواجہ نے فرمایا صاحب یہان آؤ تاکہ ہم تمکو کچھ عنایت کرین اتنے ہی مین خواجہ بیرنگ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ ہمارا ہے اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی مجکو

اس کیفیت سے افاقہ ہو گیا پر رستا کا تردد رہا کہ وہ کیا چیز تھی جو خواجہ صاحب مجکو دینا چاہتے تھے چار روز بعد خواجہ قطب الدین صاحب رح کی رویت حاصل ہوئی مین نے دریافت کیا حضرت وہ کیا چیز تھی جو مجکو آپ عنایت فرماتے تھے فرمایا (وہ سوز جو تیرے سینہ مین ہے) فقط بالجملہ شیخ منزوی اور مستقیم الاحوال تھے اکثر سنبھل کے لوگ زیارت کو جاتے الا دیر تک بیٹھنے کی اجازت نہتی معرفت وطریقت کی باتین برملا نہ کہتے جو کوئی پوچھتا تو تجاہل فرماتے اور کسی بزرگ کی طرف منسوب کرکے کچھ کہدیتے سچ ہے مصرعہ دانائے راز ہا راز زیبا بود تجاہل۔

خلوۃ مین کنایۃً کچھ کچھ بیان فرمایا کرتے تھے اور خواجہ بیرنگ کی حکایتین بلطافت خاص ادا کرتے جمادی الاول سن ایکہزار اوسٹھ ہجری مین عالم باقی کو رحلت فرمائی اور سنبھل مین اپنے دروازہ پر مدفون ہوئے سید کمال سنبھلی نے تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے **قطعہ تاریخ وفات**

چو از دار فنا **عبد الغفور** آنکہ	بزرگ کامل و شیخ زمان رفت
بجان اہل ذوق و شوق و عرفان	بسا افسوس و فریاد و فغان رفت
بمین ہمت بیرنگ خواجہ	ہمہ عمرش چو عمر عارفان رفت
چو پرسیدم ز دل تاریخ فوتش	بگفتا قطب سنبھل از جہان رفت

شیخ عبد الواسع بن شیخ عبد الغفور نہایت ذکی خوش طبع فاضل جید اور علم حدیث مین بے نظیر وقت تھے ایام شباب مین سنبھل سے دہلی جاکر حضرت خواجہ خرد قدس سرہ کی خدمت مین اکتساب فضایل کیا ایک مدت وہین رہے بعد مین سنبھل کو مراجعت کی سالہا درازمسند درس پر جلوہ افروز رہکر افادۂ خلق فرمایا کئے ۱۰۶۶ھ مین وفات پائی اپنے پدر بزرگوار کے مزار کی برابر مدفون ہوئے۔

شیخ رفیع الدین برادر خرد شیخ عبد الغفور پیر روشن ضمیر روشن لقا صدر نشین عہدہ خطابت مسجد جامع سنبھل تھے آواز پر درد اور طبیعت ذوق وشوق معنوی سے بھرے ہوئے تھے خطبہ ایسے دردناک لہجہ سے پڑھتے کہ سننے والے کانپ اوٹھتے (اسراریہ) مین لکھا ہے کہ

شیخ محمد عاشق سنبھلی کے عرس مین قوالون نے ہندی غزل پڑہی شیخ نے تواجد کیا اور وہ حالت شیخ کی ساری مجلس پر چھاگئی سب بیقرار اور از خود رفتہ ہوگئے اکثر شیخ کی حالت ایسی ہی ہوا کرتی تھی

شاہ شہباز سنبھلی کاملان اہل واکابر متاخرین سنبھل سے تھے آغاز شباب مین بوضع سپاہیانہ اپنے وطن سے (مارہرہ) آئے اور حضرت سید[۱] شاہ آل محمد قدس سرہ کی خدمت سے مستفیض ارادت ہوئے ایک ہی نگاہ مین گرفتار معاملہ ہوگئے دنیا سے بالکل قطع علایق کردیا خانقاہ معلی مین رہنے لگے مبادی سلوک مین بمصداق آیہ جاہدوا[۲] فی سبیل اللہ حق جہادہ بڑی مجاہدی اور شاقہ ریاضتین کین جب حال کا غلبہ ہوا مست وسرشار پھرنے لگے عید کے دن خرقہ حصیر کہنہ زیب تن اور مُنہ کو سیاہی سے روشن کرکے نماز کو جاتے اور اکثر بجسب

چاک دامن خاک برسر سوار ان پیش وپس	رخصت اے ناموس دیگر طرق آمد بباد

گدھے پر سوار لڑکے خاک اوڑاتے پتھر برساتے ہوئے ساتھ ساتھ کوچہ و بازار مین گشت فرماتے بالآخر جب خوب خاک اوڑالی متوجہ نظر کیمیا اثر پیر روشن ضمیر محویت سے حالت صحو مین آئے سلوک تمام کیا کاملین راہ سے ہوگئے تیرک وتجرید مین فرد تھے پابند تاہل نہین ہوئے۔ سند خلافت حضرت سید[۳] شاہ حمزہ خلف الصدق حضرت سید شاہ آل محمد قدس اللہ اسرارہما سے پائی جناب سید شاہ حمزہ صاحب نے کتاب کاشف الاستار مین تحریر فرمایا ہے کہ شاہ شہباز ولی مادرزاد تھے امراء کی ملاقات سے نفرت تھی اتفاقیہ ملجاتا تو بے روئے حکایت پند ونصایح سے پیش آتے نذر و فتوح کسی سے نہ لیتے مرید کم کرتے لیکن مرید اور طالب اچھے بہم پہونچاتے تھے جس کو مرید کیا پہلے اوس کی جوہر قابلیت واستعداد کو جانچ لیا جس کو طالب صادق جان لیا اور ہونہار پایا اوسی کو

---

[۱] سید شاہ برکت اللہ مارہروی کے فرزند ومرید وخلیفہ وجانشین وواصل بحق ہین ۱۰ رمضان ۱۱۷۱ھ کو پیدا ہوئے لفظ ظہور تاریخ تولد اور مصرعہ ظہور آل محمد زبرکت اللہ سے سنہ خاتم ہے۔ ۱۶ رمضان ۱۲۴۱ھ کو انتقال فرمایا۔

[۲] ترجمہ کوشش کرو خدا کی راہ مین جیسا کہ حق ہے کوشش کرنے کا ۱۲ [۳] سال صورۃ کمال معنوی اسکی ذات مین

جمع سجادہ پر سادات آب وارواح کمالیات سے فیض کثیر حاصل کیا ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۴۱ھ کو عالم بمعنی مین تشریف لائے لفظ ظہور

داخل سلسلہ کیا سکنا سنبھل مین اُن کے تصرفات مشہور ہین ربیع الاول سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین رحلت کی سنبھل اپنے مکان کے احاطہ مین مدفون ہوئے مزار پر عمارت پختہ گنبد دار تعمیر ہے سید شاہ نصرت علی سادات بارہہ مین سے ان کے خلیفہ و جانشین نہایت خوش اوقات و صاحبدل تھے اُن کے بعد شاہ علیم اللہ اُن کے برادر زادہ سجادہ نشین ہوئے اونپر سجادگی ختم ہوگئی شاہ علیم اللہ کی اولاد دختری سنبھل مین موجود ہے شیخ احمد علی جو سنبھل مین ایک متواضع و مہمان نواز مشہور شخص تھے وہ شاہ علیم اللہ کے نواسہ تھے۔

شاہ سلیم بن محمد جہانگیر بن دیوان عبدالمومن سنبھلی شاہجہانی اہل اللہ مین سے تھے سلوک کے ساتھ جذب کی بھی کیفیت تھی اہل سنبھل مین اُن کے خوارق و کرامات مشہور تھے

شاہ نصیرالدین بن رفعت اللہ بن محمد جہانگیر سنبھلی نہایت خوش نہاد پاک اعتقاد و صاحب جد و حال تھے شوق طلب مین بعد گردش بسیار و خاک بیزی ہر در و دیار بہ وساطت حافظ برہان علی جو اُن کے اقربا مین سے تھے حضرت محبوب الاولیا سید شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہ کی خدمت مین حاضر آئے و داخل طریقت ہوکر مرتبہ بلباس صوفیہ ہوئے پہلے شیخ نہتن نام تھا اب شاہ نصیرالدین خطاب پایا علم جفر و تکسیر و دعوت اسما و اعمال حاضرات و تسخیر اجنہ مین یکتاے روزگار تھے آخر عمر تک خانقاہ معلی مین تعویذ نگاری و شجرہ نویسی و ادائے طاعات و عبادات مین مصروف رہے نوّے برس کی عمر پاکی سنہ ۱۲۲۰ ہجری صلعم مین بمقام مارہرہ انتقال فرمایا۔

شیخ حبیب میرٹھی ابن شیخ صدرالدین عرف صدرجہان اکابر وقت و یاران خاص حضرت شاہ[1] العالمین شاہ عبدالرزاق جھجانوی قدس سرہ العزیز سے تھے مرشد کو ان کے ساتھ عنایت خاص تھی فرمایا کرتے تھے (حبیب حبیب ماست و حبیب خداست) انکا مزار شہر میرٹھ مین اندر احاطہ مقبرہ شیخ عماد نواب ابومحمد خان کے ایک مختصر گنبد مین جو سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے

[1] شاہ عبدالرزاق رح شیخ محمد حسین کے مرید و خلیفہ اور مشائخ قادریہ مین بڑے صاحب کمال اور بواسطہ حضرت غوث پاک رض سے ماذون و مشارٹہ پہلے علم کا شوق تھا پھر عشق و محبت غالب ہوگیا سنہ ۱۱۷۹ھ مین انتقال فرمایا ۱۲۔

واقعہ ہوا ہے محراب بالین پر لفظ **روضۂ حبیب** جس مین تاریخ وفات نکلتی ہے اور لوح تربت پر کلمۂ طیبہ پتھر مین کندہ ہے شیخ عماد اُن کے حقیقی بھائی تھے اور ابو محمد خان شیخ عماد کے بیٹے امراء شاہی مین تھے اُنکا ذکر اپنی جگہہ کیا جائیگا۔ اُن کی اولاد کا سلسلہ ہنوز میرٹھ مین موجود ہے اِن سے ساتوین پُشت مین شیخ احمد حسین ایک معمر بزرگ عہدۂ تحصیلداری سے پنشن پاتے ہین طول عمر ثقل سماعت امراض جسمانی ضعف قویٰ نے مضمحل کر دیا ہے تاہم نہایت خندہ رو خوش صحبت اور از حد خلیق و باہر شخص ہین۔

شاہ روح اللہ رئیس میرٹھ واقربائے نواب خیر اندیش خان سے تھے محمد مسعود نام تھا اپنے بڑے بھائی محمد مودود کے ساتھ بغرض اصلاح اپنی جاگیر کے جو (مارہرہ) اور (بلرام) مین حضور شاہی سے مقرر تھی آئے تھے حضرت سلطان العاشقین سید[۱] شاہ برکت اللہ الملقب صاحب البرکات مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوئے بمجرد معائنہ جمال باکمال جذبۂ شوق الٰہی نے اپنا کام کیا ؎

دل را بہ نگاہے بُرد جانانہ چنین باید	یک جُرعہ خرامے کرد پیمانہ چنین باید

فوراً جاہ و مکنت و جاگیر و امارت سے دست کش و دل برداشتہ ہو کر ملازمت آستانۂ قدسی اختیار کی اور شغل ابراہیم ادہم رح فقر و فاقہ کے ساتھ مجاہدات نفس مین مشغول ہوئے ایک ہفتہ کے بعد حکم ہوا کالپی جاؤ اور مرشدان طریقت کے عتبات عالیات کی جاروب کشی کرو اب سے پہلے پیادہ پا چلنے کا کبھی اتفاق نہوا تھا پانچ چھہ کوس چلکر پیرون مین چھالے پڑ گئے بہر حال اُفتان و خیزان جیسے بنا کالپی پہونچے ؎

بخور عاشق گرت سودائے عشق است	نخستین سہمناکی ہائے عشق است

[۱] میر عبدالواحد بلگرامی کی اولاد مین تیسری پشت سید محمد بن سید لطف اللہ عرف شاہ لدنا بلگرامی کے مرید و مستفیض و جناب غوثیہ سے دوبدو فیضیاب تھے اخیر مین سید شاہ فضل اللہ کالپوی سے تبرکاً متوسل خلافت لی ہنوز آپ پر غالب تھا ۱۱۸۱ھ مین پیدا ہوئے شایق خوبان تاریخ ولادت ہے ۱۲ محرم روز عاشور ۱۲۴۱ھ ہجری صلعم مین رحلت کی فارسی ہندی مین عشقی و ہمدمی مین ہمی تخلص فرماتے تھے کلام انکا حقایق و معارف سے مملو ہے دیوان مثنوی اکثر رسایل آپکی یادگار ہین ۱۲ ف

دو تین مہینہ وہان رہکر اور ارشاد مرشد بجالاکر مراجعت کی **شغل** یاد کرد و دید بتایا گیا ایک ہفتہ مین اُس کے اثر سے عالم بیرنگی و بیخودی عیان ہوا استغراق کلی ہوگیا انوار تجلیات بے کیفی دل وجان پر غالب ہوگئے خودی جاتی رہی بہر تین اربعین تمام کرائی گئین بعد اتمام مراتب سلوک کاملین وقت سے ہوئے ہدایت و رہنمائی خلق اللہ و طاعت و عبادت مین مشتغل رہے اور باستمثال امر اقدس پیر روشن ضمیر وطن جاکر اپنے گنبہ قدیمہ مین سنت نکاح ادا کی اولاد نواب خیر اندیش خان سے میراث موروثی کا حصہ چاہا چونکہ حق شرعی مسلم تہا وہ دینے کو راضی ہوئے تب انہون نے کہا مین نے اپنے دست تمنا کو نوٹ میراث دنیوی سے باب فقر و فنا دہو ڈالا ہے مجکو اُس کی عوض صرف مُوئے مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدیا جاوے گو سب کو وہ عزیز تہا اور دینے مین تامل ہوا لیکن بہر حال انکو ملا اور حق بحقدار رسید کا مضمون ظاہر ہوا اُنہون نے اپنے مرشد کے نذر کیا حضرت مرشد نے اس سے قبل واقعہ صادقہ مین دیکہا تہا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ہمنے اپنا موئے شریف تمکو عنایت کیا آپ آداب بجالائے اور بشارت جانفزا سے بشاش ہوکر اس عطیہ کبریٰ و موہبت عظمیٰ کے امیدوار و منتظر تھے کہ یہ سبیل اُس کے پہونچنے کی ہوئی چنانچہ اب تک وہ موئے مبارک مہ دیگر تبرکات کاشانۂ فیض نشانہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود ہے سال مین دو بار تمام خلقت زیارت سے مشرف ہوتی ہے بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا کو بھی متعدد مرتبہ اُس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اس موئے شریف کی تصدیق و صحت کی یہی دو بڑی سندین ہین ایک تو یہ کہ حضرت سلطان العاشقین برہان الواصلین سید شاہ برکت اللہ صاحب رح کو بشارت نبوی صلعم ہوئی دوسرے اس سے پہلے نواب خیر اندیش خان کا حضور رسالت مآب صلعم سے مبشر ہونا جیسا کہ اوپر ذکر مین مذکور ہوا بالجملہ شاہ رفیع الدین علوم صوری مین بہی صاحب استعداد تھے طبیعت موزون تھی فارسی و ہندی مین صاحب تصنیف و تالیف تھے فارسی مین دیوانہ اور ہندی بھاکھا مین آجان تخلص کرتے تھے ۱۱۷۳ ہجری صلعم مین راہی جنان ہوئے انکا مزار (مارہرہ) مین پائین روضہ حضرت صاحب البرکات زیر دیوار

احاطۂ درگاہ شریف ہے انکے کلام سے ذوق وشوق وآزادی ومحویت ٹپکتی ہے تھوڑا سا کلام کتاب آثار احمدی مصنفہ حکیم عنایت حسین مارہروی سے وقف بیان کیا جاتا ہے

مثنوی
در وصف پیر روشن ضمیر

زبرکات الہ از من چہ پرسی — کہ سینہ پیچا کرد ادعرش وکرسی — ہم از سہ تا بماہی ہر چہ بینی
کنند از خرمن او خوشہ چینی — چہ تاثیرست در جامش نگارا — مرا بر دو بمن آورد مارا
ہزاران ہمچو من نالان بکویش — بسا پروانہا بر شمع رویش — من او را ذات با برکات دیدم
مدانم ذات یا برکات دیدم — بود تا در جہان آیاتے از ذات — من و ورد زبانم نام برکات

غزل

بہ بزم ہمچو دی مابہ ہین خدائی ما — نہان بہ پردۂ عجزاست کبریائی ما
نمی کنیم بآئینہ اسکندر رو — شدست جام جم این کاسۂ گدائی ما
زآب آبلہ ام خار دشت تازہ تراست — چہ فیضہا کہ ندارد برہنہ پائی ما
غنی تریم سر مفلسی سلامت باد — زصرف کم نشود گنج بے نوائی ما
زسنگ طفل بہ دیوانہ بارش رنگست — ہمیشہ تازہ بود جامۂ حنائی ما

غزل

کے بود تکلیف کعبہ ساکن بتخانہ را — فرض دست نیست واجب ایر تخانہ را
عاشقان را ہیچ رنج از طعن بدگو نیست — خار نتواند کہ تنگ آرد دل ویرانہ را
بجز خمار ز کوثر نصیب زاہد نیست — ببین تو نقد فرح بخشی مدام مرا
نہ خود بخود من دیوانہ گشتہ ام رسوا — بتان بغمزہ گرفتند رنگ دنام مرا

توبہ را در عشرت آباد دل من بار نیست — خانۂ عشق ست اینجا جائے استغفار نیست

سینہ ریشم مرہم دیداری خواہد دلم — لالہ داغم نرگس بیماری خواہد دلم
دعوی میراث مجنون می سزد دیوانہ را — کز دل شوریدہ وارث نامہ وارد در بغل

مولوی شاہ محمد حنیف میرٹھی اصلی نام مظفر حسین تھا سلسلۂ نسب یہ ہے مظفر حسین بن حافظ محمد جعفر بن محمد مقیم خان بن محمد کبیر خان عالم متبحر و فاضل ہمہ دان وصاحب تقویٰ و تشرع تھے ہمیشہ درس وتدریس وافادۂ خلق اللہ مین مصروف رہتے اور حجرۂ مسجد مین قیام رکھتے ناگاہ ایک درویش آیا اور کہا رسول[1] شاہ بلاتے ہین اُس صوت ہادی کے سُنتے ہی طبیعت بے چین ہوگئی سب سے قطع تعلق کرکے جذب طلب مین چل دیئے ؎

بگیر رسم تعلق دلا ز مُرغابی	کہ چون زآب بر خاست خشک پر بر خاست

اور منزلین طے کرتے ہوئے اُس ہادیٔ گم شدگان کے نقش قدم پر جاگرے جمال فیض بار کو دیکھتے ہی محویت تامہ غالب ہوگئی علوم رسمی صفحہ خاطر سے محو دھوکر کے سبق باطن مین مشغول ہوگئے تمام عمر عالم جذب مین گذاری ؎

ایک ہی کافر تھی چشم مست ساقی اے شتاب	اک اشارے مین وہ سارا اتقا جاتا رہا

اُس بیخودی وشورمستی مین تصرفات قوی ظاہر ہوتے اور بیک نگاہ عقدہاے مالاینحل کھول دیتے سید عسکری جناب سید حسن رسول نما کے نواسہ شروع مین چاکری پیشہ سپاہی وضع تھے ایکبار مولانا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑھا ؎

مستم چنان بمن کہ ندانم زبے خودی	درعرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

بس اُن کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا اپنے دادا کی قبر پر جا بیٹھو فوراً مست بادۂ الست ہوکر بحالت جذب دہلی آئے اور پابجولان ہوکر حضرت سید حسن رسول نما کے مزار منور پر بیٹھے رہتے تھے جلال ایسا تھا کہ نگاہ بھر کر کوئی اُنکے چہرے کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا۔ ۱۷ شعبان سنہ ۱۲۰۲ ہجری صلعم بمقام الور انتقال کیا اور (فیروزپور جھرکہ) مین مدفون ہوئے ان کی نسل آگے

[1] سید عبدالرسول عرف رسول شاہ شاہ نعمت اللہ کے مرید اور ترک وتجرید مین فرد کامل تھے رسول شاہیون کا سلسلہ انہین سے جاری ہے سلسلہ بیعت وطریقت خاندان سہروردیہ مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ کے ساتھہ ملتا ہے ۱۲ آثار الصنادید باب ۴۔

نہین چلی گاہ گاہ بعالم جذب اشعار ابدار زبان پر جاری ہوجاتے تھے مثنوی گیان چوسر بطریق تصوف وشرح گلستان ان کی یادگار ہے اور یہ چند اشعار انہین کے ہین ؎

دل بے خطرہ مظہر ذات است		بحر بے موج عین مرات است	
خدا اچہ جوئی تو خود را بجو	؎	چو خود را بیابی توئی جملہ او	
تو بین خود را سر بگیبنفس	ایضاً	تا بدانی خالق خود ہر نفس	
گر نبودی خود مقیم اندر بدن	؎	کے شدی قایم ز خود دیوار تن	
گر نبودی باغبان در باغ تن	؎	کے شدی رونق بہار این چمن	

مولانا کی وفات کے بعد **شاہ فدا حسین** اُن کے سجادہ نشین ہوئے شاہ فدا حسین کا نام خواجہ نجیب الدین ہے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی اولاد سے تھے علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل اپنے پیر روشن ضمیر سے کی نہی تصوف خوب جانتے تھے فصوص الحکم وغیرہ مشکل کتابین آسانی سے پڑہاتے تھے ۱۸ برس کی عمر مین فقر اختیار کیا الور مین بحضور مرشدی بڑی بڑی محنتین مشقتین اُٹھائین بالین وبستر کی جگہہ سنگ وخشت کے سوا کچہہ نہا ترک وتجرید و زاویہ گزینی مین فرد کامل تھے سلوک کے ساتھہ کچہہ جذب بہی تہا بعض واقعات کے سبب الور سے دہلی چلے آئے تھے چالیس برس کامل ایک حجرہ مین بیٹھے رہے راجہ بینی سنگہہ والی الور نے بالحاح واصرار پھر بلا لیا۔ ۱۸ محرم ۱۲۵۹ ہجری بمقام الور انتقال کیا وہین دفن ہوے صاحب خرق عادات تھے تبت۔ سمرقند۔ مشہد مقدس وغیرہ دور دراز ملکون مین اُنکے خلفا پہیلے ہوئے تھے گاہ گاہ مثل پیر عالم جذب مین اشعار موزون کیا کرتے تھے مثنوی (دین سرمو) ان کی طبعزاد ہے بعضے معتقدین نے اوسکو جمع کیا ہے اُن کے بعد اُن کے خلیفہ **شاہ توکل حسین** جو فنافی الشیخ کا مرتبہ رکھتے تھے زیب وہ سجادہ ہوئے ۱۲۶۲ ہجری مین رحلت کی الور مین دفن کئے گئے اون کے بعد **رنگ علیشاہ کنبو باشندہ میرٹھہ** جانشین ہوئے انکا اصلی نام رکن الدین اور باپکا نام غلام زین العابدین تہا مولوی شاہ محمد حنیف کے حقیقی

بہتیجے تھے۔

شاہ غلام حسین مولوی شاہ محمد حنیف کے چھوٹے بھائی باشندہ میرٹھ تھے جب انہون نے اپنے فاضل بھائی کے تغیر حال کا افسانہ سا اس غم و غصہ مین خیال کیا کہ ایک رندِ شیر غیر مقید نے میرے دانشمند بھائی کو بزور افیون گرمی دیوانہ بنا دیا ہے رسول شاہ کے قتل پر کمر بستہ ہو کر الور کو چلے سوا دالور مین پہنچتی ہے وہ سودا غیض و شور و غضب سر سے نکل گیا نیاز و خاکساری خود بخود دل مین گھر کرنے لگے۔ سوچے یہ کہ فقیر کے پاس جاتے ہین خالی ہاتھ جانا مناسب نہین شاہ صاحب کا میل خاطر دریافت کر کے کچھ ہدیہ ساتھ لیا اور نیاز مندانہ سامنے جا کر کھسا را طمطراق بھول گئے اور ایک ہی نگاہ گرم مین لباس ہستی و جامۂ خودی جلا بیٹھے ؎

کرنے گئے تھے اُن سے تغافل کا ہم گلا	کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

سب تعلقات چھوٹ گئے اور سارے منصوبے پلٹ گئے جذب و مستی و سکر و محویت مین صحرانوردی و بیابان گردی کرنے لگے پھر کسیقدر صحو و سلوک مین آگئے تمام عمر الور مین گذاری قریب سو برس کے عمر پائی اُن کی نسل میرٹھ مین موجود ہے انکے پوتے **اشفاق حسین** خوش صحبت نیک سیرت تھے انکی انشا پردازی و حسن اخلاق کی تعریف کی جاتی ہے ایکوقت مین سلطنت لکھنو کی طرف سے دربار گورنری مین اُنکو سفیرانہ تعلق ہو گیا تھا اب اُنکے بیٹے **حکیم مقرب حسین** ممبر میونسپل بورڈ میرٹھ باوجاہت شخص ہین بوستان خیال کی بعض جلدون کا انہون نے اُردو ترجمہ کیا ہے اخبار عالم اور پولیس نیوز کے مالک ہین شاہ غلام حسین کے تیسرے بھائی محمد صادق کے اولاد مین محمد صادق سے چوتھی پشت **حافظ حامد حسین خان** معززین میرٹھ مین ہین گورنمنٹ انگلشیہ کے طرف سے آنریری مجسٹریٹ و ممبری میونسپل بورڈ کا اعزاز حاصل ہے سادہ مزاج بے تکلف خوش اخلاق ہین انکے والد **منشی الطاف حسین** کمشنری قسمت میرٹھ کے سرشتہ دار اور صاحب عزو وقار تھے

شاہ مسیح اللہ باشندہ میرٹھ سپاہی پیشہ تھے بحیثیت ہدایت ازلی برہان الواصلین حضرت

سید شاہ آل محمد مارہروی سے مستفیض بیعت ہوکر جویائے حقیقت ہوئے اور قطب الکاملین سید شاہ حمزہ خلف الصدق سید شاہ آل محمد سے خلافت حاصل کی مرشد کامل کی توجہ سے واصل طریق خدا شناسی ہوئے شغل نصیر اجو اس طریق مین بہترین اشغال ہے خوب انجام دیا تھا بحالت شغولی بیخودی چھا جاتی اور سیاہی چشم بالکل چھپ جاتی ایک ایک پہر تک بیخودی چشم اوسی حالت پر رہجاتے اور دست و پا کو تشنج ہوجاتا تھا غرض خوب مالش کے بعد تلوین سے تمکین مین آئے کلام پر اثر تھا اور باتین ایسی بامزہ و شوق انگیز ہوتی تھین کہ ہر شخص انکے سخنان دلاویز کے سننے کو ہمہ تن گوش ہوجاتا تھا اکثر غلبہ حال مین باتین کرتے کرتے آنسو بہ نکلتے ہچکی بندھ جاتی اور نعرہ ہائے دلگداز مارنے لگتے امراء وقت مثل نواب نجیب الدولہ و نواب غازی الدین خان وزیر و دیگر اعیان زمانہ معتقدانہ پیش آتے و حاضر خدمت ہوتے تھے حضور مرشدی سے شہر اٹاوہ مین رہنے کا حکم ملا تھا وہان استقامت کی حافظ رحمت خان افغان روہیلہ اوسوقت ناظم اٹاوہ تھے وہ نیازمندانہ پیش آئے اور دو روپیہ یومیہ مصارف ضروریہ کے واسطے نذر مقرر کیا شاہ متامل تھے لہذا بقول لارد دلاکہ قبول فرمایا ناظم موصوف ہمیشہ اور بھی خدمات کیا کرتے تھے ایکمرتبہ حافظ رحمت خان حاضر خدمت ہوئے اور دوسری طرف سے بخشی ہیچے بخشی نے دریافت کیا اہم شریف کیا ہے فرمایا گمناموں سے اہم و رہم کیا پوچھتے ہو

از بے خبران خبر چہ پرسی	وز گم شدگان اثر چہ پرسی
نے روز مرا نہ روز گارے	از ہیچ مپرس و گر چہ پرسی

اوس نے کمر خواہش کی فرمایا م س ی ح اللہ اور کچھ اس طرح کہا کہ حافظ و بخشی دونون کے دلپر چوٹ لگ گئی دونون بے اختیار قدمون پر گر پڑے اٹاوہ مین انتقال کیا وہین مدفون ہوے سن وفات معلوم نہین ہوا **نقل** ایک روز حضور مرشدی مین شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ابراہیم عادل شاہ بادشاہ دکن کے دربار مین ظہوری شاعر حاضر تھا سریر شاہی پر دیوان جامی کہا ہوا تھا ظہوری نے پوچھا کون کتاب ہے بادشاہ۔ دیوان جامی

قدس سرہ السامی ظہوری نے عرض کیا مان جامی ایک ملان تھا باقی خیر صلاح بادشاہ نے فرمایا مولانا کے نسبت ایسا نکمو بھلا ایک شعر اپنا پڑھو ہم اُس کا جواب مولانا کے دیوان سے لینگے ظہوری نے اپنا یہ شعر پڑھا

رنگ سُرخ شفقے از مے گلفام ہست	زمد دُر دے کشم وطاس فلک جام ہست

بادشاہ نے بطور فال دیوان جامی کھولا عنوان صفحہ پر یہ بیت نکلی

چرخ را جام نگون دان کزمے عشرت تہی است	بادہ از جام نگون جستن نشان ابلہی است

جب بادشاہ کی نظر اس بیت پر پڑی ظہوری کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اظہار ناخوشی کیا

شاہ عبدالہادی قصبہ مارہرہ کے رہنے والے ملتانی الاصل ہین عبدالصمد ملتانی کیساتھ کچھ واسطون سے انکا سلسلۂ نسب ملتا ہے محمود خان انکے جد چہارمین جو صاحب ثروت واقتدار تھے مارہرہ آئے چنانچہ اونکا ذکر اپنے محل پر کیا جائے گا اصلی نام معظم خان اور شاہ عبدالہادی پیر کا دیا ہوا لقب تھا حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے اسبق الخلفاء مین سے ہین پہلے مثل اپنے بھائیون کے عظمت وشان سے بسر کرتے تھے جب درد طلب نے بیقرار کیا زبان حال یہ کہتے ہوئے مصرعہ کو سیماناکند بیماری دل را علاج ؛ سلطان العاشقین کی خدمت مین حاضر ہوکر مرض دل کے علاج کے خواستگار ہوئے حضرت نے حالت صحیح پاکر شغل باطن مین لگا دیا تھوڑے ہی عرصہ مین **شغل محمود** سے جو اس راہ مین طریق محمود ہے کشایش باطن ہوئی حجاب اوٹھ گئے انوار الٰہی چمکنے لگے بیخودی غالب ہوگئی نفس سے مجاہدہ کئے شیطان سے محاربہ کئے جنگل چھان ڈالا ہر خارہ بیابان سے کہتے پھرے

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون	شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

ایک روز کہانے کیوقت درویشان خانقاہ اُن کی تلاش مین جنگل گئے دیکھتے کیا ہین کہ ایک درخت کے تلے مستغرق وست پڑے ہوئے ہین آفتاب تیز اور چہرہ کے مقابل تھا مار سیاہ اپنے پھن سے دھوپ روکے ہوئے سایہ کئے کھڑا ہے فقیر سمجھے کہ آج ضرور سانپ نے ڈس لیا شاہ

نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سانپ چہرہ کے مقابل اپنا پھن پھیلائے کھڑا ہے فرمایا ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش	کہ من آن جلوۂ قدمی شناسم

سانپ سرک گیا سچ ہے ؎

ایمن از گرمیٔ خورشید قیامت باشد	ہر کہ در سایۂ دیوار تو خوابش ببرد

اسی عالم جذب و مستی میں دائر و سائر دکن پہونچے وہاں ایک کشمیری بچہ کے ساتھ تعشق ہو گیا چونکہ جذب صادق تھا لڑکا اپنا گھر بار چھوڑ کر ساتھ ہو لیا دکن سے دہلی آئے اور شاہجہان آباد پہونچکر متصل قلعہ شاہی انگوری باغ میں ڈیرہ جمایا خواص و حکام کا اژدحام ہوا امراء وزراء سب آنے لگے ایک مرتبہ بماہ رجب ۱۱۳۵ ہجری خود سلطان محمد شاہ بادشاہ بشوق دست بوس حاضر ہوا اور کلام معجز نظام سے حظ وافر حاصل کیا نصائح دلاویز و پند دلسند سے بادشاہ کو مسرت ہوئی زر نقد مع کشتی پارچہ ہائے نفیس اور ایک دیہہ سیر حاصل موسوم بہ (اورنی) پرگنہ مارہرہ میں بطور آل تمغا و مدد معاش نذر کیا حضرت سلطان العاشقین صحبت امراء و سلاطین سے نفور تھے انتیا کو اول اپنے حضور میں بار نہ دیتے اور جو باریاب ہو جاتا اثر نظر و برکت صحبت سے دنیا کی ہستی اوس کی نگاہوں میں نیست و نابود ہو جاتی اور طریقہ انیقہ فقر و فنا میں جس کو دائمی بقا کہا جاتا ہے شامل ہو جاتا شاہ عبد اللہ کے حالات سنکر عتاب ہوا وہ اقتان خیزان و سراسیمہ مارہرہ حضور مرشدی میں حاضر ہوئے خانقاہ میں آنے کی اجازت نہ ملی فرمایا طالب ہوئی ہو کر بادشاہ دنیا کی تجلو کیا حاجت باقی رہی تھی یہ تو الفقر فخری کا مزہ چکھ کر پہلے ہی دولت دنیا کو اس کے ساتھ موازنہ کر کے ناچیز سمجھ چکے تھے بادشاہ کے رجوع پر اس حقیقی سلطنت کے آستانہ کو چھوڑنا محال تھا عرض کیا میں بادشاہ پاس نہیں گیا وہ خود آیا تھا میرا دل اسی حالت پر قایم ہے جیسا کہ تھا چنانچہ حضرت سید شاہ آل محمد خلف الصدق سلطان العاشقین کی شفاعت اور توبہ و ناہت کے بعد باریابی عزت بیعت و شرف ضمیر سے فیضیاب ہو کر بعنایات خاص پھر دہلی واپس جانے کی اجازت پائی وہاں جاکر ہنگامہ ارشاد جاری کیا شاہ کا طرز قلندرانہ

تہا فتوحات کبھی جمع کرتے جو آتا سب خرچ کر دیتے تھے یہانتک کہ رات کو گھر کا پانی بھی پھینک دیا جاتا تھا
فرمایا کرتے تھے یوم جدید و رزق جدید نہر نیا دن اپنا اپنا دانہ پانی لاتا ہے سلوک کے ساتھ
کسیقدر جذب و محویت کی کیفیت تھی جب تاپہرا ور کاملین وقت سے تھے سنہ ۱۱۴۲ھ گیارہ سو چالیس
ہجری صلعم مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی سلطان العاشقین نے خبر وفات سنکر
فرمایا دہلی کا بازار سرد ہو گیا اور بایں خدائے شدہ تاریخ وفات کہی بسبب وصیت نعش دہلی سے
مارہرہ پہنچائی گئی خطیرہ قدیم آبا و اجداد مین دفن کرنا چاہا ہر چند قبر کے لئے زمین کھودی پر گھنڈی
جناب صاحب البرکات قدس سرہ نے فرمایا اوسکو اور دیدہ صوری سے علاقہ نہ تہا کوئی زمین
اوس کی میراث نہین جس مین دفن ہو اوس کی میراث تو ہمارے پاس ہے یہان لاؤ اور دفن
کرو چنانچہ تابوت لاکر صحن درگاہ شریف مین دفن کیا گیا اور قبر زمین کی ہموار کر دی گئی نشان
قبر اور نہ ہمین بتایا حضرت صاحب البرکات کا مزار فیض انوار اسی جگہ زیارت گاہ خلایق ہے زایران
درگاہ علی اوی پر چلتے پہرتے ہین اُنکا اصلی مقصد یہی تہا کہ زیر قدم مرشد و پامال زایران درگاہ
پہر پہین گاہ گاہ حالت جذب مین ہندی اشعار نظم کیا کرتے تھے پنتی تخلص تھا یہ کبت اُنکے کلام
سے ہے

کبت

جاون نہیہ لگو ہر سون تا دن کا ہے نہین ہٹ کی
اتو رس رہوم ہی رہوم بدھو سدھ ہو گئی کٹکی ٹپکی
باورے لوگ چوائی کرین نہین جانت پنتی تہا گھٹکی
مین ہاتھ بکانو گوپال کے اب ہون تو بہئی پتری نٹ کی

ان کی رحلت کے بعد **شاہ میم** جانشین ہوئے یہ وہی کشمیری بچہ تھا جو دکن سے اُن کیساتھ
آیا تھا بعد تربیت علوم ظاہری شاہ عبد الہادی سلطان العاشقین کی خدمت مین لائے آپ نے
طریقہ باطن کی تعلیم دی اور کرامات کے مراتبہ سے اُنکی کشایش ہوئی اسی وجہ سے شاہ میم خطاب پایا
گیا یہ شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ سیرت عقل مجسم شاعر خوش محاورہ اور ناظم و فقیہ رس تھا

امرا و زمانہ بہت تعظیم کرتے اور صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے نواب نظام الملک آصف جاہ خدیو دکن سر و قد تعظیم دیگر مسند چھوڑ دیتے تھے اور جب تک شاہ میمن رہتے کسی سے بات نہ کرتے نواب فخر الدین خان وزیر عہد بھی تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور مشایخ دہلی کو حساب دوستان در دل کا مضمون تھا سنہ ۱۱۵۰ ہجری صلعم میں رحلت کی انکا دیوان ضخیم اور مثنوی فارسی نہایت بامزہ تھی افسوس کہ انکے لڑکوں نے کلیات تلف کر دیا حکیم عنایت حسین مارہروی مصنف آثار احمدی و کاشف الاخبار وغیرہ نے متفرق جگہ سے کچھ نظم آبداران کا تلاش کر کے کتاب مذکور میں نقل فرمایا ہے ہم اُس سے اقتباس کر کے یہاں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں

غزل

چہ می پرسی زمن ای دانش آرا در چہ تدبیرم
جنونِ تازہ پیدا کردہ ام وز فکر زنجیرم

مکش در دسرا ے خواش غافل بہر تحریرم
زبے تابی ورق پارہ خواہد کرد تصویرم

چہ سان از حلقۂ بزم طرب بیرون کشم پا را
کہ از موجِ صدا ے تار طنبورست زنجیرم

باغوشِ تو تا خود را رسا ندم دور تر گشتم
کمان داند بلے در عاشقی ہمطاع تیرم

بخوابم شد میسر وصلش از بیدار بختیہا
ہنوز از ذوق ہم آغوشیش با خود بخلگیرم

مفصل میم از کثرت پے اظہار خود آمد
کلام اللہ وحدت را نمی دانی کہ تفسیرم

یہہ غزل شاہ عبد الہادی کے ماتم میں بطور مثنیہ لکھی ہے

غزل

بدہ زدست چو پروانہ مطلب خود را
بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلب خود را

کجاست داغ جگر بے تو ہیچ می دانی
چو لالہ غرق بخون کردہ ام شب خود را

حلاوتِ دم تیغ تبسمش یاد است
ہنوز زخم دلم مے مکد لب خود را

بحرف لب مکشا میم در ادب گہ عشق
بہ آہ و نالہ ادا ساز مطلب خود را

غزل

پر یادہ شد ز مستی چشم تو جام ما
روشن چو صبح گشت ز روئے تو شام ما

مطرب بیاد تازہ غزل را بہ طرح ساز		سوزد مگر صدائے نے این نَے نوائے ما
روزیکہ فال منصب دیوانگی زدند		افتاد قرعۂ غم عشقت بنام ما
در دام ہیچکس نشود صید لاغرم		صیاد گشتہ است ہمین صید دام ما

از جام صاحب البرکات است میم مست	
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما	

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تذکرۂ ید بیضا مین یہ ابیات ان کے درج کئے ہین ؎

چنان گرفت تعلیم از نگاہ مست او تیرش	؎	کہ بوئے بادہ می آید ز خون زخم نخچیرش
آنکہ از دیوانگی مست و خرابم کردہ است	؎	حلقۂ زنجیر از موج شرابم کردہ است
خواستم دست ز صحرائے جنون بردارم	؎	خار دامان بگرفت آبلہ در پا افتاد

شاہ عاجز مارہروی باپ کا نام محمد عاقل اور محمد معظم ان کا اصلی نام تھا محمد زین خان برادر خرد حافظ محمد نظام حیوری مارہروی کے پوتے تھے درویش باکمال و صاحب وجد و حال تھے آغاز شباب مین بر نہجوتی خضر طالع حلقہ ارادتمندان حضرت صاحب البرکات مارہروی قدس سرہ مین داخل ہوئے اور بسعی حضرت سید شاہ آل محمد طریقہ باطن کی تعلیم پائی بڑی استقامت کے ساتھ اس راہ دشوار گذار مین قدم رکھا ایک مدت حالت سکر و مدہوشی طاری رہی صحرا و بیابان اور گنج و ویرانہ مین زار و نزار برہنہ و سرشار پھرتے رہے اپنے حال تباہ پر شاد خویش و بیگانہ سے آزاد رہے ؎

تا غرت شد آشنا نا آشنا شد آشنا		آشنا نا آشنا نا آشنا شد آشنا

ایک روز غرقی لنگوٹہ باندھے ہوئے جنگل سے ستانہ وار آکر گوشہ صحن مسجد خانقاہ مین بظاہر مست و لایعقل اور باطن مین ہوشمند و عاقل بیٹھ گئے حضرت صاحب البرکات نے قریب جاکر فرمایا یہ بھی کلانہ بدون بچہ ایک مثل ہے جو نٹ بازنٹ بازی کے وقت آپس مین کہا کرتے ہین اس کے سنتے ہی شاہ عاجز مثل مرغ بسمل تڑپنے اور سر پٹخنے سے پھوڑنے لگے اور بے تاب

ہوگئے اللہ اللہ ۵

گہے سنگے بسر گہ سر بہ سنگے می زند عاشق	سر شوریدہ را آری سر کار انچنین باید

بالجملہ بعد ریاضات شاقہ مرشد کی عنایت سے اوس شور وشیون مین سکون ہوا رفتہ رفتہ سلوک مین آئے اور ممتاز بلباس صوفیہ ہوئے حضور مرشدی نے شاہ عاجز خطاب پایا جاروب کشی مزار فائض الانوار حضرت سید عبد الجلیل قدس سرہ جدّ بزرگوار حضرت صاحب البرکات مین عمر گذاری شجاعت خان افغان نواب محمد خان نجیب کیطرف سے عہدۂ نظامت محال مارہرہ وغیرہ پر ممتاز اور امیر مخیر و مافیض تھا اُس نے مصارف شاہ عاجز کے لئے زمین سیر حاصل اور کچھ نقد یومیہ نذر مقرر کر دیا تھا انکو کچھ کسی کی پرواہ نہ تھی جملہ تعینات وتقیدات سے بری تھے ۱۲۱۷ھ ہجری مین وفات پائی۔

عظیم الدین بن محمد اعظم باشندہ مارہرہ عمر خان شہید خلف الصدق خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی نسل سے چھٹی پشت مین بزرگ کامل ذاکر و شاغل صاحب دل واہل معرفت تھے

نقل ہے کہ نظام الدین ان کے بیٹے جبلیۂ نوکری کلکتہ مین مقیم تھے کسی نے خباثت یا مضحکہ سے اُن کے مر جانے کے خبر بھیجی گھر مین ہنگامہ ماتم اور شور وشیون برپا ہو گیا جب رونے پیٹنے کی آواز ان کے کان تک پہونچی کہا خیر تو ہے رونے کیون ہو سبب بیان کیا گیا فرمایا اوس کی مدت عمر مین ابھی تیس برس باقی ہین پیش از مرگ واویلا کیون کرتے ہو تھوڑے عرصہ مین معلوم ہو گیا خبر غلط تھی وہ بفضلہ تعالیٰ تندرست وزندہ ہین اور بعد اس واقعہ کے ٹھیک تیس برس اور جیئے ان حضرت نے ایکسو بیس برس کی عمر پائی دو فرزند چھوڑے رحیم الدین ونظام الدین یہ دونون مارہرہ سے بانس بریلی جا رہے رحیم الدین کے بیٹے امام الدین کا ہم اغنیا کی فہرست مین ذکر کرینگے نظام الدین جنکی شادی نواب صواب اندیش خان میرٹھی کی پرپوتی کے ساتھ ہوئی تھی اون کے فرزندون مین سے تاج الدین سکونت پذیر بریلی رہے اور بصلہ خیر خواہی ایام غدر ۱۸۵۷ء گورنمنٹ انگریزی سے خلعت وانعام پایا انکی وفاداری بہادری وخیر سگالی کے ثبوت مین حکام کے

انگریزی سارٹیفکٹون کا ترجمہ اردو درج ذیل کیا جاتا ہے تاج الدین مراد آباد گنگا کشتیون کا داروغہ تھا ۲۱ مئی ۱۸۵۸ء کو دو ہزار غازی آئے جن کا سرگروہ بہادر خان رامپور کی کوتوالی کا ایک برقنداز تھا میرے مار ڈالنے کا ارادہ کرنے کے بعد کالکا سنگھ سپاہی انتیسوین رجمنٹ (ان آئی) نے اوس کو مار کر گرا لیا اور تاج الدین نے اپنی تلوار سے اُس کے گلے پر دو زخم پہونچائے بہادر خان ان زخمون سے بچ گیا اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتک رامپور مین ہے تاج الدین نے اس موقعہ پر بہت اچھی طرح کام کیا مین امید کرتا ہون کہ ہر ایک برٹش حاکم اوس کی قدر کریگا کیونکہ اگر غازیون نے دریا عبور کر لیا ہوتا تو مراد آباد کا شہر لُٹ جاتا اور اس میں شک نہین کہ تمام یوروپین عیسائی مارے جاتے ۔ دستخط

جی ۔ سی ۔ ولسن کمشنر بکار خاص کمپ مراد آباد

۲۵ ۔ اکتوبر ۱۸۵۸ عیسوی

دیگر سارٹیفکیٹ تاج الدین دریائے رام گنگا کی کشتیون کے پل کا مراد آباد مین داروغہ ہے ۲۱ مئی ۱۸۵۸ء جبکہ دو ہزار غازی بہادر خان کے گروہ مین شامل ہوکر مراد آباد پہونچے اور مسٹر کجار ڈالنے کا ارادہ کیا تاج الدین نے سرگروہ کی گردن پر تلوار سے دو زخم پہونچائے جبکہ انتیسوین رجمنٹ کے ایک سپاہی نے اوسکو گرا دیا تھا یہ کام وقت اور موقع کے لحاظ سے بہت تعریف کے لایق ہے اور مسٹر ولسن نے اس کا بہت کچھ اثر سمجھا ۔

دستخط ۔ سی ۔ بی ۔ سانڈرس قایمقام کمشنر

اور حافظ سخرالدین و حاجی قمرالدین مقیم میرٹھ ہوئے ۔ ضیاء الدین حافظ معزالدین کا پوتا اسوقت علم انگریزی مین قابل ایم ۔ اے ۔ پاس اور فن ریاضی مین مشاق ہے اور محمد شیرالدین ابن حاجی قمرالدین بن نظام الدین جس کا سلسلۂ نسب ننہیال کی طرف سے نواب نصیر اندیش خان تک پہونچتا ہے نہایت ہوشمند نیک خیال زمانہ شناس ملک و قوم کی خدمات مین انتہا درجہ تا پہ جوش اسی دھن مین اپنی ہستی کو مٹائے عافیت کو برباد کئے ہوئے دیکھنے مین بہت ہی

بے تکلف پرلے درجہ کا سید ہا سادہ پر نہایت ہی آزادہ حب قومی مین دلدادہ ہر دلعزیز سب کا پیارا غرض عجیب وغریب شخص ہے نہ اپنے خاندان بلکہ تمام قوم مین اپنے اوصاف خاص مین غریزالوجود اور اپنا آپ ہی نظیر ہے باوصف نخافت وقصر قامت پر دماغ بلند خیال عالی ہمت ہر کہ بقامت کمتر بقیمت بہتر اس فقرہ کا پورا مصداق گرہ مین کوڑی نہ پیسہ پر بہبود قومی کے بڑے بڑے کامون کی انجام دہی اور بہاری سے بہاری بوجھ اوٹھا لینے مین نہایت دلیر (اٹاوہ) مین مسلمان بچون کی تربیت وتعلیم کے لئے ایک مدرسہ تعلیم مذہبی اور انگریزی انٹرنس تک قومی چندہ سے قایم کیا اس کے واسطے ایک عالیشان عمارت کی بنیاد ڈالی جو اپنی وضع ترکیب نقش ونگار مین عمارات قرطبہ واندلس کی یادگار ہے توکل پر کام چل رہا ہے اور خوب چل رہا ہے مسلمانون کے افلاس اور مالی حالت کی خرابی جب دیکھتے دیکھتے نہ رہا گیا ایک انجمن تجارت موسوم بہ (کمپنی افزائش نسل مویشیان) اٹاوہ کے ضلع مین متفقہ قوت سے قایم کی پر اتفاقات وقت سے اسی سال قحط پڑ گیا وہی مثل صادق آئی کہ (سر منڈاتے ہی اولے پڑے) دانہ چارہ میسر نہ آیا مویشی مر گئے کاروبار برہم اور لایا لگایا سب برباد ہو گیا ملاک کے نفع کی غرض سے اہل وطن کو دیسی کپڑا کے استعمال کی طرف توجہ دلائی وباغراض ترقی ساخت اشیاء ہندوستانی خصوص پارچہ دیسی انجمن ہمین صنعت ہند کی بنیاد ڈالی اس سے نفع بھی معتد بہ حاصل ہوا اٹاوہ کے جولاہے جو گزی گاڑھے کے سوا کچھ نہ بنا نجانتے تھے عمدہ عمدہ پوشاکی کپڑے بننے لگے جس کو شوق سے پہنتے اور خرید کرتے ہین دریان بھی اٹاوہ مین ایسی نفیس طیار ہونے لگین کہ نمائشگاہون مین رکھی جاتی ہین اور انعام ملتا ہے۔ خود ولایت کے دلپسند اور تن زیب کپڑون کا پہننا قطعی چھوڑ دیا ایک مدت دراز (نجم الاخبار) کا ایڈیٹر رہکر نہایت راستی اور سچی آزادی سے اپنے فرائض منصبی کو ادا کر کے شہرت عام پائی بعد بند ہو جانے نجم الاخبار کے اپنے ذاتی سرمایہ سے اخبار البشیر جاری کیا جو نہایت تہذیب ومتانت داعلیٰ درجہ کی علمی واخلاقی وتعلیم قومی وغیرہ کے عمدہ مضامین سے مملو ہوتا ہے اور اسلامی اخبارات مین نہایت مفرد وقیع ہے غرض

قوم کی ذہن میں اس چھوٹے اسکیل کے سرسید نے وہ کام کئے ہیں جو بڑوں سے نہیں ہو سکتے ماورائے نظم و نثر فارسی اُردو انگریزی زبانوں میں لیاقت اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی رحمۃ اللہ سے شرف بیعت حاصل ہے فکر الٰہی خیالات نیک زبان گویا دل قوی ہمت بلند خدا اس ہونہار نوجوان کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور جمعیت صوری و معنوی عطا کرے ۱۸۵۸ء عیسوی سال پیدائش ہے خدا کرے کہ کم سے کم ۱۹۵۸ء تک کامیابی کیساتھ اور جیئے۔

شاہ غلام غوث بن ملا محمد رضا ان کے اجداد باشندہ گوالیار تھے شیخ رزق اللہ ان کے پردادا نے بسبب اتحاد برادری مارہرہ میں سکونت اختیار کی شاہ صاحب درویش خوش اوقات تھے اوستاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لباس درویشی سے ممتاز ہوئے ہمیشہ مرشد کے حضور میں رہے بڑے عابد زاہد مرتاض صاحب اوراد و وظائف تھے علم دعوت اسماء کبیر و ہندسہ میں کمال مہارت پائی تھی خانقاہ معلی میں جو وارد صادر ہونا اوس کی طعام رسانی کی خدمت انہیں سے متعلق تھی۔

محمد بہلول خان شہباز خان بن مدار خان ملتانی مارہروی کے پوتے تھے حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے مرید و مستفید ہو کر کسب طریقہ باطن کیا اکابر وقت اور اہل اللہ سے تھے۔

ذکر علمائے شریعت

علامۂ زمان مفتی جمال الدین المخاطب بہ مفتی جمال خان دہلوی

سلطان المحققین شیخ نصیر الدین کے بیٹے اور امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین قدس سرہما کے پوتے تھے اپنے پدر بزرگوار شیخ نصیر الدین اور اپنے بھائی میاں لاڈن کے شاگرد اور اپنے وقت کے علماء میں سب سے بڑے اور مشہور عالم تھے صاحب منتخب نے علماء عہد اکبری میں ان کا مذکور کیا ہے علوم عقلی و نقلی خصوص فقہ کلام عربیت تفسیر میں کوئی انکا نظیر نہ تھا (شرح مفتاح)

پڑھے اکر کیا ہے اور (عضدی) کو جو ایک منتہی کتاب ہے چالیس بار اول سے آخر تک درس دیا ہے ہمیشہ افادۂ علوم فرماتے رہے کبھی امراء و سلاطین کے گھر نہیں گئے سب حکام عزت و احترام کرتے تھے اکثر شاگرد اون کے دانشمند و عالم متبحر گذرے ہین عمر ۹۰ برس سے متجاوز ہوگئی تھی ۹۸۴ھ مین رہگرائے عالم بقا ہوئے

جلال الدین اکبر بادشاہ کی تخت نشینی کو اسوقت کیس برس گذرے تھے ہمجنانی عمر طویل سے بادشاہ کا زمانہ دیکھا سلطان سکندر لودی ۷ شعبان روز جمعہ ۸۹۴ھ اٹھارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اُس ملکی صفات بادشاہ کی تخت نشینی اور اس فرخندہ فال فاضل کی پیدائش کا سیارک زمانہ قریب قریب تہا بادشاہ نے بروز یکشنبہ ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ۲۸ برس پانچ مہینہ حکمرانی کرکے عالم جاودانی کی سیر کی اُسوقت اُن کی عمر کم و بیش تیس سال کی ہوگی جس سے ظاہر ہے کہ کمالات علمی سے بہرہ وافی و فراغ کلی حاصل کر چکے تھے بادشاہ موصوف و ابراہیم لودی و بابر و ہمایون و شیر شاہ و اکبر بادشاہ کیوقت مین دار الخلافت دہلی کے مفتی و محترم بارگاہ سلاطین رہے ۔

صاحب تتوی نے سلیم شاہ کے حالات مین بضمن واقعات شاہ محمد دہلوی لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے اس قضیہ کی تحقیقات کیواسطے مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کو جو شیخ الاسلام و صدر الصدور تھے دہلی روانہ کیا اور فرمان بھیجکر اُسی زمانہ کے اکابر دشاہیر علماء کو شمل میان حاکم سنبھلی اور میان جمال خان مفتی وغیرہم کے ہر طرف سے بلوایا ۹۵۶ھ کا یہ واقعہ ہے منتخب سے مستنبط ہے کہ شیخ عبد اللہ طلبنی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلبنی سنبھل مین سکندر لودی کے وقت کے علماء مین بڑے عالم تھے جب ملتان تباہ ہوگیا یہ دونون ہندوستان آئے انہین دونون نے علم معقول کو اس ملک مین رواج دیا پہلے فقط شرح شمسیہ و شرح صحائف کا منطق و کلام مین یہان رواج تہا استادون سے سُنا ہے کہ شیخ عبد اللہ کے شاگردون مین چالیس سے زیادہ عالم متبحر ہوگئے تھے میان لاڈن و میان جمال خان دہلوی بھی اونہین مین سے تھے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونون بہائیون نے منطق و کلام کی تکمیل اُنسے کی ہوگی سکندر شیخ عبد اللہ

کے درس مین اکر چپکا گوشہ مین بیٹھ جاتا تاکہ طالب علمون کا ہرج نہو جب مولانا فارغ ہوتے سلام کرتا اور پھرون آنکی خدمت مین بیٹھا رہتا صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ ملا جمال خان دہلی کے مفتی دانشمندان وقت سے تھے معقول مین تبحر تھا معقول بھی خوب جانتے تھے عمر دراز درس مین مشغول رہے

بندۂ اکرم فیض احمد جامع اوراق ہذا کہتا ہے جس طرح ان کے اسلاف کرام دانائے اسرار شریعت وطریقت تھے اون کے اخلاف ستودہ اوصاف بھی ماہر علوم وفنون ومعزز روزگار رہے اس انگریزی حکومت تک بھی انکی نسل مین نامی گرامی فاضل موجود تھے چنانچہ اسی سلسلہ مین انکا ذکر کیا جاتا ہے مفتی جمال خان کے بیٹے **مولانا رکن الدین** معقول ومنقول مین عالی پایہ وبلند منزلت تھے جملہ علوم اپنے پدر بزرگوار سے تحصیل کے پھر قاضی نور اللہ[۵۱] شوستری سے تکمیل کی بعد انتقال پدر دہلی کے مفتی مقرر ہوئے اُن کے بیٹے **شیخ ہاشم المخاطب بہ ہاشم خان** عالم باعمل اور فن سپہگری مین کامل تھے نورالدین جہانگیر بادشاہ کے وقت مین دو ہزار پانصد ذات ودو ہزار پانصد سوار انکا منصب تھا انکے بیٹے **شیخ سلطان** اون کے بیٹے عبد الغفور خان اونکے بیٹے عبد المجید خان ہوئے ان حضرات کا حال اس سے زیادہ نہین معلوم ہو سکا

صاحب عالم بزرگوار اور شاہی عہدہ دار تھے عبد المجید خان کے بیٹے **محمد اعظم الدین خان مخاطب بہ عماد الملک** عالم متبحر اور فقیہ معتبر تھے محی الدین عالمگیر بادشاہ کے اخیر زمانہ مین شاہزادۂ محمد اعظم[۵۲] بادشاہ کے پاس لاہور کے قاضی (جج) مقرر ہوئے شاہزادۂ خود فاضل علم دوست وقدردان علما تھا خصوصیت پیدا ہوگئی اخیر مین محمد معظم کو مذہب اثنا عشریہ کی طرف میلان خاطر ہوگیا تھا اور دل سے چاہتا تھا کہ اس مذہب کا رواج ہوجائے اگرچہ زمانہ کی رفتار نے علانیہ بر سر محراب ومنبر اوس کے مناسک ادا کرنے کی جراءت نہین دلائی

---

[۵۱] قاضی نور اللہ شوستر کے رہنے والے سید عالی نسب وعلماء متکلمین شیعہ سے تھے ہمایون واکبر کے زمانہ مین ہندوستان آئے لاہور کے قاضی مقرر ہوئے عہد جہانگیر ۱۰۱۹ھ مین قضا کی ۱۲ [۵۲] محمد معظم ۱۰۵۳ھ مین پیدا ہوا لفظ محمد معظم مین سال ولادت ہے ۱۱۱۸ھ مین تخت پر بیٹھا اور ۱۱۲۴ھ مین مر گیا قطعہ وفات کا یہ آخر شعر ہے شعر

	فیض وفضل ونعمت وعدل وکرم	در وفاتش بے سر وبے پا شدہ

اور نہ خود مختار بادشاہ ہونے کے بعد سلطنت کے جھگڑوں اور مرگ کے قضیہ نے اتنی مہلت دی کہ اپنی اس راہ پر کامیاب ہو سکتا وہ اس کی چھیڑ چھاڑ اور سباحتہ کیا کرتا تھا اسی زمانہ میں محمد اعظم الدین خان نے یہ مذہب اختیار کر لیا بادشاہ کے دل میں زیادہ جگہ ہوئی اقتدار بڑھ گیا صوبۂ ملتان اور بعد میں صوبۂ لاہور اون کی جاگیر ہوئی پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا منصب پایا اور عماد الملک خطاب ملا اون کی اولاد ہنوز قصبہ مرویہ ضلع مراد آباد میں بعزت و اعتبار آباد ہے اونمیں کثیر ذی علم و قابل طبیب گذرے ہیں پابندی مذہب اثنا عشریہ اب تک اونمیں باقی ہے شیخ سلطان بن شیخ ہاشم کے دوسرے بیٹے **شیخ حسام الدین** عالم باعمل مفتی و پرہیزگار عہد شاہجہان بادشاہ میں دہلی کے مفتی تھے اون کے بیٹے **مفتی ابوالبرکات** اولاً دہلی کے مفتی تھے پھر سن ۳۰ جلوس اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ میں دار الخلافۃ دہلی کے قاضی (جج) ہو گئے فتاوی عالمگیری کے جمع کرنے میں یہی شریک تھے اور (فتاوی مجمع البرکات) خاص اون کی تصنیف سے قریب آٹھ سو ورق کے حجم کے ایک ضخیم کتاب ہے جو محی الدین عالمگیر کے عہد ہمایوں میں تالیف اور نویں ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ کو بمقام دار الخلافۃ شاہجہان آباد ختم ہوئے ان کے تفقہ و تبحر علمی کے ثبوت کے لئے یہ فتاوی دلیل کافی و برہان وافی ہے ان کے بیٹے **مفتی محمد دولت** محمد شاہ و احمد شاہ و عالمگیر ثانی کے عہد میں دہلی کے مفتی جامع فروع و اصول و عادی معقول و منقول و ماہر علم تصوف تھے (تذکرۂ آسیات) میں میر محمد حسین دہلوی نے لکھا ہے کہ (خواجہ میر درد) نے درس مثنوی معنوی مولانا روم کا کئی مہینہ انہیں سے حاصل کیا تھا ان کے دو بیٹے تھے **مفتی فقیہ الدین و مفتی عزیز الدین** دونوں عالم عامل و دانشمند کامل عزیز الدین اخیر عہد عالمگیر ثانی و شاہ عالم[۲] بادشاہ میں دہلی کے مفتی ہوئے ان کی جاگیر پر گنہ میر گنج و

---

[۱] غرہ محرم ۹۹ھ میں پیدا ہوا شاہجہان ۱۰۳۸ھ میں تخت پر بیٹھا ربیع الآخر روز پنجشنبہ ۱۰۶۸ھ بیدردی سے قتل کیا گیا وقت قتل یہ شراب کی زبان سے جاری تھا [۲] مراظلم کش بتی طریق دادین بود بزیادہ خاہی حسن توام مرا دین بود ۱۲ ۵۲ ۳۵ - جمادی الاول ۱۱۳۱ھ ہجری پیدا ہوا [۳] جمادی الاول ۱۱۷۳ھ ہجری تخت نشین ہوا غلام قادر خان نجیب بادی نے اسے اندھا کر دیا تھا ۱۲۰۲ھ میں انتقال کیا ۱۲ -

پرگنہ بھیڑی ضلع بانس بریلی کے سوسوگانون تھے حافظ رحمت خان کے دور حکومت مین سب ضبط ہوگئے بڑی دقت وخرابی سے موضع (دگمریا بھگت) پرگنہ میر گنج وموضع (عمرپور) پرگنہ بھیڑی واگذاشت کیا دہلی مین انتقال ہوا اور مقبرہ مخدوم شیخ سماء الدین جد اعلی اپنے مین مدفون ہوئے

مولوی حاجی ابوالبرکات رکن الدین محمد المعروف بہ تراب علی لکھنوی

بن شجاعت علی بن مفتی فقیہ الدین بن مفتی محمد دولت عالم متشرع وفاضل ستورع واقف دقایق علوم عقلی ونقلی کاشف اسرار خفی وجلی جامع برکات منبع حسنات زائر حرمین شریفین فاضل اجل ومشاہیر علمائے عصر سے تھے اُن کی تصنیفات عالیہ اور تالیفات کثیرہ جو یادگار زمانہ ہین اُن کے تبحر علمی اور ملکات فاضلہ کی پوری دلیل ہین (عجالۃ الدقیقہ فی المسائل العقیقہ) اور (قول الصواب فی المسائل الخضاب) دو مختصر وجامع رسالہ فارسی عبارت مین بندہ آنحم جامع اوراق ہذا کے پاس موجود ہین اور چھپ کر شایع ہوگئے ہین۔ رسالہ عقیقہ ۱۲۵۶ھ ہجری مین تصنیف ہوا ہے اور قول الصواب بروز دوشنبہ تیسری رجب ۱۲۶۰ھ جبکہ حضرت مصنف حرمین شریفین سے مراجعت فرما بندر بمبئی مین تشریف رکھتے تھے معرض تحریر مین آکر دعائے عالم ہوا۔ مولانا صاحب کی سکونت لکھنو مین تھی جب نادرشاہی ہولئے اور سلطنت مین تباہی آئی علم وہنر کی قدردانی نرہی اس خاندان ذیشان کے کل اصحاب ورنیز دیگر بزرگان قوم دہلی سے جو ایک باغ خزان رسیدہ تھا ٹوٹکر مثل مرغ گم کردہ آشیان متفرق ہوکر لکھنو۔ امروہہ وغیرہ جا بسے مولانا اباً عن جد احنفی المذہب سنۃ والجماعۃ تھے۔

ملا ہاشم صاحب طبقات اکبری لکھتے ہین کہ علوم عقلی ونقلی کے ماہر تھے لیکن افسوس ہے کہ مؤلف موصوف نے امراء علماء حکماء فقراء شعراء وغیرہ عہد شاہنشاہ اکبر کے تفصیلی حالات لکھنے مین کوتاہی کی ہے صرف نام بتادیئے ہین کسی کے نام کے ساتھ نہایت ایجاز واختصار سے چند الفاظ لکھدیئے ہین۔

شیخ نورالدین وشمس الدین خان باشندہ لاہور تھے صاحب طبقات اکبری نے

فہرست علماء عہد جلال الدین اکبر بادشاہ مین انکا شمار کیا ہے۔ **میان احمد خان دہلوی** بزرگان قدیم سے ہین صاحب صولت افغانی نے بضمن حالات نورالدین جہانگیر بادشاہ انکا مذکور کیا ہے اور بلقب فضیلت شعار سلالۃ الابرار یاد کیا ہے انہی کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ فن تاریخ مین (اخبار احمدی) انکی یادگار کتاب ہے جسمین جہانگیر کے حالات قلمبند کئے گئے ہین۔

مفتی محمد اکرم خان دارالخلافۃ دہلی کے مفتی و قاضی و حافظ قرآن و نافذ فرمان لشکر حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی تھے فقہ و پابندی شریعت مین انکا جواب نہتا انتہا درجہ کے خوش اخلاق و شگفتہ خاطر تھے بادشاہ کو ان کے ساتھ خاص عقیدت اور نظر لطف تھی امرا شاہی سب بہ نیاز پیش آتے تھے خصوصاً (خواجہ عنبر) کو جو نہایت منظور نظر شاہی تھا بسبب شاگردی مفتی صاحب کے ساتھ بہت ہی وابستگی تھی چنانچہ ایک مرتبہ بادشاہ نے براہ مزاح و طیبۃ فرمایا (مفتی محمد اکرم عنبر بار کمبو کردہ) مدت العمر انہین عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہے لشکر شاہی کے ساتھ اثنائے سفر مین انتقال کیا چنانچہ مرزا محمد ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری مشہور بہ عالمگیر نامہ مین بذیل واقعات سال ۲۹ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۱۶ھ ہجری لکھا ہے کہ شانزدہم رجب ۱۶ سہ چہل و نہ بعزیمت طرف بہادر گڈھ پائے اقبال برتخت آسمان شال گذاشتند بقیہ این ماہ شعبان در قطع مسافت بسر آمد در اثنائے راہ قاضی اکرم خان رامدعی بمحکمہ فنا کشید در فقاہت و دیانت نظیر ندارشت باوجود کبر سن گل شگفتگی از دامان حالش مے ریخت بندگان حضرت از پایہ شناسی فقاہت و مرتبہ سنجی دیانت بعد فوتش بلفظ (اعلم مرحوم) یادمی کردند۔

قاضی محمد یٰسین اپنے زمانہ کے معظم مقتدا اور مقدس بزرگ (دہول پور) کے قاضی (جج) تھے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خود اُن کے مکان پر جاکر انسے ملا اور دیر تک ہمکلام رہا اُن کے کمالات و تقدس سے محظوظ ہو کر شکر خداوندی بجالایا کہ میرے اس وقت مین بھی ایسے ستودہ خصال و پاکیزہ خیال لوگ موجود ہین ؎

؎	آسمان سجدہ بر دو پیش زمینے کہ در و	.	یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند	

قاضی صاحب کے دو بیٹون مین محمد اویس لاولد رہے محمد دلیر کے تین پسر زندہ ہوئے محمد یسین پہلے بیٹے اُن کے نہایت خلیق و باعظمت و شان تھے نواب خیر اندیش خان میرٹھی کی دختر بلند اختر سے اُنکی شادی ہوئی تھی۔ محمد حفیظ اُن کے بیٹے صاحب دانش و اقبال تھے مدت العمر (پورینہ) وغیرہ اکثر محالات شرقی صوبہ بہار کی حکومت پر مامور رہے اور جمعیت و اقتدار کے ساتھ بسر کی محمد رشید پسر دوم محمد دلیر نے نسل پسری نہین چھوڑی تیسری فرزند محمد دلیر کے عبداللطیف تھے اُن کے بیٹے غلام معین الدین روہیلون کے عہد حکومت سے (قصبہ آنولہ) ضلع بدایون مین آرہے تھے اُنکی اولاد اب (قصبہ مارہرہ) مین آباد ہے۔

قاضی عبدالواحد نبیرۂ شیخ عجائب سنبھلی فاضل درس سنبھل تھے بعد کسب کمالات وحصول فضائل علمی بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر منصب قضا (قصبہ سورون[1]) کی سند حاصل کی اور تاآخر عمر وہین رہی پیدایش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن جن بزرگون کے یہ ہمعصر ثابت ہوئے ہین اُس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانہ مین تھے اونکے خلف ارشد **قاضی محمد امجد** نے استحقاقاً باپ کی جگہہ پائی اور منصب جلیلہ کے کام کو قابلیت و عمدگی سے انجام دیا مدت سی ریاست اور اقتدار پیدا کرلیا تھا انکی شادی عرخان شہید کے قبیلہ مین بمقام مارہرہ ہوئی تھی۔

فضیلت دستگاہ حقایق آگاہ مولوی حافظ محمد نصر اللہ خلف الرشید شیخ ہدایت اللہ ابن محمد خان آٹھ واسطون سے حضرت مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہ العزیز کے ساتھ انکا سلسلۂ نسب ملتا ہے (مارہرہ) انکا مسکن تھا اوستاد المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی کے مرید اور سلطان المجوبین سید شاہ حمزہ کی خدمت سے مستفید اور جناب ممدوح کے یاران خاص

---

[1] سورون قصبہ مارہرہ سے نوکوس جانب شمال گنگا کے کنارہ پر ہندؤون کا تیرتھ گاہ ہے بنگال دکن راجستان کے دور و دراز ملکون سے ہندوستان کے واسطے آتے ہین بڑا میلہ لگتا ہے لاکھون آدمی جمع ہوتے ہین ایٹہ کا ضلع اور اکبرآباد کی کمشنری ہے ۱۲

واصحاب بااختصاص سے تھے تزکیہ قلب وتصفیہ باطن وجامعیت علوم واہتمام شریعت و حفظ اسرار طریقت مین عجیب وغریب شان پائی تھی ابتداے سے علوم کا شوق تھا صغرسنی کے تعلیم وتربیت کے بعد مولوی محمد باقر ومولوی محمد نجات مشرقی سے علوم عقلی ونقلی کی تحصیل وتکمیل کرکے تبحر حاصل کیا۔ پھر بالتزام خدمت مرشد سبق باطن مین مشغول ہوئے اخیر عمر مین کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا شوق ہوا اور تھوڑے ہی دنون مین یاد کرلیا پچاس برس کامل خانقاہ معلی مین درس دیا اور احیاء علوم کیا اکثر فضلاء عصر کو آپ سے تلمذ تھا قدوۃ العارفین سید شاہ حقانی وزبدۃ الواصلین سید شاہ آل احمد عرف حضرت اچھے صاحب وسید آل برکات شہرے صاحب قدس اللہ اسرارہم علوم ظاہری مین آپ کے شاگرد ہین۔ عربی وفارسی مین شیرین رقم اور نہایت زودنگار تھے قریب تین سو جلد ہر علم مین اُن کے دست وقلم کے لکھے ہوئی کتب خانہ (برکاتیہ) مین موجود ہین اور اس کا فیض اہل مطالعہ پر جاری تہا اسی طرح تمام عمر درس علوم دینی وافادہ خلق ویاد الٰہی وطاعت وعبادت وحفظ اوقات وفیض صحبت حضرت سلطان المحبوبین سید شاہ حمزہ مین جمعیت ظاہری وباطنی کے ساتھ بسر کی اور عمر گرانمایہ سے خوب حظ اوٹھایا رعب ووقار آپکا غالب تہا امراء سروقد تعظیم دیتے علماء ومشائخ سب واجب التعظیم سمجھتے اور خویش وبیگانہ باادب پیش آتے تھے ۷ جمادی الاوّل ۱۱۹۵ھ ہجری بعد نماز عشاء مسجد خانقاہ معلی مین مرض فالج عارض ہوا اوسی مہینہ کی ۱۹ تاریخ کو رحلت فرمائے عالم قدس ہوئے سرسٹھ برس کی عمر پائی (مارہرہ) اپنے وطن اور اپنے اسلاف کے خطیرہ مین دفن کئے گئے جناب سلطان المحبوبین تا ایام حیات شریف ہر تقریب اور ہر موقعہ مولانا کو یاد فرماتے رہے اور چونکہ حضرت نماز پنجگانہ مولانا کے پیچھے پڑہا کرتے تھے اکثر ارشاد کرتے کہ مولوی کے ساتھ لطف نماز ہے جاتا رہا اللہ اللہ اس مضمون کو جو جانے وہی جانے حکیم عنایت حسین (مؤلف ریاض احمدی وآثار احمدی وغیرہ) نے جو مولانا کے پوتے تھے تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکھا ہے۔ ؎

آن مجمع فیض و فضل مولوی نصر اللہ	کو بود بعہد خود امام علماء
ناگہ شب ہفتم جمادی الاول	فالج پیدا نمود بعد عشاء
آخر بہمان ماہ شب نوزدہم	رحلت فرمود او ازین دار فنا
تاریخ وفات او خرد گفت زدرد	ایوائے ستیان علم افتادہ زپائے

۹۵

مصرعۂ اخیر سے بے کم و کاست سن رحلت نکلتے ہیں۔ مولانا نے صرف ایک فرزند رشید چھوڑا۔

شیخ فتح اللہ انکا نام تھا نہایت ثقہ متقی پرہیزگار دانشور خوش تدبیر اخلاقمند معزز موقر ذاکر شاغل صاحب مراقبہ مرید حضرت سید شاہ حمزہ و مستفیض خدمت حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب مارہروی کے تھے اونہون نے بہتر برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول نصف شب ۱۲۳۳ ہجری کو مثل پدر عارضہ فالج مین مبتلا ہوکر بآگاہی دل مثل صلحا اس جہان سے سفر کیا تاریخ وفات یہہ ہے

محسن عصر شیخ فتح اللہ	بود کو مرد اہل صدق و یقین
سن ہزار و دو صد سہ و سی سال	ہم بشہر وفات سرور دین
رفت ناگہ زتنگنائے جہان	بریاض جنان شگفتہ جبین
دل برآورد نعرہ تاریخش	باصدا ہائے درد و صوت حزین
از سر گریہ و جزع گفتا	جائے وے باد در بہشت برین

انکے بھی ایک ہی قابل فرزند تھے (حکیم عنایت حسین) جنکا ذکر ضرا طبا کی جماعت مین کیا جائے گا جامع مختصر ہذا کا پانچوین پشت مین مولانا کے ساتھ سلسلہ ملتا ہے۔

ماہر علوم خفی و جلی مولوی بزرگ علی بن حسن علی ساکن مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے دسوین پشت مین فاضل اجل و عالم اکمل تھے ہر فن مین کمال حاصل تھا ریاضی اعلیٰ درجہ کے جانتے تھے تقریر موثر و دلپذیر تھی بیان ایسا دلنشین و خاطر نشان اور بات کہنے وعظ و پند کا وہ دلفریب ڈھنگ تھا کہ سننے والون پر جادو کا اثر کرتا تھا کوئی بات کیسی ہی

خلاف طبع کیون نہو ممکن نہتا کہ آپ فرمائین اور مانی نجائے ورع خلق تواضع وقار متانت تہذیب فکر تدبر دانش حکمت مال اندیشی زمانہ شناسی اور فہمی جو چاہو سب ذات مبارک مین جمع تھا ابتداءً وطن مین کچھ پڑہا پھر بطور طلبہ شوق علم مین بحکم فالتشروفی الارض سیر و سیاحت کی اور بڑے بڑے فاضل لکھنؤ و کلکتہ سے تحصیل و تکمیل جمیع فنون کرکے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی خدمت بابرکت سے سند حدیث لیکر فاتحہ فراغ پڑہا اور ہندوستان کے نامور علماء مین ہوئے کچھ دنون بلدۂ اکبرآباد مین رہکر درس فرمایا اُن کے شاگرد اکثر دانشمند گذرے ہین ایک عالم ان کے فیض علمی سے سیراب ہے مولوی عبدالجلیل کولوی اور مفتی عنایت احمد شاہیر علمائے انہین کے سامنے زانوی تلمذ تہہ کیا تہا انگریزون کے طبقہ مین بھی ان کے شاگردون کی ایک جماعت کثیر تہی ہرچند کہ مولانا کے شاگردون مین سے اسوقت کوئی زندہ نہین رہا۔ الاشاگردون کے شاگرد اور اُن کے شاگرد صدہا علما موجود ہین جناب مولوی لطف اللہ صاحب مفتی عدالت العالیہ نظام حیدرآباد دکن مفتی عنایت احمد کے ارشد تلامذہ مین سے ہین اُن کے شاگردون سے پنجاب بنگالہ وغیرہ تمام ہندوستان بھرا پڑا ہے اور اون سب کی نسبت مولانا مرحوم تک پہنچتی ہے۔ مولانا نے ملازمت کے سلسلہ مین اولاً باصرار حکام انگلشیہ جنکو آپ کے ساتھ خصوصیت تھی عہدۂ جلیلہ منصفی کول علیگڈہ پر چند سے قیام فرمایا اوسکو اپنی حالت کے مناسب نہ سمجہہ کر بخوشی خود چہوڑ دیا حکام نے نہایت افسوس کے ساتھ استعفا لیا۔ نواب وزیرالدولہ والئی ٹونک نے بہ تمنا تمام اپنی ریاست مین قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دی اور قاضی القضات مقرر کیا عمر گرانمایہ نہایت عظمت و وقعت و خیر و برکت سے بسر کرکے گیارہوین شوال ۱۳۱۲ھ ہجری مین بمقام (ٹونک) انتقال کیا وہین مدفون ہوئے مصرعہ رحمت یزدان بروح وے شود۔ **تاریخ وفات ہے** کتاب عجالہ نافعہ و اثبات الحق تردید و مباحث مذاہب نصاریٰ مین بلغت فارسی نہایت فصیح و بلیغ مولانا کی یادگار ہے سخنگوئی آپ کے اوصاف مین شمار کرنا گستاخی اور آپ کے مراتب علمی

کی تحقیر ہے الاعفوان شباب و آغاز شعور مین کسب فضایل علمی سے پہلے بوجہ موزونی طبیعت جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ہم اُس مین سے چند اشعار تفریح خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کرتے ہین۔ وہو ہذا

بدل سوز و بلب آہ و بچشم زاری آیم
باین وارفتگی از کوچۂ دلداری آیم

مسیحے کز دم جان بخش او صد مردہ جان یابد
من خونین جگر از کوئے او بیماری آیم

بکف تیغ و بسر دستار گلگون بستہ می آید
پئے قتل کدامین عاشق دلخستہ مے آید

مرا آن جنت رخسار و آن چاہ زنخدان بس
تو با خود دار اے رضوان بہشت و کوثر خود را

باہل مدرسہ از من سلام این دو سہ تا کے
بآب تاک خواہم پاک شستن دفتر خود را

گر جلوہ او عام کند پردہ دری را
در شیشہ چو می جوش دہد ہمسر پری را

چون نور نظر جلوہ طراز است بچشمم
دلدار من آما چکنم بے بصری را

شوق یاد غیر کے در خاطر ما بگذرد
اینکہ در یاد کسے از خود فراموشیم ما

تے صبر ماند برجا اکنون نہ تاب مارا
اے بیمروت آخر یکرہ بیاب مارا

از بس عزیز بودم در چشم مردم اے شوق
بر خاک ریخت عزت چشم پر آب مارا

در بیکسے کجا ز کسان چشم ہمدمے
کز ضعف نالہ نیز نشد ہمنفس مرا

تا ہمان شعلہ گذر گرم از خاک مزار من
مدہ بر باد ظالم مفت این مشت غبار من

یار از من غیر را پرسید و جان دادم ز رشک
زہر قاتل شد بکامم شہد گفتار کسے

باش خوش ایدل کہ روزی مہربان خواہند شد
از برائے امتحانم ہست آزار کسے

من دادہ دل در عشق تو تو دستان کنیتی غزل اے تو مرا آرام جان آرام جان کنیتی

من ماندہ بے تاب و توان تو بیخبر غافل زان
اے مایۂ تاب و توان تاب و توان کنیتی

من جان بغم انداختہ در عشق تو دل باختہ
تو قدر من نشناختہ تا قدر دان کنیتی

از من ہمہ مہر و وفا از تو ہمہ جور و جفا
ہان اے وفا دشمن بگو از دوستان کنیتی

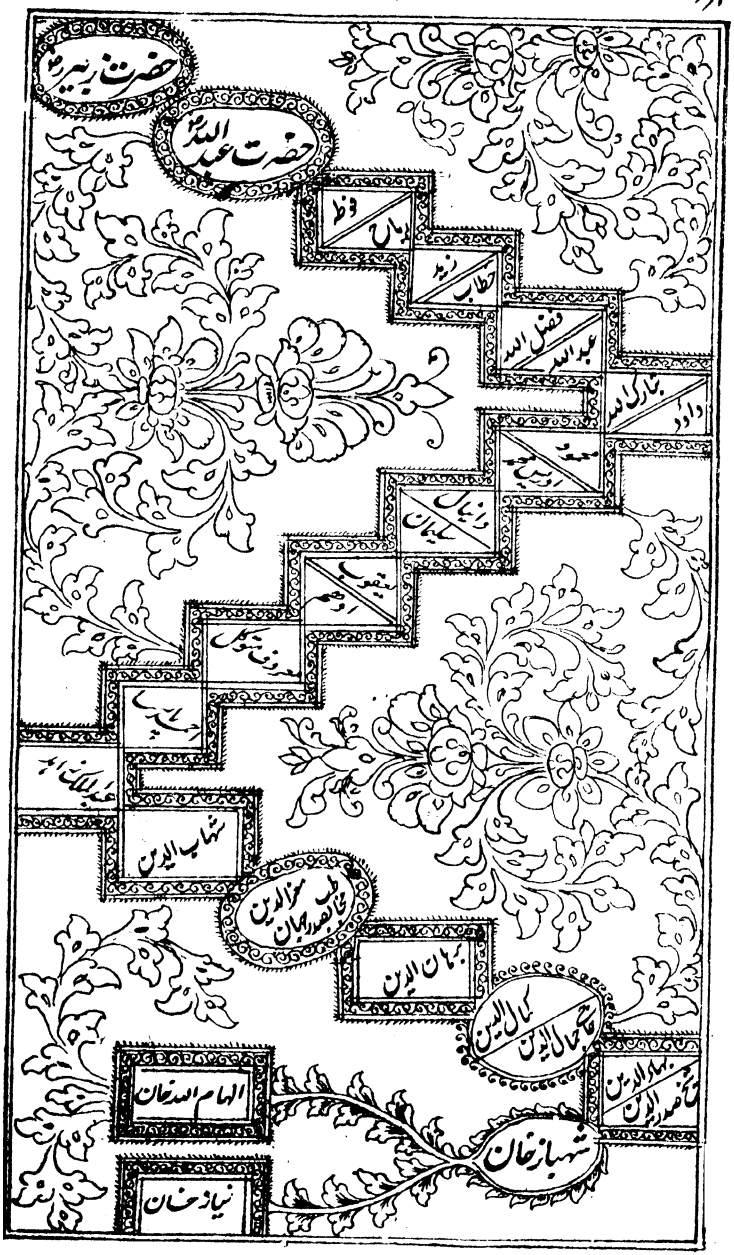
جا در دل اندوہگین کردی سرو جایت ہمین	ہان اے خدنگ دلنشین گو از کمان گیتی
تا قد بناز فراختی خلقے زیا انداختی	اے سرو بس خوش خاستی از بوستان گیتی

می خیزدت شوق از دہن از شہد شیرین تر سخن
اے طوطی شکر شکن شیرین بیان گیتی

مولانا صاحب کے ایک ہی فرزند رشید تھے **مولوی محمد صدیق** انکا نام تھا علوم عقلی ونقلی پر عبور کلی تھا ہندسہ و نجوم اچھا جانتے تھے تعبیر خواب مین بھی خوب ذہن لڑتا تھا وجیہہ ومتین ومقدس شخص تھے کم سخنی داخل عادت تھی تاہم جو لفظ زبان سے نکلتا تھا فصاحت و بلاغت کے سانچہ مین ڈہلا ہوتا تھا دارالریاست (ٹونک) مین عہدۂ قضا دانتہ پر ممتاز رہے ۲۳ جمادی الثانی ۱۲۹۲ ہجری بارہ سو بانوے کو شمل پدر بزرگوار اسی دیار مین رحلت کی انکی اولاد قصبہ مارہرہ مین آباد ہے محمد عمر فرزند اکبر انکی ریاست (بہرتپور) مین تیس برس سررشتہ دار نظامت رہے تدین انکا مشہور تھا راجہ بنظر عنایت دیکھتے اور حکام عزت کرتے تھے اب پنشن پاتے ہین حرمین الشریفین کی زیارت سے شرفیاب ہین۔

ذکر اُمراء و اغنیاء

عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خان اصلی نام شہر الدولہ و عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خان خطاب تہا لاہور کے رہنے والے تھے سلسلۂ نسب چھبیس ۲۶ واسطون سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ (دیکھو صفحہ ۸۶ پر)


حضرت زبیرؓ
حضرت عبداللہؓ
وعظ
یاس
خطاب زید
فضل اللہ
عبداللہ
بارک اللہ
داؤد
یوسف
یعقوب
سلیمان
ابراہیم
اسحاق
یعقوب
معروف بہ کول
شہاب الدین
ملک شاہ
شہاب الدین
ناصر الدین
سراج الدین
بہمان الدین
کمال الدین
جمال الدین
بہاء الدین
شمس الدین
شہباز خان
الہام اللہ خان
نیاز خان

آباواجداد ان کے اکابر وقت سے تھے حاجی جمال الدین جد اعلیٰ عرب سے وارد ہند ہوئے بیت اللہ میں سند حدیث میر حسین محدث رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور میر سید[1] ہجوبری کی خدمت میں پہنچکر مستفید ہوئے وہاں سے قصبہ جال جو کوہ جودی کے نیچے واقع ہے پہونچے پھر ہندوستان کے شوق میں چلدیئے اور دارالامان ملتان میں آئے مخدوم العالمین شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین ذکریا قریشی سہروردی ملتانی قدس سرہ العزیز کا ہنگامہ ارشاد وہاں گرم تھا شیخ کی صحبت میں رہے اور مرید و مستفیض ہوئے حسب تجویز شیخ اپنی قوم و قبیلۂ عرب میں جو پہلے سے وہاں سکونت پذیر تھے تاہل و توطن کیا تمام عمر درس فقہ و حدیث و طاعت و عبادت الٰہی و افادہ خلق میں بسر کی ایکسو اٹھارہ برس کی عمر کے بعد عالم ملکوت کو رحلت فرمائی۔

---

[1] ہجویر بضم ہا و فتح جیم ایک موضع ہے نواح غزنین میں میر علی بن عثمان ہجویری کی کنیت ابوالحسن ہے عالم عارف محقق مدقق صاحب تصانیف ہیں کتاب کشف المحجوب انکی مشہور تصانیف میں تصوف کے دقایق و حقایق سے مملو ہجویری دارالسلطنت لاہور میں آکر سکونت کی دفن مزار ہے شیخ ابوالفضل ختلی کے مرید تھے حنفی مذہب فرماتے ہیں کرامات رسول خدا کو مینے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کو نبل میں لئے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے فرمایا ابوسعید تیرے دیار کا امام ہے اسوقت سے سمجھتا ہوں کہ مذہب حنفی اس دیار سے تا قیامت نہ جائیگا ۱۲ منہ

[2] مخدوم بہاءالدین ذکریا بن وجیہ الدین محمد بن کمال الدین علیشاہ قریشی اسدی ۵۶۵ھ میں بمقام کوٹ کروڑ ملتان پیدا ہوئے خردسالی میں سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا شروع سے دانش آموزی کیطرف متوجہ ہوئے بچپن میں ساتوں قرأت کیساتھ قرآن شریف یاد کیا تحصیل علوم کے واسطے ایران توران عرب عجم کی سیر کی چار سو چالیس استادان فن کی خدمت کی اور بہت سے اکابر اولیا کی صحبت سے مستفیض ہوئے پایۂ اجتہاد پایا بعد فراغ علم پندرہ برس درس و افادہ خلق میں مشغول رہے ہر روز ستر طلبا فضلاء آپسے استفادہ کرتے تھے پھر حج کو گئے پانچ سال حرمین میں رہے کمال الدین محمد عنی سے اجازت حدیث لی وہاں سے زیارت انبیاء کے لئے بیت المقدس جاکر بغداد پہونچے اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی سے حسب ارشاد رسول مقبول خرقۂ خلافت پاکر سات روز کے صحبت کے بعد رخصت ہوکر ملتان آئے وہاں کے اکابر نے کاسۂ پُر شیر بھیجا غرض یہ کہ شہر شیخ سے پُر ہے دوسرے کی گنجایش نہیں آپنے اوپر پھول رکھکر واپس کردیا یعنے میں مثل اس پھول کے رہونگا ۶۶۶ھ سنہ ساتوں صفر روز پنجشنبہ بعد فراغ نماز ظہر آپ اپنے حجرہ میں تھے ایک پیر یونانی نامہ مہر

لایا اور شیخ صدرالدین عارف کا خط بھیجا آپنے پڑھا اور واصل بحق ہوگئے حجرہ کے چاروں کونوں سے آواز آنے لگی (دوست بدوست پیوست)

صاحب مآثر الامرا لکھتے ہین کہ حاجی جمال شہباز خان کے جدّ ششم مخدوم بہاء الدین ذکریا کے مرید تھے ایک درویش نے مخدوم صاحب سے سوال کیا کہ برائے خدا ہر پیغمبر کے نام پر مجھکو ایک اشرفی دیجئے مخدوم صاحب کو تامل و تفکر ہوا پیغمبرون کی شمار لاکھون تک ہے نہ اُس کا سوال پورا کرسکتے تھے نہ خدا کی دوستی کیواسطے دلانے سے ایسے شیخ وقت اور صوفی واصل بحق کو بیباختہ انکار کا محل تھا حاجی صاحب نے عرض کیا فقیر کو میرے ساتھ کیجئے مین اوس کی خواہش پوری کردونگا اور حسب اجازت پیر فقیر کو اپنے گھر لاکر کہا نام ایک ایک پیغمبر کا اپنی زبان سے کہتی جاؤ اور سر اسم ایک اشرفی لیتے جاؤ درویش دس بیس پیغمبرون کے نام اور اشرفیان لیکر ساکت رہا اور معترف بعجز ہوکر بخوشی رخصت ہوا حضرت مخدوم اس عاقلانہ تدبیر کو سنکر اُن کی دانائی سے نہایت محظوظ ہوئے اور دعا دی کہ تم مین کوئی خفیف العقل نہو چنانچہ اکثر اس فرقہ کے آدمی ہندوستان مین حدّت ذہن اور ہوشمندی کے ساتھ مشہور و معروف ہین **نقل** حاجی صاحب کے اخلاف سب اہل علم و فضل تھے بہر دور زمانہ واتفاقات اوقات ملتان سے اوٹھ کر لاہور و دہلی مین متوطن ہوئے اور بزرگی کے ساتھ شہرت پائی تاآنکہ شہباز خان کا زمانہ آیا ماورائے نعمت باطنی جو انکا موروثی حصہ تھا دولت و امارت ظاہری پر بھی انہون نے کامل عروج پایا اکبری دربار کے رکن اعظم اور بڑی بہادر فاتح و نامور سپہسالار تھے

سلسلہ ملازمت و امارت و اقتدار و اعتبار مآثر الامرا مین ہے کہ ابتداءً بطور اپنے آباء کرام کے زہد و طاعت مین بسر کرتے رہے پھر اکبر بادشاہ کی نوکری کرلی پہلے کوتوالی ردولی پر مقرر ہوئے مقدمات و معاملات ایسی احتیاط تدین ہوشیاری و شائستگی کے ساتھ طے کئے کہ منظور نظر حضرت عرش آشیان (جلال الدین اکبر) ہوگئے تھوڑی ہی مدت مین صدی منصب سے مرتبہ امارت پر پہونچگئے میر تزک کی کیخدمت پائی سولھوین سال جلوس اکبر بادشاہ مین لشکر خان میر بخشی و میر عرضی وغیرہ اپنے منصب سے معزول ہوا اوس کے مناصب شہباز خان کو دئے گئے اور منتخب التواریخ مین ہے کہ سال ۹۸۱ھ مین شہر اللہ کنبوی لاہوری کو شہباز خانی کا خطاب عنایت کرکے میر بخشی کیا اور یہ سجع اُس کی مُہر کا مقرر ہوا **سجع**

.	بہ یمن عنایات صاحبقرانی		رسیدم زخدمت بہ شہباز خانی

صاحب طبقات اکبری فہرست اسماء امراء کبار مین لکھتا ہے شہباز خان کنبو از امراء دو ہزاریست و امروز حکومت بختیگری مالوہ دارد۔ پھر رفتہ رفتہ چہار ہزاری و پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوئے اور اکثر مہمون مین سپہ سالار رہے۔

رسم داغ و تقرر کروریان امرا بسبب اصراف بیجا فوج بھرتی کرنے مین کوتاہی کرتے تھے وقت پر آمدہ کار سپاہیون کا ملنا دشوار ہوتا تھا اور ملک اُمراء کی جاگیرون مین تقسیم تھا اسی سنہ ۹۸۱ھ اکبر نے کی مہم پر گیا امراء کی فوجین بدحال اور سپاہ بے سامان دیکھی جب وہان سے پھر شہباز خان نے داغ کی تحریک کی اوس کی راے کے موافق آئین داغ پر عملدرآمد شروع ہوا رسم داغ جاری ہوئی اور تمام ملک مین کروری مقرر ہوئے۔

سنہ الٰہی ۲۱ صفر سنہ ۹۸۰ھ اکبر بعزم تسخیر گجرات روانہ ہوا امراء گجرات بوسیلۂ ارکان دولت بضرورت سرانجام کارہائے خود دو تین روز کی رخصت لیگئی اختیار الملک جو عمدہ امراء گجرات مین سے تھا چارشنبہ ۲۸ شعبان موقعہ پاکر (احمد نگر و ڈابدر) کی طرف بھاگ گیا بادشاہ کو امراء گجرات پر اعتماد نرہا لہذا اعتماد خان کو شہباز خان کے حوالہ کیا جب اکبر نے براہ دریا دیار شرقی کا سفر کیا ابوالفضل صفحہ ۳ جلد دوم اکبرنامہ مین لکھتا ہے کہ علاوہ شاہزادہاے والاگوہر و مخدرات کے مشاہیر مقربان بساط حضور مین جو سعادت ہمراہی کی خصوصیت رکھتے تھے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔ شہباز خان کنبو۔ حکیم عین الملک صادق خان۔ راجہ مان سنگھ وغیرہ۔

دارالخلافت کی حفاظت و اُردوئے معلی کی حکومت جب اکبر مرزا محمد حکیم اپنے چھوٹے بھائی کے فتنۂ آشوب دفع کرنے کے لئے کابل گیا شہباز خان بنگالہ و بہار مین معصوم خان کو شکست فاش دیکر اُس ملک کو باغیون سے صاف کر چکا تھا اور حسب الحکم شاہی آگرہ پہونچکر بادشاہ کی غیبت مین دارالسلطنت کی محافظت پر مامور و مصروف رہا چھبیسوین سال

سال جلوس مین بادشاہ نے مراجعت کی شہباز خان شرفیاب ملازمت ہوکر سورد مراجم خسروانہ ہوا
سفر کشمیر مین شہباز خان بادشاہ کے ہمراہ تھا بادشاہ نے تمام فوج اور اردوے معلی کو کشمیر کے
باہر چھوڑا شہباز خان کو کل اردوے معلی پر بہ نیابت خود حاکم کیا نواب نے دروازہ کشمیر پر قبضہ
رکھا یہ امر کمال اعتماد پر مبنی تھا کشمیر سے مراجعت کیوقت (ملک سواد) کی فتح کے لئے شہباز خان
کو روانہ کیا جس کو اُس نے جاتے جاتے مسخر و مفتوح کر لیا۔

اکبر نامہ مین ہے کہ سال ۲۷ جلوس روز یکشنبہ ۱۵ صفر سنہ ۹۹۹ ہجری تقریب نوروز بڑا جشن
ہوا بہت سی برے آزاد کئے گئے اکبر نے حکم دیا کہ ہر ایک امیر درباری عمدہ عمدہ رفاہ خلائق کی
تجویزین عرض کری چنانچہ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ نے عرض کیا حکام ملک کو حکم دیا جاوے
کہ قتل لزمان مین دلیری و جلدی نکیا کرین تا گاہے کہ حضور مین اطلاع نہو کیونکہ ہر شخص مین انجام
بینی اور بے غرضی نہین ہوتی راجہ ٹوڈرمل نے التماس کیا کہ جسطرح ہر روز بارگاہ دولت مین
طرح طرح کی خیرات ہوتی ہے مرا بھی ہفتہ یا مہینہ یا سال مین تہیدستون کے حال پر التفات کیا
کرین مرزا یوسف خان نے شہر و قصبات سے روزنامچہ سوانحات کا آنا شہباز خان نے واسطے
آسایش مترددین و مسافرین کے تمام قلمرو کے گذرگاہون پر سرائون کا آباد کرنا حکیم ابوالفتح
نے دارالشفا کی بنیاد علیٰ ہذا القیاس راجہ بیربر پر شیخ جمال و فیضی و ابوالفضل نے جاسوس اور
نرخ اشیاء وغیرہ مقرر کرنے کی تجویزین پیش کین۔

سال ۲۷ جلوس مین اکبر کو خبر لگی کہ خرید و فروخت اشیاء مین حریص لوگ دست طمع دراز
کرکے سوداگرون کو نقصان پہونچاتے ہین لہذا بحسب قابلیت و استعداد امراء معتمد کو جداگانہ
ہر جنس کی نگرانی کے واسطے نامزد و مقرر فرمایا چنانچہ مرزا جان خانخانان کو وید بانی آپ راجہ
ٹوڈرمل کو فیل زین خان کوکہ کو غلہ۔ صادق خان کو میوہ و شیرینی۔ اعتماد خان گجراتی کو
زر و سیم مخصوص خان کو نمک حکیم ابوالفتح کو عقاقیر راجہ بیربر کو آبک یعنی چونہ غازی خان بدخشی

کوہیٹر کی نقیب خان کو عطریات ابوالفضل کو پیشینہ اور شہباز خان کو جواہرات کی نگرانی سپرد کیگئی وقس علیٰ ہذا۔

سال ۲۸ جلوس مین ہر کام کا انصرام واہتمام امراء کبار وشاہزادگان والاتبار کو تفویض ہوا۔ انتظام بزم کتخدائی وولادت وغیرہ سلطان سلیم کے متعلق ہوا مرزا جان خانخانان وشیخ فیضی وفتح اللہ اُن کے مددگار ہوئے امور مذہبی وغیرہ کی خبرگیری سلطان دانیال کے سپرد ہوئی غازی خان بخشی ورلے سرجن وابوالفضل اون کے پیشدست کئے گئے۔ اسی قسم کے بعض کارخانجات شاہزادہ سلطان مراد سے تعلق ہوا رائے سال درباری وکرم اللہ خان کنبو برادر خرد شہباز خان وخواجہ حبیب اللہ شیرین رقم محمد علی اُن کے پیشکار کئے گئے وظائف وخیرات سلطان خواجہ وحکیم ابوالفتح ومیر ابوتراب کے سپرد ہوا آگہی سپاہ وقرارداد علوفہ شہباز خان وجعفر بیگ وعلی دوست خان کے اختیار مین دیا گیا وعلی ہذا القیاس دیگر انتظامات اور امراء کے تعلق کئے گئے۔

محرم ۹۸۹ھ مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم حسب طلب معصوم خان نرنجزدی تسخیر ہندوستان کو آتا ہے اور شادمان نامی اُس کا ایک نوکر اٹک کو اُتر آیا ہے اکبر فتحپور سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا جب سرآباد مین جو فتحپور سے پندرہ کوس ہی پہنچا شہباز خان کی فتح عظیم پانے اور معصوم خان نرنجزدی آوارہ دشت ادبار کرنے ڈیڑھ سو ہاتھی اور بہت سا مال واسباب ہاتھ آنے ومعصوم خان کے اہل وعیال گرفتار ہوجانے کی خبر پہونچی اس فتح نمایان کی بڑی خوشی ہوئی اور فال نیک سمجھی گئی شہباز خان کے نام فرمان عنایت اقتران بھیجا گیا اور معصوم خان کے اہل وعیال کی حفاظت کی ہدایت کی گئی بادشاہ کے ایام غیبت مین (کرہی سے (پنجاب) تک تمام مُلک شہباز خان (نام مقام درگجرات ۱۲) کے زیر حکومت تھا اُس کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جو منصب چاہتا دیتا تھا جب اکبر پانی پت مین داخل ہوا شہباز خان نے بڑے کروفر سے ملازمت حاصل کی اکبر نے اوس سے پوچھا کہ تمکو بدیں مناصب کے دینے مین کیون ایسی جرأت ہوئی اُس نے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح

دلاسا نکرتا تو سب یکقلم باغی ہو جاتے اب آپکا ملک ہے اور آپ کی فوج ہے جس کسی کو جو منصب چاہیئے دیجیئے اور جس سے چاہیئے نکال لیجیئے۔

سیر کشمیر سے فارغ ہوکر ستائیسوین رمضان ۹۹۷ ہجری کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر (پگھلی) کے راستہ تسلیغہ اٹک کی طرف روانہ ہوا جب اٹک پہنچا یوسف زیوں کا فتنہ باقی تھا شہباز خان اس سیر و سیاحت مین رفیق طریق تھا اسی منزل سے اس فتنہ و آشوب کے دفع کرنے کے لئے اُس کو نامزد فرمایا راجہ ٹوڈرمل و راجہ بھگوانداس امیرالامرا جو لاہور مین رہ گئے تھے ۹۹۸ مین اونہون نے انتقال کیا کسی نے یہ تاریخ وفات لکھی ہے ؎

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم	چون رفت سوئے دوزخ خلقے شدند خرّم
تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم	خوش گفت پیر دانا وے رفت در جہنّم

۲۹ ذیقعدہ سنہ ۳۱ ہجری اڑتیسوین سال جلوس مین اکبر نے مرزا شاہرخ ابن مرزا ابراہیم کو جو اکبر کے چچا کا بیٹا تھا حکومت مالوہ عنایت کی بغرض انتظام شہباز خان کو اُس کا وکیل اور نایب مقرر کیا۔

ماورائے ان واقعات اور واردات کے کہ مختصر البطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے گئے ہین شہنشاہ اکبر نے صوبہ داری مالوہ اوسکو تفویض کرکے جو فرمان اُس کے نام لکھا ہے اور رقعات ذوقرادل ابوالفضل مطبوعہ مطبع حاجی محمد حسین واقعہ کانپور، ۱۷ جمادی الاول ۱۰۶۹ ہجری کے صفحہ ۴۴ مین اس سرخی سے درج ہے (فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبو) شہباز خان کے رشد اقبال رفعت قدر و قابلیت ملک داری اور اکبر جیسے شاہنشاہ دانشور کے دل مین اُس کی جس قدر جگہہ تھی اُس سے اُس کا اندازہ ہوسکتا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے ہم اوس کو اوسی کی عبارت مین یہان درج کرتے ہین۔

فرمان حضرت شاہنشاہی بہ شہباز خان کنبوہ چون پیش نہاد ہمت اعدل گزین دنیت معدلت آئین این نیازمند درگاہ بے نیاز از ابتدائے جلوس برادرنگ شاہنشاہی

و استظلال بسچتر والائے ظل الہی آنست کہ جمیع سکنہ رعایا و سائر خلائق برایا کہ بدایع ودایع ازلی و شرائف امانت ایزدی اند جل جنابہ کبریائہ در ظلال عدل و افضال او زاده خاطر آسوده حال بوده در وظایف شکر خدا کہ موجب ازدیاد و نعمت و استدامت سعادت ست رطب اللسان و عذب البیان باشند المنة للہ کہ روز بروز صورت این معنی از مکامن قوة بمواطن فعل بحسب دلخواہ ظہور نموده و همواره امراء اخلاص منش و حکام عدالت نژاد کہ نقد معاملات ایشان بر محک قبول اشرف رسیده در جمیع اطراف و اقطار ممالک محروسہ بر شاہراہ اعتدال سلوک نموده داد و دادگستری میدہند و بمیامن خدمات پسندیده منظور نظرات تربیت و ترقی گشته بمدارج عالیه و مراتب سامیه ارتقاء و اعتلا می نمایند و چون سبقت عبودیت و خدمتگاری و نسبت دولت خواہی و جانسپاری عمدة الملک رکن السلطنة العلیه موتمن الدولة الهیه مستشار المملکة النخاقانیه مقرب الحضرة السلطانیه و ائق الاعتماد کامل الاعتقاد مورد العنایة و الاحسان **نظام الدین شہباز خان** کہ مزاجدان بساط اقدس و پرورده نظرہای خاص الخاص ست و از مبادی ملازمت تا غایت ہر خدمتے کہ بدو تفویض فرمودیم بنوعی کہ مرضی خاطر اشرف بوده بتقدیم رسانیده از محض راستی و درستی بسعادت تمامی روز بہ ممتاز است و در نیولا بموجب فرط عنایت و کمال التفات حکم فرمودیم کہ حکومت و حراست و اختیار رتق و فتق و قبض و بسط و تمامی کار و بار ملکی و مالی صوبہ مالوہ کہ خلاصہ ممالک دلکشاست از مہام خالصات و مہمات جاگیرداران و زمینداران تمام و کمال بطریق استقلال بعمدة الملک مشار الیه مقرر و مفوض باشد کہ در معموری آن بلاد و امصار و تکثیر زراعت و محصول و تعمیر مواضع و مزارع و محافظت سپاہیان و مرمت شکسته و رعایت خواطر رعایا و قمع و قلع مفسدان و استیصال متمردان و تقویت ضعیفان و تنبیه ظالمان و تائید مظلومان و جبر منکسران مساعی جمیله بروجه اکمل و اتم نماید و چنانچه کند کہ علوفه سپاہیان و امراء و تابینان ارباب مناصب بنوعی کہ نام بنام بدرگاه والا قرار یافته موافق حال حاصل بلا تصور و اصل شده باشد باید کہ امراء عظام و سائر جاگیرداران و کروریان و زمینداران

آن صوبہ عمدۃ الملک مشارالیہ را صاحب صوبہ بالاستقلال دانستہ از اصلاح و صوابدید او کہ ہرآئینہ موافق حساب و مطابق قانون ابد مقرون خواہد بود بیرون نروند و ہرگاہ طلب نماید چاربلجار بے شائبہ تاخیر و اہمال حاضر شوند و نیز حکم جہان مطاع شرف نفاذ یافت کہ ہرکس کہ بصلاح و صواب آن عمدۃ الملک عمل نکند محال جاگیر او را تغیر داده بدرگاہ معلی عرضداشت نماید تا دیگرے از مخلصان عتبہ علیہ بجائے او نصب فرمائیم کہ انتظام سلسلۂ جہانبانی و استحکام رابطہ عالم آرائے باین امور منسلک و منتظم ست و ہمچنین در جمیع ضوابط و قوانین بادشاہی و امر و احکام جہانداری کہ ہریکے اساس بنیان سلطنت و رکن قصر خلافت ست ثابت قدم بوده در اشاعت و اعلائے آن آداب الٰہی کمال اہتمام لازم داند و خاطر الہام مولد را متوجہ احوال سعادت قرین خود دانستہ ہمیشہ امیدوار الطاف گوناگون و عنایات روزافزون باشد چون مراکب انجم ثوابت شاہنشاہی درین نزدیکی بتسخیر دکن متوجہ است چہ والیان آنجا سالک مسالک غفلت بوده دست تعدی بر رعایا ستم کشاده اند و نیز قدر عنایت بادشاہی ندانستہ در لوازم اطاعت اہتمام ندارند باید کہ آن رکن السلطنت بزودی بآن صوبہ رفتہ سرانجام آن لشکر بنوعے نماید کہ موجب تحسین و آفرین گردد چون رایات اقبال بشکار گوالیار نہضت فرماید آن رکن السلطنت را با جمیع جاگیرداران صوبہ مالوہ حکم قضا امضا خواہد شد کہ بیشتر در ملک دکن رفتہ غمخواری آن ملک نماید و در آسودگی و رفاہیت جمہور سکنہ و یار دکن از سپاہی و رعیت مساعی جمیلہ بظہور آرد و ہرکس از روے عقیدت پیش از اضطرار روے نیاز بدرگاہ آورد او را بعواطف ظل الٰہی امیدوار سازد کہ ذات مقدس مانظر عفو و لطف ست انتہیٰ۔

شہباز خان کے باغ مین بادشاہ کا سیر کو جانا بروز جشن سال ۲۲ جلوس شہریار آگاہ دل گل گشت کیواسطے شہباز خان کے باغ مین تشریف لیگئے چونکہ شہباز خان اُس وقت مین کارہائے عمدہ کر رہے تھے اس طرح اون کی عزت افزائی فرمائی گئی۔

فتوحات ملکی اور جنگی کارنامے اُن کے فتوحات اور جنگی کارروائیون کا سلسلہ ایسا

وسیع ہے کہ اس مختصر مین تفصیلاً اُس کے لکھنے کی گنجایش نہین جو صاحب شایق ہون مطولات مین مثل مآثرالامراء وغیرہ ملاحظہ فرمائین مجملاً یہ ہے کہ جونپور۔ بنگالہ۔ بہار۔ اودہ۔ اجمیر۔ اودیپور جودہپور۔ دکن۔ ولایت۔ کوکرہ۔ پنجاب۔ ملک بہاتی۔ قلاع سوانہ۔ جگدیش پور۔ شیرگڈہ۔ رہتاس کوتلمیر۔ حصار گولکنڈہ۔ وساحل دریاے بہمپتر جو ایک دریائے عظیم ملک خطا سے آتا ہے وگھوڑا گھاٹ وسوناگانون وغیرہ تمام ہند انکی نبرد آزمائی کشور کشائی۔ قلاع شکنی کے لئے اُنکی بازی گاہ تہا دریا کہنگال ڈالے جنگل اور بن کاٹ کر چٹیل میدان کردیئے معصوم خان فرنخودی پنجہزاری عرب بہادر رانا پرتاب راجہ چندرسین راجہ کنجوتی رانا کیکا۔ رانا کنہل میر راجہ گجپتی بیری سال سریرام۔ دودا۔ سنگرام۔ کنورسین افغانان سواد وکلہ نبیرہ راے مالدیو راٹھور وغیرہم بڑے بڑے سرکش باغیون ودالیان ملک کو آغشتہ خاک وخون کردیا جہان بڑے بہادرون کے زہرے آب ہوتے یہ جاکر فوراً فتحیاب ہوتے جب امراء بہار وبنگالہ باغی ہوگئے۔ راجہ ٹوڈرمل وزیر وخان اعظم کوکلتاس جو بتجدد قتل مظفرخان واسطے رفع شورش اُس ملک کے بھیجے گئے تھے اونہون نے بحضور سلطانی عرضداشت کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ بغیر تشریف آوری حضور شاہی کے یہان کا غبار شورش فرو نہوگا شہباز خان اوسوقت اجمیر تھے اوس ملک کو حسب الحکم شاہی جاکر فتنۂ آشوب سے صاف کرچکے تھے رانا پرتاب آوارۂ دشت ادبار ہوگیا تھا بہت مخالف مارے گئے اور بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا تھا غرض بادشاہ نے شہباز خان کو اجمیر سے طلب فرمایا ساتوین تاریخ وہ حاضر دربار ہوئے اور ۱۱ کو معہ لشکر جرار وخزانۂ بیشمار بنگالہ وبہار کی مہم پر رخصت پائی اور خدمات شایستہ بجالائے جاتے ہی امراء کی مناصب مین ترقی دے اور مہم اپنے ہاتھ مین لے بعد جنگ ہاے عظیم باغیون کو شکست پر شکست دیکر از سر نو دونون صوبون پر قبضہ کرلیا۔ یہ اُنکی کاردانی کا سبب تھا کہ اکثر بڑے معرکون مین جو عہدہ داران سے زیادہ مناصب بھی رکھتے تھے وہ اُن کے ماتحت کام کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بنگالہ کی لڑائیون مین راجہ ٹوڈرمل وزیر مرزا غیرت اعظم خان

خان کوکہ میر فتح اللہ دستاہ قلیخان وزراد اور آقا دغیرہ کی چند لڑائیون مین نواب خانخانان باوجود خطاب خانخانی وسپہ سالاری اُن کے ماتحت وزیر کمان رہے غرض ضوابط ملک داری وقواعد صف آرائی وآراستگی ودرستی سپاہ مین یکتائے روزگار تھے نصرت وفیروزی خدا کی طرف سے دم قدم کے ساتھ تھے ہمیشہ فتحیاب رہے وقت مرگ عمر ستر برس سے تجاوز کر چکے تھے پر ان کی تیغ خارا شگاف غلاف نہوئی تھی۔

تموّل ودولتمندی سخاوت اور قومی ہمدردی جس طرح یہ شجاعت مین معروف تھی سخاوت بھی ان کی کچھ کم نہ تھی ان کے اخراجات کو دیکھ کر لوگ محو تحیر ہوتے تھے۔ مآثر الامرا مین ہے کہ ان کی سرکار مین بیش قرار تنخواہون کے ملازم تھے چنانچہ منجملہ دن کے دس آدمی ایک ایک لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ پاتے تھے اور نو ہزار سوار آزمودہ کار اُن کے ذاتی ملازم تھے جس کی تنخواہ تیس لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی ہے ہر پنجشنبہ کو سو اشرفی کی شیرینی نیاز حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرتے جس کا سالانہ خرچ قریب لاکھ روپیہ کے ہوتا ہے ہمدردی قومی اس درجہ تھی کہ اپنی قوم مین کسی کو مفلس ومحتاج نچھوڑا تھا اسی پر ان کے دیگر مصارف کو قیاس کر لینا چاہیئے باایں ہمہ اخراجات کثیر اُن کے انتقال کے بعد پچاس برس تک اُن کے خزانے اور دفینے برآمد ہوتے رہے لہذا شہرت ہوگئی تھی کہ پارس پتھر ان کے ہاتھ لگ گیا ہے یہ اخراجات اوسی کی وجہ سے ہین۔

حق پسندی انصاف وحق پژوہی وحق خواہی دولت ایسی تھی کہ مخالفین سے بھی اچھے کامون مین خوش ہوتے اور داد دیتے تھے۔

نقل چارچمن مین ہے کہ شہباز خان راجہ ٹوڈرمل وزیر کے باہم چشمک وان بن تھی پر باوصف وزارت یہ اوس کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے جب صوبہ داری مالوہ سے واپس آئے دربار مین راجہ ٹوڈرمل سے بغلگیر ہو کر ملے اور بہت شفقت وبدلات سے پیش آئے بادشاہ نے

یہ امر خلاف عادت دیکھکر استعجاباً سبب پوچھا عرض کیا کہ مالوہ مین جس جگہہ مینے دفتر کا معائنہ کیا اس ہندو بچہ کی کارگذاری سے مین بہت خوش ہوا لہذا پیار کرتا ہون اور دلی خوشنودی کا اظہار کرتا ہون۔

اتباع سنت اتقا پرہیزگاری بحسب صلاح وتقوی کہا جا سکتا ہے کہ شخص کھلا ہوا دلی تہا۔ اکبری دربار مین نت نئے خانہ برانداز شریعت احکام جاری ہوتے امراء کو چار وناچار پابندی کرنی پڑتی۔ ڈاڑہی منڈانا کان چیدانا۔ شراب پینا۔ فہرمین لفظ مرید کنندہ کرانا۔ اور بہت سی مزخرفات گویا آئین دربار مین داخل ہوگئے تھے اس بہادر خدا پرست نے باہیمہ قدرت شاہنشاہی ان مین سے ایک بات کا بہی اتباع نکیا اور مراسم نامشروعہ کے اجراء کی تعمیل مین کبہی بادشاہی احکام اور ناخوشی کی پروانہین کی جسم وجوارح کو خدمات شاہی کے لئے وقف کردیا تہا پر دل کی کو حاکم حقیقی کے ساتہہ لگی ہوئی تہی۔ تہجد واشراق یہانتک کہ سنت عصر بہی کبہی قضا نہین کی۔ ہر وقت باوضو ہمیشہ تسبیح بدست وردبزبان اور مابین عصر ومغرب حرف دنیوی سے ساکت رہتا۔

نقل ایک روز بادشاہ قریب عصر شہباز خان کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لئے ہوئے (فتحپور) کے تالاب پر چہل قدمی اور ہوا خوری کرتا ہوا باتون مین مصروف تہا شہباز خان بار بار جانب آفتاب نگاہ کرکے نماز کا وقت دیکھہ لیتا حکیم ابوالفتح وحکیم علی گیلانی وغیرہ چند امراو ندمائے سلطانی کچہہ فاصلہ سے علیحدہ کہڑے ہوئے باہم کہہ رہے تہے اگر آج اس شخص کی نماز قضا ہوئی تو جانو کہ پکا دین دار ہے ورنہ ریاکار ہے کیونکہ موقعہ ایسا ہی تہا ہرگز امید نہتی کہ بادشاہ نماز کی مہلت دیگا اور یہ خلاف مرضی اس کے پنجے سے چہوٹنے کی جرات کرسکین گے۔ جب وقت نماز اخیر ہونے لگا بادشاہ سے اجازت چاہی فرمایا قضا پڑہ لینا وقت تنگ ہونے لگا اور شہباز خان نے جان لیا کہ اب یہ نہچوڑے گا تب یکایک اپنا ہاتہہ بادشاہ کے ہاتہہ مین سے کہینچ اور دوپٹہ بچہا کر جھٹ نیت باندہ لی ناچار بادشاہ خاموش ٹہلنے لگا بعد نماز نوابے

وظیفہ معمولی شروع کردیا بادشاہ جب پاس آتا اُٹھتا اور کہتا کہ وظیفہ پڑھ لینا حکیم علی گیلانی وغیرہ نے اس کا زعم مین نواب کی یہ جرأت و جسارت دیکھکر آفرین کے اور باہم مشورہ کیا کہ اب اس عزیز کے کام مین خلل پڑنا اچھا نہین آگے بڑھے اور بادشاہ کو باین التماس اپنی طرف متوجہ کیا کہ لطف خسروانی انہین کا حصہ نہین اور یہی خانہ زاد و بندگان سلطانی عنایت و مراحم شاہی کے امیدوار ہین چنانچہ بادشاہ اون سے مشغول بہ سخن ہوگیا اور شہباز خان نے باطمینان خاطر اپنا معمول پورا کیا صاحب منتخب نے ۹۸۷ھ کے واقعات مین لکھا ہے۔ اکبر نے قطب الدین محمد اور شہباز خان سے تقلید چھوڑنے کی تاکید کی قطب الدین سیدھا سادہ سپاہی تھا اُس نے دلسوزی سے کہا اور دلایتون کے فرمانروا مثل سلطان روم وغیرہ ان باتون کو سُنکر کیا کہینگے وہ سب دیندار ہین تقلید ہو یا تحقیق اکبر نے بگڑکر کہا تو اپنا مُنہ کالا کر وہین چلا جا شہباز خان نے بھی تیز و تند سوال و جواب کئے بیربر جو دین الہی اکبر شاہی مین داخل و مرید باخلاص تھے اسلام و اہل اسلام والون کو جو چاہتے کہہ جاتے مسلمان امراء کو یہ بات ناگوار ہوتی ہوگی پر کوئی زبان نہ کھول سکتا تھا بیربر اسوقت بھی موقع تاک کر کچھ بولے اور بار بار اسلام پر طعن کرنے لگے شہباز خان بجوش حمیت اسلامی اس گفتگو مین بہت گرم ہوگیا اور بیربر کو اُس نے اس سختی سے ڈانٹا کہ صحبت بدمزہ ہوگئی امراء آپس مین کُسر پُسر کرنے لگے اُس نے بیدھڑک سر دربار صاف صاف کہدیا کہ اے کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کرنے لگا تجھ تیرا کام تمام کرسکتے ہین بادشاہ کی طبیعت بگڑگئی وہ بیربر کی طرف دار ہوگئے شہباز خان کو صاف صاف اور دن کو گُم بہت ہی سخت سُست بُرا بھلا کہا کیا بکتے ہو گوبھری جوتیان تمہارے مُنہ پر لگواؤنگا۔

یہ سب کچھ ہوا مگر شہباز خان اپنی اخلاقی دلیری و جوش مذہبی سے اُسی صراط مستقیم پر قایم رہا۔

لطیفہ سُننے مین آیا ہے کہ جب شہنشاہ جمجاہ نے کانون مین بالا پہنی کا حکم دیا اُمراء نے تسلیم کیا سب کان چھدا چھدا گوشوارہ پہن دربار مین پہونچے شہباز خان نے سر قبضہ شمشیر پر رکھ حلقہ ڈلوایا اور حاضر حضور ہوئے انہین دیکھکر چشمک زنی ہونے لگی اکبر کی نظر پڑی عدم تعمیل

حکم کا سبب پہونچا شہباز خان نے دست بقبضہ ہوکر تلوار پیش کی اور بادب تمام عرض کیا حضور مردون کے ناک کان یہی ہے جس کے ہاتھ مین تلوار نہین وہ مرد نہین اور رہے بی توبے گوش دمبی ہے بادشاہ کو پسند آیا اور اُس سے درگذر فرمایا۔

اللہ اللہ یہ اسلاف محمود کیسے مقبول و مستقل تھے بادشاہ کا تقرب ملکی و مالی خدمات کا تعلق دائمی سفر جنگ و جدل ملک گیری راندن کا مشغلہ صدہا نازک تعلقات ہزارون قسم کے معاملات صدہا تفکرات مگر آفرین صد آفرین پہر بھی پابندی وضع ضبط اوقات اتباع احکام شریعت مین اس درجہ چستی کہ فوت فرایض و واجبات کا تو ذکر کیا ترک استحباب بھی نہو۔

بعض اخلاف نامسعود جنکو جہل و نادانی مستی کاہلی نے کمانکر دیا ہے جنہین نہ دین سے مس نہ دُنیا کی حس وہ دولت دُنیا کو منافی و متناقض حادث اخروی سمجھتے ہین لیکن ان اسلاف کے سچے حالات اون کے خیالات کی تردید و تکذیب کرتے ہین اسقدر دنیوی عروج کے ہوتے ہوئے جیسے دلی خلوص سے یہ لوگ خدائے بیہمتا کی بے لوث پرستش کرتے تھے ذرا انصاف سے دیکھا جاوے تو بلا تامل اقرار کرنا پڑے گا کہ باوصف اس کے کہ اُن کے مقابلہ مین دولت دنیا کا کوئی عدد صحیح ہمارے حصہ مین نہین آستکا دینے احکام کی بجاآوری مین بھی ہم اُن سے بیحد پیچھے ہٹے ہوئے ہین اس سے ظاہر ہے کہ نہ دولت نے ہمکو دین سے روکا نہ شریعت غرائے دولت کمانے سے ہمین منع کیا ہان مبتلا ہوا اس جہل و غفلت کا جو خدا و رسول سے بے پروا کردیتی ہے مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

چیست دُنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

علامی فہامی شیخ ابوالفضل جیسا شخص باوجود اتنے مخالف طریقت کے شہباز خان کی نسبت سوائے اس کے کچھ نہ لکھ سکا و در ہر گونہ پرستاری و سربراہی سپاہ کم ہتا بود اگر تقلید پرستی و اشتی و زبانہ ابجار کسنودے طراز فروہندگی برگرفتی" قید و رہائی دُنیا مین ہر شخص کو کچھ نشیب و فراز پیش آجایا کرتے ہین ؎

دُہنگ ایک سے نہیں جیسمن روزگار کے	کچھ دن خزان کے ہوتے ہین کچھ دن بہار کے

خصوصًا بادشاہون کی نسبت تو حکما کا قول ہے (گاہے سبلامی برنجند و وقتے بدشنامے خلعت دہند) اسی طرح اکبر نے کسیوجہ سے ناخوش ہوکر چند روز کے لئے شہباز خان کو نظر بند کردیا تہا یا قید شہباز خان کے ساتھ مخصوص نتہے اکثر امراء معتوب ہوکر بغرض ادب آموزی مقید و معطل کردئے جایا کرتے تے مصرعہ نزدیکان رابیش بود حیرانی۔

چنانچہ واقعات ۹۸۷ھ سے ظاہر ہے کہ خان اعظم جو بہت دنون سے نظر بند تہا اگرہ سے بلاکر پانچہزار سوارون کے ساتہہ حکومت بنگالہ پر نامزد کیا گیا مادراے اس کے اکبر و نیز دیگر سلاطین کی تاریخ مین ایسی بہت نظیرین ملین گی جسے بخوف طوالت و عدم ضرورت ہم قلم انداز کرتے ہین علیٰ ہذا القیاس چند روز کو شہباز خان بہی ادب آموزی کے لئے بٹہاے گئے جب ۹۹۱ ہجری و ۲۹ جلوس اکبری مین بنگالہ منبع شور و فساد تہا شاہی امراء مقابلہ معصوم خان کابلی سے عاجز آگئے تے اکبر نے شہباز خان کو رہائی دیکر لشکر بنگالہ کی کمک کو روانہ کیا تاکہ معصوم خان کو صوبہ عیسیٰ سے نکال کر اُس سرکار کو جاگیر داردن کے حوالہ کردے۔ اس بہادر جرنل و نامور سپہ سالار نے وہان پہونچکر سخت لڑائیان کین اور غنیم کو شکست پر شکست دیکر فتح کامل پائی ابوالفضل نے لکہا ہے کہ قید سے رہائی پاکر شہباز خان نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز کیا گیا اُس نے بہی اخلاص گزینی و خدمت پذیری بآئین گزیدہ کرکے نیک نامی حاصل کی یعنی خدمات شایستہ سے نعم البدل پایا جو باعث مکافات زمانہ گذشتہ ہوا۔

شہباز خان کی وفات ۱۰۰۳ھ جلوس مین اکبر نے شاہزادہ سلیم یعنے جہانگیر کو رانا اودیپور کی تسخیر کے لئے اجمیر شریف روانہ کیا۔ نواب شہباز خان پہلے رانا کو شکست دیکر پہاڑون مین بہگا کر آوارۂ دشت ادبار کرچکے تھے اونکو شاہزادہ کا اتالیق مقرر کیا شہباز خان کو سیاب خوری کا شوق تہا پہلے اُس کے ضرر سے دست و کمر مین درد ہوکر اچھے ہوگئے تھے اب اجمیر مین وہی عارضہ لاحق ہوا ساتہ ہی تپ عارض ہوئی لیکن علاج سے تندرست ہوگئے

سن چوالیس جلوس اکبری مین مطابق ۱۰۰۷ ہجری دفعتہً انتقال ہوگیا عمر ستر برس سے گذر گئی تھی دین و دنیا کے سب مزے چکھ چکے تھے مرنیکے سوا باقی کیا رہا تھا ؎

کہ می نہند قدم اندر سرائے کون و فساد	کہ باز روے براہ عدم نمے آرد

شاہزادہ اون کے مال و متاع پر متصرف ہوکر بلا انصرام مہم رانا الہ آباد چلا گیا مرتے وقت روضۂ مقدس حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے اندر دفن کرنے کی وصیت کی تھی خدام روضۂ معلےٰ راضی نہوئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ غریب نواز نے مجاوروں و منتظموں کو بعالم خواب تاکید و تہدید فرمائی کہ شہباز خان ہمارا دوست ہے اُسکو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہ دو۔ صبح اون کے مبالغہ و منت سماجت سے نعش قبر سے نکالکر اُس جگہ جہان خواجہ بزرگ رح نے ارشاد فرمایا تھا دفن کی گئی۔ اس سے اُس کا پایۂ قبولیت اور اُس کی اخروی معاملات کی حالت بخوبی سمجھ مین آسکتی ہے ؎

چاہتے ہین جسکو بلاتے ہین یون	شربتِ دیدار پلاتے ہین یون

الحق یہ شخص نہایت سخی شجیع معرکہ آرا مدبر متقی اقبال مند و مقبول بارگاہ صمدیت تھا۔

نقل عجیب جب اپنے عہد سلطنت مین نورالدین جہانگیر بادشاہ دارالخیر اجمیر کو گیا مرزا محمد علی بیگ نے حاضر ہوکر مزار پر انوار خواجہ بزرگ کی زیارت کی نواب شہباز خان کے ساتھ مرزا کو ہمیشہ سے الفت تھی اُس کی قبر دیکھکر بکمال تپاک اُس سے لپٹ گیا اور کہا یہ ہمارا قدیمی دوست تھا بس اوسی وقت جان نکل گئی وہین مرزا کو دفن کیا گیا اور مثل (دوست بدوست پیوست صادق آئی۔

یہ واقعہ ۱۱ جلوس جہانگیری و ۲۲ ربیع الاول ۱۰۲۵ ہجری کا ہے مرزا کا مولد و منشا بدخشان تھا بعد ورود ہندوستان اکبر کی ملازمت مین داخل ہوا اکبر شاہی خطاب پایا عہد جہانگیر مین منصب چار ہزاری و چار ہزار سوار و صوبہ داری کشمیر پر مامور رہا معرکۂ جنگ مین دلاور اور فضلاء و صلحاء کا دوست تھا۔

شہباز خان کی اولاد اُن کی اولاد کی پوری تعداد اور تفصیلی حالات ہمکو نہیں ملے اتنا معلوم ہے کہ دو بیٹیاں اور نیاز خان و الہام اللہ خان دو بیٹے تھے ایک لڑکی کی شادی شیخ محمد مارہروی کے ساتھ ہوئی تھی۔ شیخ محمد کا حال اون کے اسلاف کے ساتھ اسی ضمن امراء مین ہم لکھین گے۔ دوسری بیٹی زین الدین کو بیاہی تھی۔ زین الدین شہباز خان کے داماد اکبری امراء مین تھے ہمیشہ ملکی مہمات مین شریک رہے ۹۸۰ھ مین جبکہ راجہ ٹوڈرمل محمد معصوم کابلی کے مقابلہ سے عاجز ہوکر (مونگیر) مین قلعہ بند اور پناہ گزین ہوگیا تھا اُس کے پاس خزانہ ہوچکا لشکر پر خرچ کی تکلیف گذرنے لگی تب زین الدین نے ایک لاکھ روپیہ ڈاک چوکی کے ذریعہ سے دریا کے راستہ راجہ پاس پہونچایا ۲۹ جلوس اکبری و ۹۹۱ھ مین امراء اکبری لے مظفر ابن سلطان محمود گجراتی والی احمد آباد سے ہزیمت پائی قطب الدین احمد قلعہ بروده مین بند ہوگیا اُس کے سردار مظفر سے آملے زین الدین نے ساتھ نچھوڑا قطب الدین احمد نے بغرض صلح زین الدین کو جو قابل شخص تھے بطور سفارت مظفر پاس بھیجا اُس نے بجمال نخوت وذخیرہ سری نے الغور زین الدین کو قتل کردیا اس طرح اُن کی جان عزیز اپنے خداوند نعمت کی خدمات مین نثار ہوگئے۔ بعد مین قطب الدین کو امن دیکر قلعہ سے نکالا وہ بڑی عاجزی سے اُس کی خدمت مین آیا جو وہ لاکھ خزانہ کہنایت اور تمام خزانہ واسباب قطب الدین احمد جو زائد از دس کرور تھا مظفر کے ہاتھ لگا اکبر نے مرزا جان ولد بیرم خان خانخانان و دیگر امراء کو اس مہم پر مامور کیا اور بعد زد و برد بسیار فتح پائی۔

نیاز خان پسر نواب شہباز خان شہاب الدین شاہجہان صاحبقران کے امراء مین تھا ملا عبدالحمید نے (بادشاہ نامہ) مین ذکر کیا ہے کہ ہشت صدی ذات و چار صد سوار انکا منصب تھا۔ (جس کی تنخواہ پانچہزار روپیہ ماہوار ہوتی ہے)۔

الہام اللہ خان فرزند شہباز خان صاحب نام و نمود تھے ہمیشہ روشناس بارگاہ السلاطین رہے عہد شاہجہان بادشاہ مین خدمت وقایع نگاری

(بکلانہ[۵]) ان کے سپرد تھی عمر گرامی وہین بسر کی۔

مولوی محمد احسان علی خان بچند واسطہ شہباز خان کی نسل سے ذیعلم شخص تھے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین پانصدی ذات پانصد سوار انکا منصب تھا بربادی دہلی کے سبب امروہہ آکر سکونت کی ان کے بیٹے حافظ عبدالرحمن علم تجوید وحفظ قرآن وصلاح وتقوے مین بعدیل اور اون کے سات بیٹے ساتون حافظ وقاری تھے اونکی اولاد کا سلسلہ بفضلہ تعالے موجود ہے۔

اکرام اللہ خان شہباز خان کا چھوٹا بھائی (جلال الدین اکبر بادشاہ) کے امرا مین دوہزاری منصب تھا (جس کے بارہ ہزار ماہوار ہوتے ہین) لاہور مین انہون نے نہایت نفیس مکان بنوائے تھے ۳۱ جلوس مین اکبر کی بڑی دھوم دھام سے ضیافت کی بیش بہا تحفے پیشکش کئے بعض چیزین بادشاہ نے قبول فرمائین علاوہ اس کے اور بھی چندمرتبہ بادشاہ اون کے مکان پر گیا ومشمول عواطف خسروانی فرمایا اکثر سفر وحضر مین اکبر کے ساتھ اور لڑائیون مین شریک رہے ۳۱ جلوس و ۹۹۴ھ مین اکبر نے ہرصوبہ مین بخشیون کے پاس دو دو دیوان مقرر کئے شہباز خان اوسوقت ملتان کے بخشی تھے اور کرم اللہ خان اون کے دیوان بیسوین[۲۰] تیرماہ ۱۰۰۲ ایکہزار دوہجری بمقام (سروخ) بیماری سے انتقال ہوگیا اکبر نے اون کے بیٹون کو مراحم خسروانی سے تسلی وتشفی دے کر

---

[۵] بکلانہ دکن مین ایک ملک ہے اوس کے دو قلعہ (سالیر) (ہلیر) سرنبلک کشیدہ ہین چودہ سو برس سے بہرجی حاکم اس ملک کے اباواجداد کے تصرف مین تھا پندرہ لاکھ سالانہ آمدنی تھی ۱۱ جلوس شاہجہانی مین مطابق ۱۰۴۷ھ شاہزادہ محمد اورنگ زیب نے فتح کیا اعتدال آب وہوا وکثرت انہار واشجار ثمردار وسبزہ وریاحین مین نظیر کشمیر ہے خوشہ انگور فخری وترنج آٹھ آٹھ اور ایک ایک آنبہ ڈیڑھ ڈیڑھ سیر وزن کا ہوتا ہے وہان کے آنبون کی کثرت وکلانی اور اوس کی فصل کی درازی مدت اور بیج نکمو دکی تخمگی اہل دکن مین مشہور ہے ۱۲ منتخب اللباب صفحہ ۶۱۵ ۔

شکیبا کیا بعض مورخ لکھتے ہین کہ خواجہ شاہ منصور کو جو مرزا حکیم سوتیلی بہائی اکبر کے ساتھہ سازش رکھنے کی علت مین بنزل کچھہ کوٹ نواح انبالہ مین سولی دئے گئے اون کے قتل کی سازش مین کرم اللہ بھی شریک تھے اور کچھہ خطوط پیش کئے جو جعلی تھے تعجب یہ ہے کہ راجہ مان سنگھہ نے بھی تین خط اُنکے سے گرفتار کرکے بھیجے اور لکھا کہ شادمان کے لشکر مین سے نکلے ہین منصور کے مزاج مین وقت جزرسی سخت گیری بلندت تھی امرا سے سپاہی تک سب اون سے تنگ تھے راجہ تو ڈرپل سے اُنکی چشمک اور نہایت اُن بن تھی اونہین کی کارسازی تھی اوسوقت کوئی نہ سمجھا بعد فہم مرزا حکیم کے کابل پہونچکر اکبر نے تحقیقات کی اور راز کھلا راجہ اور خواجہ کی کاغذی بحثین تھین دونون منجھے ہوئے اہلکار اور سلجھے ہوئے پیچ تھے خدا جانے طرفین سے کیا کیا وار چلتے ہون گے اُس وقت انکا چلگیا اُنکا نہ چلا۔

شیخ مجاہد خان ابن مصاحب خان ابن محب علی خان صاحب طبقات اکبری نے بضمن امرا اکبار پائے تخت اکبری انکا ذکر کیا ہے نہایت شجیع و دلاور تھے منصب ہزاری پایا تھا بڑی بڑی لڑائیون مین شریک رہکر داد شجاعت دی جب اکبر ۹۸۴ھ ۲۲ سنہ الہی اجمیر مین تھا بسرکردگی کنور مانسنگھہ پانچہزار سوار جرار رانا سے کیکا کی سرکوبی کو روانہ کئے شاہ غازیخان تبریزی و خواجہ محمد رفیع بدخشی و مجاہد خان سرداران کو اُن کے ہمراہ کیا آصف خان کو منصب بخشی گری اور مان سنگھہ و جمیع سرداران کو خلعت فاخرہ و اسپان عراقی و عربی عطا ہوئے ۲۰ محرم ۹۸۵ھ کو یہ لشکر فتح و فیروزی کے ساتھہ واپس آیا۔

جس زمانہ مین شہباز خان ملک بہاتی تھا جس کے شرق طرف دریائے شور و جانب مغرب کوہستان بنگالہ و جنوب ٹانڈہ و شمال دریائے شورد کوہستان تبت ہے عیسی والی بہاتی سے معرکہ آرائی کر رہا تھا اور امرا تخت عیسی سے زرکثیر لیکر براہ کوتاہ بینی لشکر شاہی کی شکست چاہنے لگے شہباز خان کے اطلاع دینے پر اکبر نے اول سعید خان چغتا و نیشر خان اور خواجہ فتح اللہ خان کو پھر راجہ رامداس کچھواہہ و شیخ مجاہد کو جو سردار نامدار تھے روانہ کیا اور شہباز خان

کو لکھا کہ اور سپاہ درکار ہو تو راجہ تو ڈرمل و مطلب خان و شیخ جمال بختیار و دیگر بندگان کارگذار کو بھیجا جاوے - اوس نے جواب دیا کہ لشکر کافی ہے اور مکرر چڑھائی کر کے بعبور دریائے شور جنگ کی معصوم خان کو شکست فاش ہوئی بہت سے آدمی اوسکے گرفتار ہوئے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئے عیسیٰ خان نے اطاعت قبول کی - معصوم خان کو یقین تھا کہ لشکر اس دریا پر زگ سے عبور نکر سکے گا یہی باعث اوسکی نخوت و پندار کا تھا بالاخر (شیخ مجاہد) نے ولایت (کوتلیہر) کے معرکہ جنگ مین مردانہ داد شجاعت دیکر درجہ شہادت حاصل کیا (محب علی خان) مجاہد خان کے دادا بھی امرا شاہی مین تھے اکثر مخالفان سلطنت سے نبرد آزما و گرم پیکار رہکر نام آوری حاصل کی -

شیخ گدائی اصلی نام عبدالصمد تھا - مولانا شیخ جمالی دہلوی جو مشہور شاعر و عالم عارف تھا اوسکے بڑے بیٹے ہین بزرگی و جاہ مین ہم پہلوئے پدر نامور تھے - آغاز شعور سے پایان عمر تک ہمت عالی اکتساب مفاخر و معالی پر مصروف رکھے ہمیشہ اطوار بزرگی اور اوضاع جاہ و دولت کا پاس ملحوظ رہا طبیعت لطیف پائی تھی کمالات صوری خوب حاصل کئے - بڑے بڑے فاضلون کی صحبت مین رہے اور اونکی برکتون سے متمتع ہوئے - ماورائے دیگر کمالات علمی شعر گوئی سے بھی انکو مناسبت تھی - ہندی زبان مین خوب لکھتے اور پڑھتے بھی اچھا تھے میر علاء الدولہ قزوینی متخلص (بہ کانی) نے اپنے تذکرۃ الشعرا موسوم بہ (نفایس المآثر) مین یہ غزل انکی نقل کی ہے -

غزل

کجا جان منزل غم شد کجا دل	محبت را مے برم منزل بمنزل	مشو غافل ز حال دردمندے
کہ از حال تو یکدم نیست غافل	دل دیوانہ در زلف تو بستم	گرفتارم بآن مشکین سلاسل
بجان و دل اگر آسان شدی کار	نبودے عاشقانرا کار مشکل	گدائی جان بنا کامی برآمد
نشد کارم ز لعل یار حاصل		

شروع مین نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے مقربون مین تھے جب سلطنت شیر شاہ کے ہاتھ آئی بوجہ اون خصوصیتون کے جو ہمایون کے ساتھ تھین ہند مین

ٹھیرنا مناسب نجانا سیاحت کو اقامت پر ترجیح دیکر گجرات گئے وہان سے معہ اہل وعیال حرمین شریفین کی راہ لی حج سے مشرف ہوکر جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد دولت مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی - ہمایون کے شکست کہانے کے بعد جب نواب بیرم خان خانخانان شیر شاہ کے پاس گرفتار ہوگیا اور بسفارش مسند علی وعیسیٰ خان رہائی پاکر گجرات گیا شیخ گدائی وہان موجود تھے - اوس حالت غربت وبیکسی مین خانخانان کے ساتھ اونھون نے بہت لطف ومدارا کیا اور نہایت آدمیت وجوانمردی سے پیش آکر بکمال حسن سلوک عزت وحرمت سے ہمایون پاس روانہ کردیا تھا - سال اول جلوس اکبری مین مطابق ۹۶۳ھ نوسو ترلیسٹھ ہجری شیخ نے گجرات سے دہلی پہونچکر ملازمت شاہی حاصل کی اوسوقت سلطنت کی باگ بیرم خان کے ہاتھ مین تھی اوس نے بوجہ سابقہ حقوق صحبت وصداقت شیخ کا نہایت اعزاز واکرام کیا اور منصب اعلیٰ (صدارت کل) پر جو قریب منصب وزارت ہے شیخ کا تقرر ہوا - تمام ہندوستان - ماوراالنہر خراسان - عراق کے علما ومشایخ کا شیخ سے رجوع وتعلق تھا - خانخانان کے ساتھ ایسی موافقت آئی تھی کہ خان موصوف کوئی ملکی کام ہو یا مالی بلا مشورت وبغیر صلاح شیخ کے ہرگز نکرتا تھا - فرمانون کے پشت پر شیخ کی مہر ہوتی تھی - اور تسلیم اونکو معاف ہوگئی تھی - شیخ کی عظمت شان اس درجہ بڑہ گئی تھی کہ سواری مین عرش آشیان (اکبر) کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے مجلسون اور محفلون مین جمیع اکابر وعلما اور کل سردارون پر شیخ کو ترجیح دیجاتی تھی - جبکہ اکبر حصار سرہند مین تھا باہم ناصر الملک وشیخ کے اَن بَن ہوگئی بیرم خان کو شیخ کی رعایت ملحوظ تھی وہ اوس کا جانبدار ہوگیا ناصر الملک چندروز دربار مین نہ آیا بارے چند مصلحون نے درمیان پڑکر صلح کرادی جب بیرم خان ترک تعلقات کرکے عازم حرمین شریفین ہوا نواحی بیکانیر مین شیخ اوس سے رخصت ہوکر بوجہ خصومت بعض حسد پیشہ اشخاص کے چندے کوہ (جا جلیر) پر قیام کیا - پھر دہلی آئے اور گوشہ آسایش مین قیام فرمایا - مدد معاش معین پر قناعت کی - مشایخ دہلی کے مزارات پر عرس کی تقریبون مین بڑی زیب وزینت وکرّوفر سے مجلسین ترتیب دیتے - اور باوصف کبر سن نہایت عیش وتنعم

وعظمت کے ساتھ بسلاطین بہشت آئین مین بسر کرتے تھے شیخ کی وضع صوفیانہ تھی اکثر خانخانان اور گاہ گاہ خود شہنشاہ جلال الدین اکبر اونکے مکان پر جاکر مجالس سماع مین شریک ہوتا تھا امرا کو اوس کے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہوگیا تھا کہ گویا گھر گھر ماتم تھا میر سید نعمت اللہ اسولی نے ایک قطعہ اوسکی ہجو مین لکھکر مشہور کردیا تھا کسی شخص نے شیخ کی مسجد مین لکھ بھی دیا تھا ایک شعر اوسکا یہ ہے۔ **شعر**

نام گدائی میرنان گدائی مخور			زانکہ گدائی بداست روئی گدائی سیاہ

سنہ ۹۷۶ نوسو چہتر ہجری مین بمقام دہلی شیخ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اپنے باپ کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ ایک مسجد نہایت عالی شان اونکی بنائی ہوئی مزار پدر کے متصل موجود و یادگار زمانہ ہے **شیخ جان محمدؒ** اونکے بیٹے اور جانشین تھے اکبر کو اونکے ساتھ لطف وحسن ظن تھا۔ شیخ پر حسد پیشہ و نفاق سرشت لوگون نے بعض الزام لگائے ہین مثلاً[1] بیرم خان کا بادشاہ سے بگاڑ کرادینا۔ اراضی[2] مدد معاش کا ضبط کرلینا اپنے دربار وارونکو جاگیرین عطا کرنا۔ ملائی بدایونی تو عیب چینی و بدگوئی کے بادشاہ ہین بقول ازاد دہلوی۔ (جو شخص ملا صاحب کی تاریخ پڑہے گا بلکہ دربار اکبری مین اونکی باتین سنیے گا سمجھ جائے گا کہ انکی طبیعت کا حال کیا ہے کسیکو ترقی کرتے دیکھا نجاتا تہا جسے عزت کے کپڑے پہنے دیکھے ضرور نوچنی لی اہل علم کی زیادہ کہ ہم پیشہ تھے انمین اگر شیعہ ہے تو کیا کہنا شکار ہاتھ آیا بہلا تمام دنیا کے لوگ کیسے اہل معرفت و اہل اللہ نجایئن[3]) اونہون نے عادتاً بات بات پر چٹکیان لی ہین۔ دبی[4] زبان سے شیخ کے نسب پر بھی حملہ کرگئے ہین کہتے ہین کہ (شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب اکابر گہبرائے) واقعات[5] سنہ ۹۷۶ھ مین شیخ کے مرگ کی تاریخ (مُردہ خوک کلان) نکلی اپنے جوہر فضیلت و شرافت نفس و پاک طینتی کا ثبوت دیا ہے۔ پھر[6] لکھتے ہین کہ اوسکی اولاد کا گہر بھی اور گہرون کی طرح خراب ہے۔ لیکن اہل خرد جانتے ہین کہ یہ سب امور کچھ زیادہ وقیع اور قابل لحاظ نہین۔ بات صرف اتنی ہے کہ بیرم خان خانخانان سے انکی خصوصیت

[1] صفحہ ۶۶۲ دربار اکبری ۱۲

تھی - بیرم خان جو کھنے کو وزیر پر تدبیر کا بادشاہ تھا - جو سارے مصائب مین ہمایون کا ہمدم وہمقدم اور اکبر کا حامی رہا - جو ہندوستان مین سلطنت تیموریہ کا بانی ہوا - جسے اکبر خان بابا کہتا تھا - جسکی خوبیان لکھنے مین اہل تاریخ کی زبانین خشک ہوئی جاتی ہین بالاخر خود غرض لوگ اوسے نہ دیکھ سکے وہ وہ داؤن چلے کہ دربار اکبری سے ایسا دلسوز دانشور مدبر علیحدہ ہی کر دیا گیا اور جس طرح اوسکی جان گئی اس داستان طویل کے اس مختصر مین گنجایش نہین جب بیرم خان سے تنگ آکر اپنے وفادار مصاحبون سے مشورہ کیا بعض کی راے تھی کہ بہادر خان کو فوج دیکر مالوہ بھیجا ہے وہان چلو ملک تسخیر کرو اور بیٹھ جاؤ - بعض کی صلاح تھی کہ خانخانان پاس چلو پورب کا علاقہ افغانون سے صاف کرکے وہان رہو شیخ گدائی وچند دیگر اشخاص کی راے ہوئی کہ جریدہ سوار ہوکر حضور شاہی مین حاضر ہوکر عرض ومعروض کرو - اس واقعہ سے شیخ کے خیالات کی پاکیزگی صلاحیت وسنجیدگی راے ہوا خواہی سلطنت ظاہر ہوتی ہے اگر شیخ بد دماغ کوتاہ نظر بدخواہ سلطنت اور بدسگال سلطان ہوتا تو مثل دوسرے سردارون کے بغاوت کی راے دیتا - اوسوقت ذرا ذرا سی مخالفت پر حقوق نعمت دیرینہ نظرانداز کرکے امرا باغی ہوجایا کرتے تھے - بیرم خان ہر شخص اور زمانہ کا مزاج دان مع دولت اکبری کا جان نثار اور خود اس چمن کا باغبان تنہا اوس نے شیخ ہی کی نیک صلاح پر کاربند ہونا مناسب جانا - یا نہیں خود غرض ستم پیشہ لوگون کے ہاتھون جو کچھ اوسپر گذرا تاریخ مین جلی حرفون سے لکھا ہوا ہے - یہاں یہ بات بہت آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ جب خانخانان جیسے شخص کے ساتھ بدخواہون نے وہ سلوک کئے ہین اوسکی رفقا پر کیا کیا وار نچلے ہونگے بچارے شیخ گدائی جسکی خصوصیت اوسکے ساتھ سب سے زیادہ تھی اونکے طعن وتشنیع سے کیونکر بچ رہتے اور جو کچھ اونکی نسبت کہا اور کیا جاتا بہت تھوڑا تھا - پر ہم سے پوچھو تو شیخ تنہا خوش قسمت جب بیرم خان سے جدا ہوکر حضور شاہی مین آیا بقول صاحب (مآثر الامرا) ارکان خلافت وامرا ودربار نے اوسکی ایذادہی کے واسطے ہر طرح بادشاہ کو بھڑکایا اور کوئی دقیقہ

سعایت گری کا اوٹھانا کہا لیکن دانشمند بادشاہ ذرا نہ بگڑا اور کمال عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بالآخر خرد ور بادشاہ نے بیرم خان اور اوسکی رفقا خصوص شیخ گدائی کی بیگناہی اور خود غرضون کی چالین تاڑلی ہونگی ورنہ لغزش و بدراہی کی حالت مین بڑے بڑون کا ایکدم مین قلع قمع ہوجاتا تھا۔ شیخ الاسلام مخدوم الملک ملان عبداللہ سلطانپوری اور شیخ عبدالنبی صدر وغیرہ کے حالات سے یہ اسرار کھل سکتے ہین۔ صاحبو وقفی املاک و اراضیات مدد معاش کی حالت اور متولیون کی دیانت تمہارے پیش نظر ہے **شعر**

چشمے داری و عالمے در نظر است		دیگر چہ معلم چہ کتابت باید	

صدارت کا عہدہ کوئی ادنی عہدہ نہ تھا تمام قلمرو ہند کے اوقاف کا اوس سے تعلق اور کل علما و مشایخ و متولیون کا اوس سے علاقہ تھا سب نوری نہ تھے اکبر کے وقت مین بھی یہی زمین و آسمان اور یہی حضرت انسان تھے ہر طرح کی بدمعاشیان اور بدعنوانیان ظہور مین آتی تہین ہر قسم کے مقدمات پیش ہوکر لوگ سزائین پاتے تھے قصوروارون جابردن ستمگرون غاصبون کی جاگیرین ضبط بھی ہوتی ہونگی خالق بیچون و چرا سے تو مخلوق راضی رہ نہین سکتی کسطرح ممکن ہے کہ تمام دنیا کی بے انتہا مخلوق کو اونھی مین کا کوئی شخص اپنے سے یکسو راضی رکھ سکے جب ہم دیکھتے ہین کہ اکبری کے زمانہ مین بڑے بڑے مقدس شیوخ و صدور پر سخت بددیانتیون بدعنوانیون بداعمالیون کی پاداش مین مقدمات قایم ہوکر سنگین سزائین دی گئی ہین اور شیخ گدائی ان الزامون اور آفتون سے محفوظ رہے تو ضرور یقین ہوتا ہے کہ شیخ نے کس خوش اسلوبی سے اس کار عظیم کو انجام دیا ہوگا۔

ازاد دہلوی دربار اکبری کے صفحہ ۴۷ مین لکھتے ہین (خانخانان نے جو انہین صدارت کا منصب دیا تھا بادشاہی فرمان مین جہان اور اعتراض ہین ایک یہ بھی اعتراض ہے) خانخانان نے ضرور کہا ہوگا کہ شیخ نے میرے ساتھ جو رفاقت کی ہے شاہ جنت مکان کا ملازم سمجھکر کی تھی اور بادشاہی امید پر کی تھی اب جو اوسکے ساتھ کیا گیا بادشاہی خدمت کا صلہ ہے

اپنا حق قرابت نہین جو لوگ باپ دادا کا نام لیکر آج حاضر ہین اوسوقت کہان گئے تھے حریفون کے ساتھ تھے یا جان بچا گئے تھے جنہون نے رفاقت کی بہرصورت اونکا حق مقدم ہے اور حضور حق شناسی سے قطع نظر کرکے دیکھین آئین مملکت کیا فتوی دیتا ہے جو لوگ بُرے وقت مین رفاقت کرتے ہین اگر بھلے وقت اون سے سلوک نکیا جائے تو آیندہ کسیکو کیا امید ہوگی مسجد نشین مُلّا نے یا خود غرض لوگ جو چاہین کہین یہہ مسجد و مدرسہ کا وظیفہ نہین کہ حضرت پیر صاحب کی اولاد ہین یا مولوی صاحب کے بیٹے انہین کو دیدو یہہ مہمات سلطنت ہین ذرا سی اونچ نیچ مین بات بگڑتی ہے اور اس سے ایسا طوفان اوٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ ملک و مملکت تہ و بالا ہو جاتی ہے اور ذرا ہی سی بات مین بنجاتی ہے پھر کسیکو معلوم بھی نہین ہوتا کہ کیا تھا **ازاد** جن مشایخ اور امامون سے اونچا بٹھایا تھا غور تو کرو وہ کون تھے وہی بزرگوار جنکا حال چند سال بعد کہل گیا اگر ایسے لوگون سے اونچا بٹھایا تو کیا کفر ہوگیا)

باقی رہا نسب کا طعن وہ ایسا ہے جیسا کہ شیخ مبارک پدر ابوالفضل کو گندم نما جو فروش حاسدون نے بے اصل مطعون کردیا تھا اگر کوئی واقعی کھوٹ ہوتی تو ملا صاحب اوسے خوب کہرا کرکے دکھاتے اتنا ہی کہکر چپ نہو جاتے کہ شیخ کی معراج سے جسکے نسب کو بھی اچھا نہ سمجھتے تھے سب اکابر آئمہ گہبرائے۔ **ازاد دہلوی** دربار اکبری صفحہ ۴۰۰ مین لکھتے ہین مجھے ابتک نہین کہلا کہ شیخ گدائی کی ذات یا صفات مین کیا داغ تھا ہر صاحب تاریخ انکے باب مین گول گول بات کہتا ہے مگر کہول کر نہین کہا۔ دوسری جگہ لکھتے ہین۔ ازاد حیران تھا کہ شیخ گدائی اور اونکے بزرگون کی ابتک کوئی بُرائی نظر نہین آئی کیا سبب ہے کہ اکثر اہل تاریخ اونہین سبک الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ اور ملا صاحب کا تو کیا کہنا نظم نثر لطیفہ تاریخ کے تیرون سے خاک تو دہ بنا دیا ہے تاثر سے یہ عقدہ حل ہوا کہ انکے خاندان کا مذہب بھی شیعہ تھا۔ الہی تیری امان الہی تیری امان۔

شعر

بدنہ بوئے زیرگردون گر کوئی میری سُنے		ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے	

فصیح فارسی کیا خوب کہتا ہے۔

درحقیقت نسب عاشق و معشوق یکے است		بوالفضولان صنم و برہمنے ساختہ اند
یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتو آن		نہر کے مے نگرے انجمنے ساختہ اند

شیخ کی تاریخ وفات مین جو داد فضیلت و فضیحت دیگئی ہے اوسکی شکایت نہین ہوسکتی ملا صاحب کی عادت ہی یون ہے مثل مشہور ہے علت بدلے عادت نہین بدلتی اکبر کے دربار یون اور امرا مین بہت سے شان و شوکت والون کی نسبت اونہین کے ہمعصر حاسد و ہجو گویون نے بہت کچھ لکھا ہے۔ شیخ سلیم چشتی رح کے بڑے صاحبزادے شیخ ابراہیم نے ۹۹۹ھ مین انتقال کیا یہ بڑے دولتمند تھے ملان صاحب نے لکھا ہے ۲۵ کروڑ نقد و علی ہذا القیاس ہاتھی گہوڑا و اجناس چہوڑا (شیخ لئیم) اور (ذمیم الاوصاف) تاریخ ہوئی۔ حکیم ابوالفتح گیلانی کی تاریخ وفات ملا صاحب نے یہ لکھی ہے۔ (خدایش بیامرزاد) ابوالفیض فیضی فیاضی نے ۱۰۰۳ھ ہجری مین انتقال کیا ملا صاحب نے (قاعدہ الحاد شکست) تاریخ کہی۔ موتمن الدولہ عمدۃ الملک راجہ ٹودرمل وزیر جود و فادار سلطنت تہا اوسکی تاریخ ہے۔ **تاریخ**

تودرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم		چون رفت سوئے دوزخ خلقی شدند خرم
تاریخ رفتش را از پیر عقل جستم		خوش گفت پیر دانا اورفت در جہنم

اور کسی نے اوس کا سجع یون لکھا ہے۔ ؎ انکہ شد کارپرداز دمختل ٭ راجہ راجہاست تودرمل ابوالفضل ساجان نثار سلطنت جسکے لاشہ بے سر کو اکبر دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روتا اور یہ شعر پڑہتا تھا۔ **شعر** شیخ ما از شوق بے حد چون سوئے ما آمدہ ٭ از اشتیاق پائے بوسی بے سر و پا آمدہ آزاد لکھتے ہین امرا اکبری کے دلون کا حال اس نکتہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کوکلتاش خان نے تاریخ اوسکی لکھی ہے ؎ تیغ اعجاز نبی اللہ سر باغی برید ٭ مگر اوس نے خواب مین اوس سے کہا کہ میری تاریخ تو۔ بندہ ابوالفضل کے اعداد سے نکلتے ہی اسکی قبر بمقام (انتری) گوالیار سے پانچ چہ کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اوس کے دل کی روشنی اور نیک نیتی کی برکت ہے کہ آجتک انتری کے لوگ ہر جمعرات کو وہان ہزارون چراغ جلاتے اور

چڑہاوا چڑہاتے ہین[1]۔ قاضی علی بغدادی ملا حسین واعظ کے پوتے جو عہدہ صدر پر مقرر تھے ملان صاحب نے اونکی تاریخ وفات لکھی ہے ؎

چونکہ قاضی علی بغدادی		حسرتے یادگار با خود برد
خامہ منشی قضا بنوشت		سال تاریخ او کہ موذی مرد

خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان جب دیوان کل ہوئے۔ ظالم تاریخ کہی گئی۔ مرزا عبدالرحیم خانخانان جو خوبیون اور محبوبیون مین اپنا آپ نظیر تھا جسکی بے انتہا خوبیون کے لکھنے مین مورخون کے قلم گہس گئے ہین پہر بھی کسی حریف یا حریفون کے خوشامدی نے اوسکی نسبت لکھا ہے۔ **شعر** یک وجب قد و صد گرہ در دل ✤ مشتکی استخوان و صد مشکل ✤ شاہجہان اور جہانگیر کی بدمزگیون مین دراب اسکے بیٹے کا سر کاٹ کر خوان مین کہانے کی طرح کسوا کر بدنصیب باپ کے پاس بھیجدیا تھا مہابت خان کے ملازمون نے بموجب اوسکی حکم کے کہا حضور نے تربوز بھیجا ہے دل فگار باپ نے آبدیدہ ہوکر کہا درست (شہیدی) ہے۔ خواجہ امین الدین ترتبی خراسانی مخاطب بخان جہان سفیر ایران مین ہمایون کے ساتھ رہا ایام شہزادگی مین اکبر کا بخشی بیرم خان کا معتمد تھا ابوالفضل اوسکی حساب دانی خوش خطی مہمات سلطنت و بندوبست مال کی قابلیت بیان کرکے لکھتا ہے کہ غرضمندون کی کارسازی مین بے نظیر تھا اپنے بگانے کی قید نہ تھی درباریون مین جسکا کام آن پڑتا فوراً کوشش کرکے طوغ علم نقارہ سب کچھ دلوا دیتا لیکن حق سعی لے لیتا اہل علم و فضل کو ہزارون ہی دلوائے خود ملا صاحب کو اقرار ہے کہ اونکی سعی سے بادشاہ مجھے بہت کچھ روپیہ دیتا تھا اور جسطرح امرا امیر دیتے تھے وہ خود بھی دیتا تھا اور ہر شخص سے سلوک کرتا تھا ملا عصام تاشکندی مصنف تفسیر سورہ محمد کو بادشاہ و امرا سے چالیس ہزار دلوائے پھر ملا صاحب لکھتے ہین کہ رشوت خواری کا شیر تھا

[1] ابھی حال مین ایک یورپین سیاح کا ابوالفضل کی قبر پر گذر ہوا اوس نے قبر کو نہایت شکستہ حالت مین پایا کسی راہگیر سے اس شخص نے بیان کیا کہ قبر پر کچھ عربی ایک کتبہ تھا ۲۰ برس کے قریب ہوئے کہ ایک شخص اوسی راہ سے کہدکر گیا تھا عبرت عبرت

اوسکے اختیار سے لوگ اکبر سے بھی ناراض ہو گئے تھے جوہی شاعر نے لکھا ہے ؎

	بر اہل شہر سند سکندر در تست		یاجوج کہ گویند صف لشکر تست
	در دور تو آثار قیامت پیدا ست		دجّال توئی خواجہ امیناخر تست

خواجہ شاہ منصور دیوان کل تھے۔ دفتر حساب کو خوب درست کیا پر اسنے معاملات سلجھائے مزاج مین خبز رہی تھی کسی کا شعر ہے۔ ؎

	ناقابل است انکہ بدولت نمی رسد		ورنہ زمانہ در طلب مرد کامل است

ملا صاحب اصلاح دیکر خواجہ پر لون چوٹ کرتے ہین۔ ؎

	ناقابلان دہر بدولت رسیدہ اند		پس چون زمانہ در طلب مرد قابل است

مظفر خان وکیل مطلق تو ڈرمل کے شریک کام کرتے تھے ۹۸۵ھ مین بنگالہ کا انتظام انکی سپرد ہوا اہل ظرافت مین ایک شعر مشہور تھا۔ **شعر**

	سگ کاشے بہ از خراسانی		گرچہ صد بار سگ زکاشے بہ

یارون نے جلکر یہہ اصلاح دی۔ **شعر**

	سگ راجہ بہ از مظفر خان		گرچہ صد بار سگ زراجہ بہ

اکبر نے جب مالگذاری کا بندوبست کیا چپہ چپہ بہر زمین کی پیمایش کرائی چوریان خرابیان دور کین آئین مقرر کئے لیکن انسان قدرتاً کسی پابندی کو پسند نہین کرتا اسپر ناخوشیان ہوئین عاملون کی ہجوین کی قواعد آئین کے مضحکہ اوڑائے انہین ہین سے جریب کے حق مین کسی شوخی کا شعر ہے **شعر**

	در نظر عبرت مرد لبیب		مار دو سر بہ کہ طناب جریب

ناظرین یہہ سب رقابت خود غرضی وخود مطلبی کی بہار ہے جو مشتی نمونہ از خروارے ہے لیکن کسی زمانہ پر اس کا انحصار نہین آج ایسے مہذب زمانہ مین بھی کوئی دربار باہمی دون سے خالی نہین اور بیسیون نظرین ہماری پیش نگاہ ہین عوام کالانعام کا بڑا کہہ لینا شاید

کسی موقع پر جایز ہو علما کو دیکھئے کہ اپنی ہی جماعت کے مقدس لوگون کی نسبت ذراسی مخالفت اور خود غرضی پر کیا کچھ کہہ جاتے ہین مسلم کو کافر و ملحد بتا دینا اونکے نزدیک ایک ادنے بات ہے اکبر کے زمانہ مین کسی نے یہہ طریقہ اختیار کیا تو کیا تعجب ہے۔

ملا صاحب نے شیخ گدائی کی اولاد کو بھی نظر شفقت سے دیکھا ہے ہمین تسلیم ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا جیسا کہ ملا صاحب فرماتے ہین بخت و مقدر میراث نہین نوشتہ تقدیر موروثی پتہ نہین کہ باپ سے بیٹے کو منتقل ہو ؎

	بخت و دولت بکاردانی نیست		جز بتائید آسمانی نیست

شیخ کی اولاد مین بیشک اونکے باپ دادا کی سی قابلیت نہو گی لیکن زمانہ کی اکثر یہی حالت ہے اسواسطے بطور خردہ گیری اس کا مذکور کرنا صرف اظہار لطافت طبع ہے ہان بطور تاسف کہا جاتا تو نیک خیالی تھی بات بات ہی مین تو فرق ہو جاتا ہے اور کلام سے ہی آدمی کی ولی کیفیت سمجھی جاتی ہے۔ ہم اوسی زمانہ کی چند نظیرین اس باب مین بھی دکھاتے ہین شیخ ابو الفضل جو آسمان فضل و کمال کا آفتاب تھا اوسکے بعد اوسکے خاندان مین پھر کوئی اوس جیسا باقی نرہا۔

ازاد دہلوی کا یہہ فقرہ جو اوس نے نہ چشمک سے نہ چوٹ چٹکی بلکہ دلسوزی سے لکھا ہے کسقدر موثر ہے۔

(افسوس کے قلم اور سینہ بختی کی سیاہی سے لکھنے کے قابل یہہ بات ہے کہ جو فضل و کمال تھا فضل اور فیضی کے ساتھ گیا اتنے بھائی اور عبد الرحمن اکلوتا بیٹا تھا سب خالی رہ گئے)

حکیم ہمام برادر حکیم علی گیلانی کے دو بیٹے تھے حکیم حاذق و حکیم خوشحال منصب ملا مگر کمال مین باپ کا سا رتبہ پایا۔ حکیم ابو الفتح کے بیٹے کو بھی وہ فضل و کمال نصیب نہوا بلکہ جہانگیر کے عہد مین بمقام کابل خسرو کی سازش کے الزام مین یہہ سزا ملی کہ گدہے پر اولٹا سوار کرکے منزل بمنزل تشہیر کرنے کے بعد آخر اندھا کر دیا گیا۔

خود ملان عبدالقادر بدایونی کی اولاد مین کوئی مثل ملان کے ذیعلم و با نام و نمود نہین ہوا بہائیو ابتدا ر آفرینش سے دنیا کی یہی چال ڈہال ہے کسیکی بد اقبالی یا اولاد کی ناہنجاری باعث تاسف ہونا چاہیے نہ موجب مسرت و مضحکہ سلطنت کی انحطاط اور زوال کے ساتھ بڑے بڑے خانوادون کا تنزل ہوتا گیا لیکن شیخ کی اولاد کا ہر وقت مین پتہ ملتا رہا ہے اب بھی میرٹھ و امروہہ مین اونکی نسل موجود ہے۔ محمد محتشم خان دہلوی امروہوی بن محمد اشرف خان بن دانشمند خان بن بہلول خان شیخ گدائی کی اولاد مین سے تھے صاحب نخبتہ التواریخ نے لکہا ہے کہ نظر بر ابطہ موروثی دربار محمد شاہی مین معزز منصبدار تھے ایام غدر نادر شاہی مین (دہلی) سے نقل کرکے (امروہہ) آرہے اونکی اولاد مین اکثر لایق لایق اور مقدس بزرگ گذرے ہین۔ اِنکے پرپوتے حاجی امیر علی حضرت مولانا عبدالحی قدس سرہ کے مرید نہایت خاکسار بردبار حاجی صلاح و تقوی تھے پیر کے ساتھ انکو عشق تہا بعد وفات پیر حرمین شریفین کو گئے مدینہ طیبہ مین نکاح کرلیا وہین وفات پائی اونکے بہائی حاجی قایم علی بھی صالح تھے حج سے لوٹتے ہوئے بمقام بمبئی جوار بمبئی مین انتقال کیا اونکے بیٹے شیخ اشرف علی شاہ احمد سعید دہلوی کے مرید و رہبر لعزیز شخص تھے طبیعت پُر مذاق پائی تھی اب اونکی اولاد کچھ میرٹھ کچھ امروہہ رہتی ہے

خانجہان عماد الملک۔ ملک تاج الدین میان چمن حجاب خاص

یہ تینون حضرات اراکین سلطنت اور امرا کبار مین شمار تھے منجملہ چوتیس ۳۴ خاص امرا نامی کے جو سلطان بہلول لودی کے تخت نشینی کے وقت رونق افروز دربار تھے ملک چمن منسب خانجہان عماد الملک کا نام لیا گیا ہے اور جبکہ سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودی کے جشن تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی تریپن ۵۳ امرار عالی منزلت و اعیان دالا پایہ شریک دربار تھے صاحب تاریخ فرشتہ نے اون سبکی اسمو ار فہرست دی ہے اور ان حضرات گرامی کا نام نامی بھی اون مین شمار کیا ہے و صاحب طبقات اکبری نے

بالتصریح بتایا ہے کہ سکندر لودی کے امرا مین مولانا چمن (حجاب[1] خاص) وعماد الملک (میر عدل[2]) تھے۔

شیخ عبد العزیز سلطان ابراہیم لودی کے مدار المہام سلطنت تھے بادشاہ کے باغی بھائی کو اُنکے بہادر فرزند نے گرفتار کیا تھا سلطان سکندر نے اتوار کے دن ۱۰ ذیقعدہ ۹۲۳ھ مین سلطنت دنیا سے کنارہ کیا تہا اوسیدن ابراہیم اوس کا چھوٹا بیٹا اگرہ مین تخت نشین ہوا۔ ؎

ساقیا نند درین بزم بدان سیرحی	کہ چو ہنگام طرب جام مدور گیرند
کاس عشرت زگل خاک سکندر سازند	بادۂ عیش زخون دل سنجر گیرند

سکندر و ابراہیم کے وقت سے شیخ عبد العزیز کے زمانہ کا پتہ ملتا ہے۔

نواب اعتماد الملک سنبھلی امیر کبیر وزیر خوش تدبیر و صاحب خیر و صلاح تھے جس زمانہ مین شیر شاہ ہمایون کے ساتھ گرم پیکار تھا انہون نے شیر شاہ کی سرکار مین نوکری کی اور اپنی ذاتی قابلیت و جوہر دانش و بلاغت سے تہوڑی مدت مین داخل مقربان بارگاہ ہوگئے۔ جدال و قتال کے معرکون مین دل کھول کر داد شجاعت دی اور ناخن تدبیر سے کارہاے شکستہ کی عقدہ کشائی کی اوسی جنگ مین انکا پیارا بیٹا مبارز خان مارا گیا جب ۹۴۶ نوسو چہالیس مین شاہ فتحیاب ہوکر تخت دہلی کا مالک ہوا نواب کو

---

[1] ابتدا سلطنت اسلام مین حاجب نہایت جلیل القدر منصب تھا خلفا کے روبرو وہی سب کام پیش کرتا اور کل احکام وہی جاری کرتا تہا وزیر اعظم تک اوسکے دست نگر رہتے تہے اوسکے ذریعہ سے خلیفہ کی ملاقات ہوتی تھی جب وزرا کے اختیارات کا انتظام ہوا دیوان اور اہل دفاتر مقرر ہوئے تدریجاً حجاب کے رتبہ مین کمی ہوگئی بالآخر اوس کا لقب عرض بیگی و دارو غہ دیوانخانہ قرار پایا سلاطین تیموریہ کے عہد دولت مین جو شخص سلطنت قاہرہ کی طرف سے شاہان مطیع و راجگان باجگذار کی اصلاح نیک و بد خبرداری کے واسطے اون کی ریاستون مین رہتا تہا اوسکو حاجب کہتے تھے اب انگریزی سلطنت مین اوسکو رزیڈنٹ و ایجنٹ کہتے ہین ۱۲ تاریخ الخلفا صفحہ ۲۰۔

[2] میر عدل حاکم عدالت کو کہتے تہے ۱۲

بحسب استحقاق منصب وزارت اعلیٰ پر سرفراز کیا اور اعتماد الملک خطاب دیا سنبھل ان کا مسکن اور وہی مدفن ہے مقبرہ پر گنبد دار عمارت بنی ہوئی ہے سال رحلت دریافت نہیں ہوئے سنبھل مین انکی نسل کا پتہ پایا جاتا ہے۔

شریعت خان صدر اورنگ زیب عالمگیر کے وقت مین منصب جلیلہ صدارت پر ممتاز تھے مآثر عالمگیری مین بضمن واقعات سال چہارم جلوس عالمگیری ۱۰۷۳ھ ایکہزار تراسی ہجری مذکور ہے کہ شریعت خان صدر نے ۱۲ رجب کو رخت ہستی چھوڑا (محمد عادل) و (محمد صالح کنبو) فرزندان مرحوم نے خلعت تعزیت پایا۔ شیخ مخدوم منشی کو خدمت صدارت کل کا اعزازی خلعت ملا۔ اور محمد صالح کنبو بتغیر میر کمک حسین پیشدستی صدارت پر مقرر ہوا شیخ عبد المومن سنبھلی قدیم سے عالی خاندان امیر بانام و رؤسا عظام سنبھل سے تھے دربار دربار شاہجہان بادشاہ مین مقرب و منصب دیوان تن حاصل تھا بڑے فیاض و میر چشم تھے انکے دست کرم نے سنبھل کے محتاجونکو غنی بنا دیا تھا نواب سعد اللہ خان زیر شاہجہان صاحقران آغاز حال مین انکے اطفال کی تعلیم کیواسطے مقرر ہوکر آپکی رفاقت مین رہا کرتے تھے۔ صاحب ملاحت مقال نے نقل کیا ہے کہ والئے ایران نے شاہجہان کو لکھا جہان مین بہت سے ملک اور کثیر التعداد سلاطین ہین تم جمیع اقالیم کے فرمان روا کب ہو کہ شاہجہان اپنا لقب کیا ہے مصرع برعکس نہند نام زنگی کافور بادشاہ کو جواب مین تردد ہوا امرا کو حکم دیا کہ سوچکر جواب معقول عرض کرین سب متفکر تھے۔ سعد اللہ خان معلم اطفال دیوان عبد المومن تھے اونہون نے اپنے آقا سے وجہ تشویش دریافت کرکے کہا حضور شاہ تک میری رسائی تو اسکی عقدہ کشائی ہو چنانچہ حضور مین پہونچائے گئے اور عرض کیا کہ۔ لفظ (جہان) (وہنگ کے) اعداد مساوی ہین حقیقۃً شاہجہان سے شاہ ہند مراد ہے نہ تمام دنیا کی بادشاہت بادشاہ کو جواب پسند آیا اور یہی نکتہ انکی قرب و منزلت کا باعث ہوا خلعت اسپ خاصہ عنایت کیا گیا پھر اسی سال ۱۴ جلوس ۱۰۸۱ھ منصب ہزاری و دویست سوار خطاب خانی دوار دگی دوتخانہ

خاص مرحمت ہوا رفتہ رفتہ وزارت کل و منصب ہفت ہزاری پر عروج کیا۔ ایام وزارت مین بوجہ حقوق پیشین سعد اللہ خان شیخ کے ساتھ مسلوک رہا اونکے لڑکون کو جو اوسکے شاگرد تھے اپنی نیابت مین مناصب دیوانی تن و دیوانی خالصہ پر مقرر کیا اوقت انتظام سلطنت چار ارکان پر منحصر تھا۔ وکیل مطلق اس کا رتبہ سب سے اعلیٰ تھا وزیر بھی اوسکے روبرو کھڑا ہو کر دستخط کراتا تھا بادشاہ کو کسی جگہ مثل دار القضا حاضری دینا ہوتا تو بجائے شاہ وکیل مطلق جاتا۔ وزیر بندوبست تمامی مداخل و مخارج اوس سے متعلق تھا اوسکے دو نائب ہوتے تھے۔ ایک دیوان خالصہ و آمد برآمد و اہتمام خزانہ اسکے ہاتھ مین تھا۔ دوسرا دیوان تن جمع خرچ سالانہ و ماہانہ و عطائے جاگیرات و ترقیات مناصب اس سے متعلق تھے ہر نائب کے چار چار پیشکار ہوتے تھے۔ امیر الامرا جسے وزیر جنگ کہیے بحالی و برطرفی فوج کا اوسکو اختیار تھا۔ صدر الصدور امور قضا و افتا و احتساب و قواعد معافی و معاش اوسکے اہتمام مین تھے بالجملہ عبد المومن شاہ عبد الرحمن سنبھلی کے مریدان خاص و یاران باختصاص مین تھے عنایات مرشدی سے اونکو بہرہ وافی ملا تھا بظاہر سلطان مجازی کی خدمت مین کمر بستہ و بحسب تعلقات باطن شاہنشاہ حقیقی کی یاد مین دل خستہ تھے انکے اخلاف مین (محمد جہانگیر) و (محمد انوار) شاہی منصبدار تھے۔ انکی نسل ابتک سنبھل و مارہرہ مین موجود ہے۔ ازانجملہ نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ نہایت معروف و مشہور شخص مین جدی سلسلہ دیوان عبد المومن خان سے اور مادری حکیم محمد منیر سے ملتا ہی شیخ فضل مین بکار اور شیخ نجیب علیہ الرحمۃ کا نام تھا دختر نیک اختر انور علی پسر حکیم محمد منیر کے ساتھ انکے باپ کی شادی ہوئی اور یہی تو طن امروہہ کا سبب ہوا۔ نواب صاحب امروہہ مین نشو و نما پایا وہی مسکن ہے۔ مکارم اخلاق و محاسن اوصاف مین شہرہ آفاق ہین۔ سادگی بے تکلفی تہذیب آئین کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے۔ تدین۔ تدبیر۔ نیک اندیشی حق پژوہی۔ راستبازی۔ ہمدردی۔ دستگیری۔ ضعفا۔ کنبہ پروری۔ مہمان نوازی۔ انکا حصہ ہے۔ بروئے علم فارسی عربی مین کامل الاستعداد اور خط نستعلیق کے اوستاد

ہین - طاعات وعبادات مین علاوہ معمولی - فرایض وسنن کے تہجد اشراق چاشت تک کبھی قضا نہین کیا - انتہائی پابندی صلوٰۃ یہ ہے کہ جس زمانہ مین سررشتہ دار کلکٹری ضلع علیگڈہ تھے جب نماز کا وقت آتا فوراً کام چھوڑکر کام مجازی کے اجلاس سے حاکم حقیقی کے حضور مین نہایت خشوع وخضوع سے حاضر ہوجاتے - اور جمعہ کے دن جامع مسجد مین شریک جماعت ہوتے - چونکہ یہ امور انکی کمال تدین وصلاحیت کی دلیل تھی حکام وقت نے کبھی اسبات کی روک ٹوک نہین کی - جب بجٹ کالون صاحب نے کلکٹری وجسٹریٹی کی کرسی پر اجلاس فرمایا اونکو یہ امر پسند نہ آیا فرمایا تمہارے چلے جانے سے کام کا ہرج ہوتا ہے عرض کیا نماز مین دیر زیادہ لگتی چند منٹ مین فارغ ہوکر آجاتا ہون - صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا ضرور ہرج ہے دو کام ایکوقت مین نہین ہوسکتے جواب (مین نماز نہین چہوڑ سکتا) استعفا حاضر ہے - چنانچہ استعفا لکہکر پیش کردیا انکی ایمانداری اور کام مین اعلیٰ درجہ کی قابلیت مسلم تھی صاحب بہادر نے اولاً فہمایش کی اور بالاخر چھ مہینہ کی رخصت دی -

ناظرین مقام غور ہے - اول تو نماز کی مواظبت اور پابندی کرنے والے تہوڑے ہین اور جو ہون بھی تو اتنے مزاحمت پر ایسی جراءت کرنا ہر کسی کا کام نہین - لیکن جس شخص کے پاک دلمین مضمون - اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ گہر سے لفظون مین لکھ گیا ہو اور جس نے - اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ پر پورا بہروسا کرلیا ہو اوس کا روکنا اور باز رکہنا آسان نہ تہا - سچ ہے مسلمان اور مسلمانی مین بہت فرق ہے گنتی گنانے کو دنیا مین مسلمانون کی کمی نہین لیکن اسلام کے خط مستقیم پر چلنے والے تہوڑے ہین - نظم

لہ ترجمہ کہڑی رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی اور بری بات سے اور اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہو - ۱۲ - آغاز پارہ ۲۱ سے ترجمہ البتہ اللہ ساتھ ہے ڈٹے والون کے ۱۲ - پارہ ۱۱ سورہ توبہ

	سالکا اسلام اگر آسان بدی تا نگردی تو مسلمان از درون		ہر کسے چون شیلئے داد ہم بدی کے توانی شد مسلمان از برون

علیم بذات الصدور یعنی چھپی ہوئی باتون کا جاننا اور عالم الغیب والشہادۃ ہو الحکیم الخبیر خدا کی صفت ہے - انکی قلبی صداقت اور ارادی استقامت اوسکی جناب مین منظور و مقبول ہوگئی - یہ علیحدگی جو ظاہر مین آنکھون مین ذرا کھٹکتی ہوگی حقیقتہً ایک بڑی ترقی کا سامان تھا - ایام رخصت ابھی ختم نہونے پائے تھے کہ بحسب ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین لطیفہ غیبی ظہور مین آیا - اور نیز ولنجزینہم اجرہم باحسن ما کانوا یعملون - کا وعدہ پورا ہوا - یعنی سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم حضور نظام حیدر آباد دکن نے بتعین تنخواہ پانچسو روپیہ ماہوار بولالیا اور جاتے ہی معتمدی دیوانی کے عہدہ پر مقرر کردیا - وہان انکو اپنے جوہر قابلیت دکھانے کا بہت زیادہ موقع ملا محنت دیانت معاملہ شناسی خوش فہمی سے وہ رنگ جمایا کہ تھوڑے ہی عرصہ مین بمشاہرہ بارہ سو روپیہ صوبہ دار سمت شمالی مقرر ہوئے - پھر بیافت اٹھارہ سو روپیہ ماہانہ ہوم سکریٹری گورنمنٹ نظام ہوگئے - اوسکے بعد دو ہزار تین سو روپیہ ماہوار پر ترقی پائی نائب وزیر پیشدست مدار المہام و مشیر سلطنت ہوگئے - پہلے نواب انتصار جنگ خان بہادر - اور پھر دسمبر ۱۸۹۵ء مین نواب وقار الدولہ ذو النار الملک مولوی محمد مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ کا مفرح خطاب ملا - انصرام امور سلطنت و انجام خدمات مین ہر پہلو دولت آصفیہ کی بہبود اور گورنمنٹ نظام کی بہی خواہی ملحوظ رہے - یہ رہائی اور دیانت داری مین وہ ناموری پائی جسکی نظیر نہین - باوجود ایسے عروج اور اتنے وسیع اختیارات کے اپنی سادگی و تواضع انکسار طبع اور تدین و راستبازی کو ہاتھ سے نہ دینا اسی بہادر نیکدل پاک نہاد مقدس شخص کا

لہ ترجمہ چھپا اور کھلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا خبردار ۲۸ پارہ ۱۰ قریب ثلث سہ ترجمہ حقیق اللہ نہین کہوتا ہے حق بیکی والون کا ۱۲ - پارہ ۱۱ سورہ توبہ ۔ سہ اور بدلے مین دین گے ہم اون کو موض اونکے نیک کامون کا جو کرتے تھے پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳ -

کام تھا۔ اب آٹھ سو روپیہ ماہوار کی پنشن پاکر خانہ نشین اور امور خیر مین شاغل و مصروف و بہہ اوصاف موصوف ہین۔

سرسید احمد خان کے ساتھ انکو ابتدا سے تعلق و ارتباط پیدا ہوا لیاقت نے سرسید کے دلمین جگہ کرلی پھر گو یکجائی کا زمانہ ختم ہوگیا لیکن یکجہتی مین روز افزون ترقی رہی اور ہے لیکن جب سودہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم مسلمانان واقعہ علیگڈہ کا معاملہ پیش ہوا نواب صاحب نے اوسکی نسبت جو رائے تحریر فرمائی ہے اونکی کمال آزادی سچائی بے ریائی ایمانداری ہمدردی اسلامی و پابندی اسلام کی دلیل کافی و برہان شافی ہے۔ جسکی چند دفعات نظیراً ہم ناظرین کرتے ہین۔

دفعہ ۲۴ سید صاحب یہ تو قبول کرین گے کہ جو محبت اور فکر اونکو اپنی قوم کی نسبت ہے اوس سے بہت زیادہ محبت اور فکر پیغمبر صاحب ندا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمت سے تھی سید صاحب کے سامنے صرف ایک کالج کا انتظام ہے اور آنحضرت ؐ کے سامنے اس قدر بڑے مذہب کا انتظام تھا لیکن مین اوسی عقیدہ اہل سنت و جماعت کے ساتھ جو میرا اور سید صاحب کا یکسان ہے انکی توجہ اسبات مین چاہتا ہون کہ آخر نبی نے کیا کیا ہی کیا کہ خلافت کا مسئلہ امت ہی پر چھوڑا اور خدا جو ایک ایسی جمہوری کام مین ایسی ولیعہدیون کے نتیجہ سے بخوبی واقف تھا اوس نے بھی کوئی وحی نبی کو اسباب مین نہین بھیجی کہ اپنے جانشین کا معاملہ نبی کو اپنے سامنے طے کرنا چاہیے۔

دفعہ ۲۵ یہ فقرہ جواب مین لکھتا ہون کبھی بھی نہ لکھتا اگر مجکو خوف نہوتا کہ میرے دلایل جو مین اوپر بیان کرتا ہون صرف اسیقدر رکھنے سے غلط ثابت ہوجائین کہ سید صاحب نے بھی خلافت کے اس مسئلہ کو امت ہی پر چھوڑا ہے جسکو اونہون نے اوسکے تصفیہ کے لئے کالج کمیٹی کے ممبرون کے سامنے رکھدیا اور یہ کہدیا کہ اخیر تصفیہ ممبرون کی کثرت رائے پر منحصر ہے مگر یہ عذر صحیح نہوگا سید صاحب نے کم از کم اسقدر کوشش تو ضرور

کی ہے کہ یہہ مسایلہ اونکے سامنے ہی طے ہو جائے حالانکہ اسقدر بھی اونکو اوس اعلیٰ درجہ کے مناسب نہ تھا جسکی ہم سب لوگ ابتدا سے قدر کرتے چلے آتے ہین کیونکہ آنکھون کی حروت اور پیٹھ پیچھے کی بات مین بہت فرق ہوتا ہے اسوقت یہ بات ممکن ہے کہ جو لوگ سید محمود صاحب کو سکرٹری کے عہدہ کے قابل نہ بھی سمجھتے ہون وہ سید صاحب کی حروت سے اقبال کرلین سید صاحب کے بعد یہہ احتمال جاتا رہیگا اوسوقت جو مفید ہوگا وہ بالکل آزادی کا فیصلہ ہوگا جو اوس شخص کے لئے بھی کہ جسکے حق مین فیصلہ ہو البتہ ایک عزت کی بات ہوگی۔

وقعہ ۲۶ پھر واقعات یہہ ہین کہ صرف اسی پر قناعت نہین کیگئی کہ حروت ہی سے کام نکل سکے بلکہ اوس سے زیادہ کارروائی ہوئی ہے مینے بچشم خود سید صاحب کی وہ تحریر بھی دیکھی ہے اور سید صاحب نے اوسکو مخفی بھی نہین رکھا ہے کوئی دقیقہ اس بات کے لئے اوٹھا نہین رکھا گیا کہ رائے دینے والے سید محمود کے حق مین رائے دین۔ رائے دینے والون کو یہانتک خوف دلایا گیا ہے کہ اگر وہ سید صاحب کی اس تجویز سے اتفاق نکرینگے تو سید صاحب صرف سکرٹری عہدے ہی سے استعفا دینگے بلکہ جو مدرسے کے تعلق اسوقت تک ہوا ہے اوس سبکو ملیامیٹ کرکے رکھدینگے ان تحریرون کا اثر رائے دینے والون پر یہہ تھا کہ وہ سمجھے کہ اگر سید صاحب کے خلاف مزاج ہم کوئی رائے دیتے ہین وہ سید صاحب کی بے انتہا ناراضی برداشت کئے بغیر ناممکن ہے پھر اون مین کوئی تھا کہ سید صاحب کی حروت اوسپر غالب تھی اور اسبات سے تو شاید کوئی بھی خالی نہو گا کہ جس کے دلمین سید صاحب کی عظمت کا ادب ملحوظ نہو اور اس قسم کا دباؤ ڈالا گیا ہو تو نتیجہ جو ہو سکتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے مجکو اپنے ایسے دوست معلوم ہین کہ جنہون نے مسودہ کے پڑہنے کی تکلیف نہین اوٹھائی اور یہہ کہکر کہ سید صاحب قوم کے بہت بڑے خیرخواہ ہین اور بہت بڑے دانشمند ہین اونھون نے جو کیا ہوگا اوسمین کچھ مصلحت ہوگی

تمام مسودہ کی نسبت آنکھ بند کرکے ووٹ دیدیا خیر یہانتک بھی پردہ ڈھکا ہوا تھا مگر مین اون صاحبون سے بھی واقف ہون کہ جنھون نے سید صاحب سے کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہین اور اوسکا جواب اونکو ایسے لفظون مین ملا کہ وہ ڈر گئے اور سمجھے کہ اگر اقرار نہین کرتے تو سید صاحب کے ساتھ اپنی قدیمی دوستی اور وضعداری کو قایم نہین رکھ سکتے اور اسبات کو اچھی طرح سمجھ کر کہ وہ جو کچھ کر رہے ہین ناانصافی ہے اونھون نے سید صاحب کی ہان مین ہان ملادی اور ووٹ دیدیا کہ سید صاحب کے بعد سید محمود سکرٹری مقرر کردئے جائین یہ مین کسی چھوٹے آدمی کی طرف اشارہ نہین کر رہا ہون بلکہ ایسے بڑے درجہ والون اور مشہور قابلیت والون اور لیاقتون کے لوگون کی داستان بیان کر رہا ہون کہ اگر اونکا نام لون تو فاری مین ایک اور انگریزی مین تین سطرین اونکا نام اور خطاب لکھنے کے لئے درکار ہون اس سے زیادہ کونسا نامناسب طریقہ انتخاب کا کام مین لایا جاسکتا ہے اور کیونکر ایسے ووٹون کی بنیاد پر ایسے بڑے مسئلہ کا تصفیہ ہوسکتا ہے۔

دفعہ ۲۷ میری خو کبھی ہمت نہ پڑتی کہ مین اس ازادی سے اپنی رائے لکھتا اگر مجکو یہ خوف نہ ہوتا کہ ایکدن مرنا ہے اور خدا کے سامنے اپنے اعمال کا جواب بھی دینا ہے اگر ایک خدا کا گناہ ہوجائے تو ممکن ہے کہ اوس سے توبہ کرین اور وہ اپنی رحیمی سے بخشدے انسانون کی متعلق اگر ایک دو کی نسبت کچھ خطا ہوجائے تو اون سے معذرت کرکے صفائی حاصل کرسکتے ہین لیکن قوم اور ملک کا گنہگار کس کس سے اور کہان کہان تک اپنا گناہ بخشوا تا پھرے گا تمام عمر بھی اگر صرف ہوجائے تو عہدہ برا نہین ہوسکتا سید صاحب نے بیشک اس درجہ کے کالج کے لئے سید محمود صاحب کے انتخاب کو مفید خیال کیا کہ اوسکے حاصل کرنے مین اونھون نے جایز و ناجایز دونون ذریعون سے کام لینے کو مباح کردیا ہے مگر مجکو امید ہے کہ اگر سید محمود صاحب اس تفصیل کے ساتھ ان واقعات پر مطلع ہونگے تو وہ خود خیال کرینگے کہ جو انتخاب ایسے ذریعون سے ہوا ہو وہ کوئی عزت کا انتخاب نہین ہے۔

دفعہ ۲۸ مضمون اس حصہ کے متعلق میری بہت کچھ خواہش تھی کہ صرف مسودہ قانون کی نسبت اپنی رائے دیدون اور سید محمود صاحب اور مولوی سمیع اللہ خان کی ذات سے کچھ بحث کرون اور ہر چند مینے اوسکو سوچا لیکن چونکہ مسودہ قانون مین خود ذاتیات سے بحث تھی لہذا مجکو کوئی راستہ نہین ملا جسمین اپنے مدعا کو اور اپنے دلایل کو بغیر ذاتیات کی بحث مین پڑے ہوئے کافی طور پر بیان کر سکتا بایں ہمہ اگر مجھسے اونمین سے کیسکی نسبت کوئی ایسی بات لکھی گئی ہو کہ جسکو ناپسند کرتے ہون گو مینے حتی الامکان اوسکے ہر ایک موقع پر ممکن احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے تو مین اونکی معافی چاہتا ہون ۱۲-

بالآخر جسوقت قانون ٹرسٹیان پاس ہوگیا اور سرسید کے بعد سید محمود ہی کا سکرٹری ہونا قرار پایا تو جن لوگون نے اس تجویز سے اختلاف کیا تھا سب نے کالج کی ممبری اور ٹرسٹی ہونے سے استعفا دیدیا اکثر کالج کے مخالف ہوگئے مگر اس مہذب تامل اندیش کو مخلصانہ اختلاف تھا نہ مخاصمانہ اس رائے پر عمل نہونے سے اونھون نے سرسید کے ساتھ بدمزگی اور کالج کے ساتھ بے اعتنائی پیدا نہین کی اپنی اوسی استقامت وضع پر قایم رہے اور کالج جو مسلمانون کی تعلیم و تربیت کا مرکز و ترقی و بہبود کا آلہ ہے اوسکی امداد و ہمدردی مین ذرا کوتاہی نکی - اوسکے بعد ریاست رامپور کے انتظام سے کالج کیواسطے ایک ہزار روپیہ جاگیر مین اضافہ کرایا - دکن سے کالج کے چندہ کی کوشش کی - اور ہمیشہ اپنی ذات خاص سے مدد کرتے رہے - جب سرسید نے ابتدائً علیگڈھ مین انسٹیٹیوٹ سوسیٹی قایم کی تھی اوسکے سرگرم ممبر اور اخبار انسٹیٹیوٹ سوسیٹی کے عرصہ تک مہتمم رہے اور اوسمین عمدہ مضامین نگاری کی - جب سرسید نے تہذیب اخلاق مسلمانون کی اصلاح و ترقی کیواسطے جاری کیا اوسمین انکے مضامین نہایت زور و شور سے نکلے - ایک دفعہ جب کسی پولیٹکل وجہ سے تعلق ریاست چھوڑ کر چلے آئے تھے علی گڈھ مین مقیم رہکر نہایت محنت کے ساتھ بورڈنگ ہوس کا کام انجام دیا - اوسکے بعد پھر حیدرآباد بلالئے گئے انکے علمی مذاق کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے وطن امروہہ مین اپنے ذاتی صرف سے ایک مدرسہ

موسوم بہ (تاج المدارس) جاری کیا۔ سرکاری مدرسہ موجودہ مروجہ مین انتفاع عوام کی غرض سے بجائے مڈل کے انگریزی انٹرینس تک کی تعلیم کا بندوبست کرادیا۔ سب سے بڑھکر یہ ہمدردی اسلامی قابل شکرگذاری ہے کہ انگریزی تعلیم کی وجہ سے جو بد نتائج کا ظہور ہونے لگا اور آزادی پسند نوجوانون کی طبیعتون مین بسبب ناواقفیت اصول مذہبی جدید فلسفہ نے نئے نئے خیال پیدا کردئے نواب صاحب نے ان خانہ برانداز مشکلات کے رفع کرنیکو اسبات کی کوشش کی کہ انگریزی مدارس مین مذہبی تعلیم کی اجازت دیجائے اور محض تعلیم یافتہ نوجوان مسلمانون کی اصلاح کی غرض سے اپنا وقت عزیز صرف کرکے دو مہینہ نینی تال پر قیام کیا اور بفضلہ تعالی ایک حد تک اوسمین کامیابی حاصل کی گورنمنٹ نے ہفتے مین دو بار آدہ آدہ گھنٹہ کا وقت مذہبی تعلیم کیواسطے منظور کرلیا اور ۳ ۱ کا انتظام ونصاب درس کی درستی وخواندگی مین تغیر وتبدل کا اہتمام مسلمانون کی تجویز پر چھوڑ دیا نواب صاحب نے اوسکی قواعد چھپوادی اور (ندوۃ العلما) سے درخواست کی کہ اسکا انتظام اپنے ہاتھ مین لے ونصاب درس مرتب کرے چنانچہ اجلاس چہارم ۱۷۔ شوال ۱۳۱۴ھ و ۲۱۔ مارچ ۱۸۹۷ء منعقدہ شہر میرٹھ مین جمیع علما وحاضرین جلسے نے گورنمنٹ کی اس عنایت اور نواب صاحب کی سعی کا نہایت مسرت سے شکریہ ادا کیا۔

نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس جس نے ایک سپاہی کے درجہ سے شہنشاہی پر عروج کیا اوسکی سوانح عمری کا انگریزی دان کی امداد سے اپنی زبان مین ترجمہ کیا۔

حضرت رسول مقبولؐ نے جو نامہ جات شاہان وقت کے نام جاری فرمائے ہین اونکو یکجا فراہم کرکے اور اپنے ذاتی سرمایہ سے چھپواکر کل جلدین اوسکی مدرسۃ العلوم مسلمانان کو وقف کردین۔

غریب طلبا کو وظیفہ دیتے اور اکثر ایک ایک طالبعلم کو اپنے ذاتی صرف سے تعلیم دلاتے ہین امروہہ وسنبھل اپنے اور اپنے اجداد کے وطن مین کثیر التعداد یتامیہ ومعذور مرد وعورتون

کی ماہوار تنخواہین مقرر کردی ہین ایک طبیب صرف اسلئے ملازم ہے کہ اوسکی خدمات بلااجرت غربا کے لئے وقف ہون سنا ہے کہ اکثر ادویات بھی غربا کو بلاقیمت دیجاتی ہین۔

کسی بیکس غریب و مفلس کے مکان پر جانے اور اوسیطرح سادگی کے ساتھ اوس سے ملنے جلنے مین انکو ذرا بھی تکلف نہین۔

سب سمجھتے ہین کہ قومی افلاس کس درجہ بڑھگیا ہے صدہا ناجایز و نامشروع و غیر ضروری رسمین جو شادی غمی کے موقعون پر ہمسایہ قومون کے اتصال یا دولتمندی کے سبب رایج ہوگئی تہین مقتضاء وقت یہ تھا کہ اب اون سے احتراز کیا جاتا پر نہین ساری قوتین سلب ہوگئین اسمین ابھی مادہ ایجاد موجود ہے تباہ کن اصراف کی وجہ سے اِنَّ المسرفین کا مصداق بننا اور لاتسرفوا ط اِنہٗ لایحبُّ المسرفین پر عمل نکرنا فخرمندانہ اولوالعزمی اور مردانہ ہمت جانتے ہین مولوی صاحب نے ڈوبتی ہوئی قوم کو اس دلدل سے نکالنے مین بھی دلچسپی لی ہے چاہتے ہین کہ قوم فضول خرچیون سے محترز ہوکر معتدل حالت پیدا کرے سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین ایک رسالہ مصارف شادی کی تخفیف اور اوس سے معذورین و مستحقین قوم کی امداد و پرداخت کئے جانے کے باب مین لکھا عملاً خود اوسکی نظیر اپنے ہان قایم کی۔ **یا لجملہ** اس نکبت قومی کے وقت مین من کل الوجوہ جو اوصاف گزیدہ اِنکی ذات باصفات مین مجموعًا پائے جاتے ہین جہانتک میرا خیال ہے نہ صرف اپنی قوم و قبیلہ خاص بلکہ اسلامی دنیا مین آج اونکا نظیر کم ملے گا اونکی ذات ستودہ صفات اکابر سلف کی عمدہ و قابل تقلید نمونہ ہے۔

مینے چاہا تھا کہ اس فخر قوم بزرگ کے حالات ذرا اور تفصیل سے لکھے جاہین اور اوسکے معلوم کرنے مین کوشش بھی کی خود حضرت معزی الیہ سے مستدعی ہوا اونھون نے اس سرخاص کی نسبت جو ارشاد یا ہے وہ فقرات بجنسہ یہان درج کئے جاتے ہین۔ وھو ہذا جو کچھ مہربانی سے میرے نامۂ اعمال کی نسبت ارشاد ہوا ہے اوسکی شرح میرے قلم سے مشکل ہے اسلئے کہ اپنے

مصائب سے جس قدر محکو وسیع اطلاع ہے ایسی کسی دوسرے کو نہین ہے اور وہ اسقدر زیادہ ہین کہ محاسن کو بالکل اپنے مین ڈھکے ہوئے ہین یہہ نہ میرے لئے انصاف کی بات ہوگی اور نہ ایک مورخ کے لئے کہ وہ حسنات کو تو بتلادے اور سیئات سے درگذر کرے پس اگر شرح احوال پراختلال میرے ذمہ ہو تو وہ سرتاسر ایک خرابانی دفتر ہوگا ۱۲

اسکے بعد ایک اور عنایت فرمائیے جو اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزون ومناسب تھی خط کتابت کی گئی بعد چندین تحریرات اونھون نے مفصل واقعات کی اطلاع دہی کا اطمینان دلایا لیکن بالآخر وہ اپنے وعدہ کو پورا نکر سکے اور نتیجہ مین ناکامیابی کا افسوس رہا۔

دبیر بے نظیر والا پایہ گاہ امارت دستگاہ شیخ عنایت اللہ باشندہ لاہور شاہجہان بادشاہ کے عہد مین خدمات دیوانی و میر منشی گری پر مامور تھے انشا پردازی مین جو سحر کاری اونکو حاصل تھی وہی باعث عروج ہوئی ابتداءً عدالت شاہی مین عرایض نویسی کیا کرتے تھے نقل ہے۔ کہ ایک روز کسی مفلس برہمن نے درخواست کی میرے دو لڑکیان نا کتخدا ہین تہیدستی اونکی ازدواج کی مانع ہے آپ عرضی لکھدین تو حضور شاہی مین پیش کرکے بخت آزمائی کرون اونھون نے قلم اوٹھاکر دو حرفی عرضداشت ان الفاظ مین لکھدی (این عاجز ببارد و عاجزہ عاجز ؎ چو عاجز رہا نندہ دائم ترا درین عاجزی چون نخوانم ترا) برہمن نے عرضی اعلیٰ حضرت شاہجہان بادشاہ کے حضور مین پہونچادی بادشاہ نے بلاحظہ عرضداشت حسن خط ادائے مضمون طرز تحریر پسند کرکے برہمن کو بلایا اوس نے نویسندہ کا نام ونشان بتایا چوبدار کو کاتب عرضداشت کے پیش کرنے کا حکم ملا عنایت اللہ حاضر دربار ہوئے اداب شاہی بجالائے بات چیت طور وقیافہ سے قابلیت کا اندازہ کرکے بسبب کمال جوہر شناسی جو اعلیٰ حضرت کی ذات مین ودیعت تہا اپنی میر منشی گری پر مقرر فرمایا۔ نقل ایک مرتبہ بادشاہ نے کسی امیر کے نام فرمان لکھنے کا حکم دیا تھا عنایت اللہ بھول گئے دوسرے دن

جب حاضر حضور ہوئے بادشاہ نے فرمایا فرمان لکھدیا عرض کیا طیار ہے، اور سادہ کاغذ ہاتھ مین لیکر فر فر پڑھ سنایا بادشاہ نے مضمون و مطالب کو پسند فرمایا پھر دفتر مین اکر قلمبند کیا جب بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی بہت خوش ہوا اور بعطائے خلعت و انعام و اضافہ منصب سرفراز کیا **بہار دانش** انکی تصنیف سے مشہور کتاب ہے جو آغاز سال سنہ ۱۰۶۰ ایکہزار ساٹھ ہجری مین بعہد شاہجہان بادشاہ مرتب ہوئی محمد صالح کنبو نے جسکو انکے ساتھ نسبت ہم گوہری و شاگردی حاصل تھی ایک دیباچہ اس کتاب کا لکھا ہے عنایت اللہ کی فکر سخن مین سحر کاری اور اوسکی رشحات قلم کی معجز نگاری محتاج دلیل و برہان و حاجتمند تفسیر و بیان نہین - بہار دانش باعتبار فصاحت و بلاغت و متانت عبارت جس خوبی کی کتاب ہے ماہران زبان واقف ہین اوسکی نسبت زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین اڑہائی سو برس تک یہ کتاب داخل درس ہر مبتدی و منتہی رہی ہے - مصنف کی قابلیت اور اوسکے زور قلم کا ہر شخص کو اعتراف رہا ہے - الا اوسکے مضامین جو مکار عورتون کی مکاید کے ظاہر کرنے مین ایک صاف و شفاف شیشہ کا کام دے رہے ہین بعضی طبیعتین پسند نہین کرتین ذرا غور کیا جاوے تو اعتراض زیادہ باوقعت نہین ہے دانشمندون نے پند و نصایح کرنے اور حسن و قبایح بتانے کا ایک انداز اور کوئی طرز خاص اختیار نہین کیا کبھی صریح گاہی کنایہ استعارہ مین بیان کرتے ہین کبھی اصلی واقعات اور گاہ فرضی قصص و حکایات لطافت و ظرافت کے پیرایہ مین اور بعض اوقات جانورون کی زبان مین لکھتے ہین غرض مختلف اقسام کی اخلاقی امور کثرت کے ساتھ موجود ہین عورتون کے مکاید کسی مبسوط اور مستقل کتاب مین منضبط نہین ہے حالانکہ عورتون کی نسبت دنیا کے تمام مذاہب و اقوام نے بے اعتباری ظاہر کی ہے -

زمانہ قدیم کے کل مقنن قریب قریب عورتون کے باب مین ہمرای و ہمزبان ہین - ہندؤنکا قانون کہتا ہے تقدیر - طوفان - موت - جہنم - زہر - زہریلے سانپ انمین سے کوئی اسقدر

خراب نہیں جتنی عورت - آنحضرتؐ سے دو ہزار سال پہلے (منو) ہندوستان کے مقنن قدیم نے اس بے اعتباری کو صاف الفاظ میں ظاہر کیا ہے "کسی عورت کو زانیہ کہنے کے لئے اسقدر کافی ہے کہ وہ کسی مرد کے ساتھ اتنی دیر علیحدہ رہی ہو جتنی دیر میں ایک انڈا اتلا جا سکتا ہے" (منو) کا قانون کہتا ہے کہ عورت - صغیر سنی میں باباپ کی مطیع ہے - جوانی میں شوہر کے بعد بیٹوں کی بیٹے نہوں تو اقربا کی کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس لایق نہیں کہ خود مختاری سے زندگی بسر کر سکے - کتاب مقدس میں لکھا ہے عورت موت سے زیادہ تلخ ہے - عہد قدیم کے باب وعظ میں ہے جو خدا کا پیارا ہے اپنے کو عورت سے بچائے گا بیتے ہزار آدمیوں میں ایک خدا کا پیارا پایا لیکن تمام عالم کی عورتوں میں ایک بھی ایسی نہ پائی جو خدا کی پیاری ہو - چینیوں مثل ہے اپنی بی بی کی بات سُنی چاہیے لیکن اوسے ہرگز یقین نکیا جاوے - روسی مثل ہے دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے - اطالیوں کا قول ہے گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اوسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی یا بُری ہو اوسے مار کی ضرورت ہے - اسپینی کی زبان میں مثل ہے بُری عورت سے بچنا چاہیئے - مگر اچھی صورت پر کبھی بھروسہ نکرنا چاہیئے - خود کلام پاک میں فرمایا گیا ہے - اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ ؕ

البتہ بہار دانش میں ایسی عورتوں کا ذکر بڑا ہے ۱۲
جامی سعدی وغیرہ مصنفین نے بھی بعض حکایتیں مختصر و متفرق طور پر اس مضمون میں لکھی ہیں - ایک شاعر کا کلام ہے **قطعہ**

غالب دہلوی ۱۲

بہ آدم زن بشیطان طوق لعنت	بپرند از راہ تکریم و تذلیل
ولیکن من اسیرے طوق آدم	گرانتر آمد از طوق عزازیل

مصنف بہار دانش نے وہ تمام امور شرح و بسط سے ایک علیحدہ کتاب میں جمع کر دیئے تاکہ دور اندیش آدمی چالاک عورتوں کے فریب سے بچا رہے اور اونکے دام تذویر میں مبتلا نہو سکے عبارت کی عمدگی نے کتاب کو قبولیت کا درجہ دیا دلچسپ قصص نے نہ صرف ناظرین کو ربط عبارت بندش الفاظ حسن انشا کا شیفتہ کیا بلکہ جس اعلیٰ مقصد کے لئے کتاب

لکھی گئی تھی اوس کا اچھا نتیجہ پیدا ہوا میرے دوستو بدکردار عورتون کی نسبت بوجہ اونکی ناقص العقل ہونے کے جو کچھ لکھا پڑھا گیا اور کہا سنا جائے تھوڑا ہے پھر بھی عورتون کی طرف سے بالکل بے اعتنائی و بالعموم بدخیالی و بے اعتباری مناسب نہین وہ خداوند تعالی کی عمدہ ودیعت ہین اونمین بہت سی خوبیان و محبوبیان پائی جاتی ہین قدرت نے اونکو ضعیف الخلقت بنایا ہے اونمین لینت نرمی خدا ترسی رحمدلی غمخواری دردمندی زیادہ ہے اونھون نے حیات اُخروی کے اعلیٰ مراتب - اور معاد کے اقصی مدارج حاصل کرنے مین مردون سے کم حصہ نہین لیا مذہب اسلام جو دنیا کے تمام مذاہب مین سے مہذب معتدل و محمود ہے اوس نے اونکے ساتھ رفق و ملایمت اور سلوک و مصالحت رکھنے کی ہدایت کی ہے مہذا امور معاشرت دنیوی مین بھی عورتین نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوئی ہین کسی نے سچ کہا ہے ؎

عیش دنیا بازن و دندان بود		پے زن و دندان جہان زندان بود	

مصنف بہار دانش کی ایک انشا بھی ہے اوسمین فرامین شاہی اور خطوط جوابات مصنف نے اپنے عزیزون کو لکھے ہین اور دیباچہ و خاتمہ بعض کتب کے نشرین تحریر کی ہین محمد صالح کنبو مصنف شاہجہان نامہ نے سنہ ۱۰۶۷ ایکہزار بہتر ہجری مین بعہد ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی جمع کیا ہے - **اشرف الصحایف** اس انشا کا نام ہے - دو رقعہ غیر منقوط الفاظ مین لکھے ہین - ایک ۲۳ سطر کا - دوسرا ایکسو گیارہ ۱۱۱ سطر کا جسمین کوئی نقطہ دار حرف نہین آیا - پہلا رقعہ صدرالصدور کے نام ہے اسمین ایک عالم کے اوداد معینہ کے اجرا کی سفارش کی گئی ہے مضمون یہ ہے کہ ملا معصوم مدرس مدرسہ مطہرہ نے راہ مکہ مین انتقال کیا اونکے فرزند ملا محمد عاصم نے دارالسرور لاہور مین بجاے اپنے باپ کے علوم حدیث و فقہ و تفسیر و کلام کا درس دینا شروع کیا ہے حاکم لاہور نے روزینہ مقررہ بند کردیا ہے وہ بدستور جاری کردیا جاے - اس سے انکا علم دوست و ہوا خواہ علما ہونا ثابت ہوتا ہے - دوسرا رقعہ ایک دوست کے نام ہے اوسمین فتوحات

شاہی کا مذکور ہے بادشاہ کی تعریف مین جو نظم ہے نقط لکھی ہے اوسکے چند اشعار یہان درج کئے جاتے ہین۔

عماد عالم و عادل سوا عرضۂ ملک	اساس طارم اسلام و سرور عالم	ملک علو و عطارد علوم و مہر عطا
سماک رمح و اسد حملۂ ہلال علم	دل مظہر اد ہمم کلام علوم	دہم مکرم اد مورد صلاح امم
رسوم محکم اوکرد حکم عالم رد	سموم حملہ اوکرد کارا عدا گم	ہم ادہم دل اودار عدل را معمار
ہم ادہم دہم اودای ملک را مرہم	رقعات سے شیخ کا کابل و قندہار جانا و ہان کے جلسے	زمین

کابل کی برف باری و زمستانی موسم کی بہار معلوم ہوتی ہے۔ غرض انشا پردازی مین یہ شخص اوستاد وقت تہا۔

خواجہ حسن ملتانی مارہروی ابن خواجہ بدی ابن خواجہ عبدالرحمن حسب مصرحہ کتاب سلسلہ عالیہ انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے شیخ عبداللطیف کے ساتھ ملتا ہے شیخ عبداللطیف عابدین و مجاہدین مین سے تھے جو قریب زمانہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان مین آئے اور ندائے جاہد الکفار بلند فرمائی اونکی اولاد ملتان مین جاگزین ہوئی۔ خواجہ حسن چار بہائی تھے۔ احمد قاسم۔ واحمد ہاشم و محمد امین و خواجہ حسن دو بہائی اخر الذکر تحصیل علم کے شوق مین دور و سیر کرتے ہوئے ۹۳۰ھ نو سو اڑتیس ہجری ابتدائے سلطنت ہمایون بادشاہ مین ملتان سے چلکر بحسب اتفاق قصبہ طیبہ (مارہرہ) مین پہنچے اِنکے آنے سے پہلے **خواجہ عماد الدین المعروف شیخ عماد قریشی ملتانی** جو انکی قوم و قبیلہ سے تھے معہ اہل و عیال خود کسیوجہ سے ملتان چھوڑکر **مخدوم شیخ ظہیر الدین** قدس سرہ کے مرید و مستفیض بیعت ہوکر وہین سکونت پذیر ہوگئے تھے اور شیخ کی توجہ سے اونکو بہت جمعیت و فارغ البالی حاصل تھی۔ شیخ اکابر افاضل اور اجلۂ مشایخ سے تھے انکا مزار اندرون آبادی (مارہرہ) محلہ کڑہ احمد سعید خان مین زیارت گاہ خلایق ہے جب یہ دونون بہائی مارہرہ آئے بوجہ رابطۂ قومی محمد عماد کے مکان پر فروکش ہوئے

پہلے حضرت مخدوم قدس سرہ سے علم کی تکمیل کی۔ بعد فراغ علمی رسم بیعت بجالائے محمد عماد کی دو لڑکیان تہین مخدوم صاحب نے بجہت اتحاد قومی دونون لڑکیون کے ساتھ ان دونون بہائیون کا نکاح کرادیا یُمن توجہ حضرت مخدوم یوماً فیوماً انکو ترقی ہونے لگی۔ جب شیر شاہ افغان سور ہمایون بادشاہ پر غالب آیا اور ہندوستان کا بادشاہ ہوا اوس نے رفاہ رعایا کی غرض سے عمدہ عمدہ انتظام کئے ہر پرگنہ مین چودہری اور قانونگو مقرر کیا تاکہ دفتر شاہی مین پرگنات کا حال مفصل معلوم ہوتا رہے اور نیا عامل پرگنات کے جمع وحالات جزئیہ وکلیہ کے معلوم کرنے کا محتاج نہو۔ چنانچہ (مارہرہ) کے پرگنہ مین خواجہ حسن برادر خرد محمد امین ازروئے علم وفراست وعقل وکیاست وشرافت نسب ان عہدون کے واسطے نامزد اور منتخب ہوئے سنہ ۹۴۹ نو سو اونچاس ہجری مین دونون عہدہ انکو عطا کئے گئے۔ اوسوقت سے اس دم تک ان عہدون کا تعلق انکے خاندان مین نسلاً بعد نسلٍ اور بضمیمہ ان عہدون کی کل ریاست اس قصبہ کی انہین کی اولاد مین چلی آتی ہے چنانچہ ہنوز چودہری عنایت آلہی جو خواجہ حسن سے دسوین پشت مین ایک ہنرمند نیک سیرت واخلاقمند شخص ہین گورنمنٹ انگلشیہ سے عہدہ قانونگوئی کی پنشن پا رہے ہین مگر اب چند سال ہوئے کہ قانون جدید انگریزی کے موافق عہدہ قانونگوی کا حق موروثیت زایل ہوگیا ہے انکی نسل مین خداوند تعالیٰ نے برکت عظیم عطا فرمائے بہت سے ہنرمند ذعلیم اور صاحب ثروت وامارت گذرے ہین ایک جماعت کثیر انکی اولاد کی اب بھی قصبہ مارہرہ مین موجود ہے۔ دانہ از خرمن وخارے از گلشن۔ ریاست قدیم کے کچھ آثار پائے جاتے ہین چودہری عنایت الہی کے دادا چودہری کرم اللہ کے نام کا فرمان عطیہ شاہ عالم بادشاہ ہمنے دیکھا ہے فرمان کی پشت پر خلاصہ عرضی کرم اللہ اور کیفیت دفتر وجہر وزیر الممالک ابوالمنصور خان صفدر جنگ یحیٰی خان اصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ ودیگر امرا واہل دفاتر کی مُہرین دستخط وعبارتین بکثرت درج ہین جنہین طوالت کے سبب ہم قلم انداز کرتے

بین یادگار کے طور پر اصل فرمان کی نقل کی جاتی ہے کیفیت دفتر مندرجہ پشت فرمان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اوسوقت کا غذات پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ مستقر الخلافۃ اکبرآباد بابت سال ۱۳۴ سنہ الف بہ دستخطی اعظم خان جد چہارم کرم اللہ کے دفتر شاہی مین موجود تہی اور خدمت چودہری قانونگوی اونکے نام مقرر تہی

ہوالغالب — باسمہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ



فرمان بادشاہ عالیجاہ المظفر
جلال الدین محمد شاہ عالم

درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان

واجب الاطاعت والاذعان صادر شد کہ خدمت چودہرو قانونگوئی پرگنہ مارہرہ سرکار کول مضاف صوبہ مستقر الخلافۃ اکبرآباد موافق معمول قدیم دروجہ انعام التمغائی کرم اللہ ولد عتیق اللہ ابن محمد عزیز بافرزندان از ابتدائے ربیع ئیلان ئیل بمعافی تصدیق ویاد داشت ویشکش معہ رسوم نانکار وغیرہ مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار عالی نسب والاتبار دوزرائی ذوالاقتدار وامرائے عالی مقدار ومتصدیان مہمات دیوانی ومتکفلان معاملات سلطانی ابداً وموبداً در استقرار استمرار این حکم مقدس معلی کوشیدہ مشاراً الیہ النسلاً بعد نسلاً وبطناً بعد بطناً خالداً ومخلداً چودہری و قانونگوئی مستقل پرگنہ مذکور دانستہ دیگرے را سہیم وشریک او ندانند ورسوم چودہرائی وقانونگوئی

موافق معمول قدیم میدہاینده باشند و دست تصدی موم الیہ در امور متعلقہ خدمات مزبور مستقل
دانند و از صوادم تغیر و تبدیل مصئون و محروس شمارند درینباب تاکید اکید و قدغن مزید دانستہ
ہر سال سند و فطلبند و از یرلیغ کرامت تبلیغ و الاتخلف و انحراف نوازند تاریخ پنجم شہر
رمضان المبارک سال سی و نہم از جلوس ابد مانوس مقدس معلی زیب تحریر یافت۔

شاہ عالم ۳- جمادالاول ۱۱۳۱ھ مین پیدا اور ۴- جمادالاول ۱۱۷۳ ہجری کو تخت نشین ہوا
اور ۷- رمضان ۱۲۲۱ ہجری مین رحلت کی اور کرم اللہ نے ۲۸- شعبان ۱۲۲۳ ہجری کو انتقال کیا

وزیر محمد الملقب وزیر خان باشندہ مارہرہ خواجہ حسن سے تیسری پشت نہایت
مخیر اخلاقمند صلاح و تقوی جود و سخا مین بے نظیر تھے سید العارفین مرشد العالمین حضرت
سید عبد الجلیل بن سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ جو اولیاء کرام سے تھے انہین کے زمانہ
مین ۱۱۷۰ ایکہزار سترہ ہجری کو مارہرہ تشریف لاکر رونق افروز سجادہ مشیخت ہوئے وزیر خان کو
عالم رویا مین مکرر بشارت ہوئی تھی کہ تمہارا پیر صاحب ولایت مارہرہ سمت مشرق سے آتا ہے
اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور صورت بھی دکہائی گئی تھی بعد تکرار متنبہ ہوکر جماعت صلحا و رؤسا
کے ساتھ شہر سے باہر نکلے۔ اترنچی کہیڑہ ایک مقام ہے مارہرہ سے چار کوس پورب کی
طرف پہلے یہان ایک بڑا راجہ رہتا تھا جسے راجہ مین کہتے تھے۔ سلطان[1] معز الدین سام ملقب
بہ شہاب الدین غوری نے راجہ سے جنگ کرکے اوس مقام کو سرنگ سے اوڑا کر پلٹ دیا ہے
وہ جگہ پھر آباد نہین ہوئی جنگل ویران پڑا ہوا ہے گاہ گاہ پرانے سکہ کے روپیہ پیسہ کسیکو
مل جاتے ہین ایک بزرگ کا وہان مزار بھی ہے جو حسین شہید کے نام سے مشہور ہے شاید
اوسی معرکہ کے شہدا مین سے ہون۔ اوس پرانبوہ جنگل مین برگ نباتات سے سرپوشی کئے

[1] یہ بادشاہ شجاع عادل خدا ترس تہا ۵۸۳ھ مین غزنین پر حکمران ہوا چند مرتبہ ہندوستان پر لشکرکشی کی ۵۸۸ھ ہجری مین
راے پتہورا قتل ہر ۵۸۹ھ مین دہلی دارالاسلام ہوا۔ ۳- شعبان ۶۰۲ ہجری قریب غزنین بمقام دمیک شہید ہوگیا ۳۲ برس چند
مہینہ سلطنت کی پانچسو من الماس و جواہر نفیس چہوڑا دیگر مال و متاع کو اسی پر قیاس کرسکتے ہین ۱۲

ہوئے آپ مراقب بیٹھے تھے جب وزیر خان پہونچے فرمایا وزیر خان تو آگیا انہون نے بھی اوس شبیہ سے جو خواب مین دیکھی تھی پہچانا اور جلال ولایت کا رعب واشراپر غالب ہوگیا فوراً قدمبوس ہوکر مارہرہ لائے اور معہ جمیع اکابر واصاغر مرید ومستفیض ہوئے حضرت میر پر پہلے جذب غالب تہا بارہ برس کامل صحراگردی وبیابان نوردی وتجرید وتفرید مین برگ نباتات سے قوۃ لایموت کیا اب سلوک مین آئے تھے۔ تقریباً چالیس برس ہنگامہ ارشاد گرم رکہہ کر بعہد شاہجہان بادشاہ ، ۱۰۴۱ھ کو رحلت فرمائی عالم قدس ہوئے مزار پرانوار حضرت کا مارہرہ مین زیارت گاہ خلایق ہے۔ انکی اولاد مین بڑے بڑے نامی مشایخ اور اولیاء کبار گذرے ہین اور انکی اولاد کا ایک خاص محلہ جسکو (پیرزادون کی بستی) کہتے ہین مارہرہ مین آباد ہے (آثار احمدی) مصنفہ عنایت حسین طبیب مارہروی حضرت میر کے خاندان کے حالات کی خاص تاریخ ہے۔ بالجملہ وزیر خان ایک نامور رئیس تھے قبولیت خداداد حاصل تھی سجلات قدیم سے ۱۱۷۰ھ ایکہزار ستر تک انکا منصہ حیات پر جلوہ گر ہونا پایا گیا ہے۔

گھورن خان وزیر محمد خان کے پوتے نہایت بہادر وشجاع وصاحب عزت وجاہ تھی باہم انکے اور راجہ کشن سنگھ ایٹہ والہ کی جورایان والاتبار مین سے تہا بہت دوستی تہی دونون پگڑی بدل بہائی بن گئے تھے آخر راجہ کی امداد مین کسی معرکہ جدال وقتال مین مردانہ وار شہید ہوگئے۔

غلام حسین خلف کریم الدین محمد وزیر محمد خان سے چوتہی پشت امارت وریاست مین مشاہیر زمان قابلیت مین رشید خاندان علم ودانش وحذاقت وفن مصوری موسیقی سہنس بکرت مین بے نظیر نہایت خوبصورت نیک سیرت رنگین طبع خوش مزاج عالی ہمت فراخ حوصلہ خط نسخ مین اوستاد نغمہ وسرود کے شایق تصنیفات ہندی مین اوستادون پر فایق تھے پچاس برس کامل اسیطرح نشاط وکامرانی وعلوجاہ کے ساتھ حکمران رہے ۲۶- ربیع الاول ۱۲۰۴ھ بارہ سو چار ہجری مین بعد نماز صبح کدورت گاہ فنا سے نزہتگاہ بقا

کی راہ لی حضرت سید شاہ گدا صاحب سجادہ سرکار خرد مارہرہ نے بدیہہ فقرہ **آہ غلام حسین** مین تاریخ وفات کہی۔

محمد جیون خان وزیر محمد خان کے چھوٹے بیٹے مصاحب ثروت وجاہ تھے بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر مجدداً سند عہدہ وریاست حاصل کے پایان عمر تک با اقبال رہے۔

عمر خان شہید خواجہ حسن ملتانی مارہروی کے دوسرے بیٹے رئیس مرتاض نہایت فیاض مجمع البحرین فضایل صوری ومعنوی صلاح وتقوی مردانگی ہمت خلق ومروت مین بے نظیر وقت تھے جلال الدین اکبر بادشاہ جب مارہرہ مین خیمہ انداز ہوا انکا ذکر خیر سنکر باریابی کا حکم دیا اور وقت ملاقات بلاحظہ قابلیت مورد الطاف خسروانہ کیا موقع پاکر طعام ماخصر لانے کے مستدعی ہوئے اور منظوری سلطانی حاصل کرکے بڑی دھوم دھام کی دعوت کی بادشاہ نے انکی وسعت حوصلہ حسن سعی اور خوش سلیقگی کی داد دیکر دریافت کیا جو مدعا اور ضرورت ہو اوس کا اظہار کیا جائے بمقتضاء استغنا ذاتی انہون نے کچھ خواہش نکی تاہم بادشاہ نے پانچہزار بیگھہ پختہ آراضی بنام مقبوضہ خاص سمت شرقی ملحق آبادی قصبہ مارہرہ معہ فرمان عشر اور سند مجدد عہدہ چودھری وقانونگوی عطا فرماکر باعزاز رخصت کیا انہون نے اوسی زمین مین محلہ جداگانہ آباد کیا جواب (کنیو محلہ) کے نام سے مشہور ہے اوسکے قریب سرائے وبازار بنایا اور محلہ مین مسجد تعمیر کرائی سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری بسنہ جلوس اکبر بادشاہ مین ہمراہ کسی سادات کے حسبۃ للہ شہید ہوگئے مرقد انکا مارہرہ مین ہے۔ سید شاہ جلال بسوی قدس سرہ متخلص بہ خرد جو ایک اکابر طریقت سے تھے اونہون نے تاریخ شہادت یون لکہی ہے **تاریخ وفات**

از باغ جہان رفت عمر خان افسوس		گردید بزیر خاک پنہان افسوس	
تاریخ وفاتش ز خرد پرسیدم		گریان شد و گفت حیف وا رخان افسوس	

انکے پوتے **شیخ محمد** خلف ارشد علیخان صاحب حکومت وثروت تھے اونکی پہلی شادی دختر

عالی اختر نواب شہباز خان اکبری کے ساتھ اور دوسری عشیرہ کنبوہان سنبھل مین ہوئی تھی پہلی بیوی سے محمد شریف خان نہایت ذیجاہ و معزز ہوئے سجلات قدیم سے ۱۱۷۷ھ مین انکا بقید حیات ہونا پایا گیا ہے کول مین محمد سعید خان شہید شاہجہانی کی دختر بلند اختر سے ان کی شادی ہوئی تھی انکے بیٹے **محمد افضل** بڑے تمکند فروغ کاشانہ ریاست تھے سو برس کا کل نہایت جاہ و جلال کے ساتھ رہے ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری مین رحلت کی مسجد جامع مارہرہ انکے آثار خیر و صلاح کی نشانی ہے **تاریخ بنائے مسجد**

در جہان این قصر نور آگین شدہ	نور او بر چہرہ پروین شدہ
سال تاریخ اساسش گفت خضر	مسجد افضل بنائے دین شد: ۱۱۵۵

محمد عاقل شیخ محمد کے پوتے دانشمند بلیغ تھے وراثت قدیم پر اکتفا نکی اپنے خسر محمد جیون کے ساتھ بارگاہ خسروی مین باریاب ہوکر مسند نجد عہدہ موروثی کی لی اور بہت جمعیت و اقتدار سے بسر کی **کرم علی** محمد عاقل کے بیٹے نواب غالب جنگ احمد خان بنکش دائی فرخ آباد کی رفاقت و ملازمت مین نہایت مقتدر و معزز رہے ۱۱۹۳ھ گیارہ سو ترانوے ہجری مین انتقال کیا۔

نیاز علی بن کرم علی حسن صورت و سیرت جود و سخا ثقاہت وضع متانت طبع دانش و قیافہ جو صفات بشری چاہئین انمین سب موجود تہین پایان شباب تک باپ کی زندگی مین دنیا کا عیش جیسا چاہئے سب کرلیا رات دن یاران رنگین طبع کے ساتھ گل چہرے اوڑاتے بعد مرگ پدر مسند ریاست پر رونق طراز ہوئے اور خوب ناموری حاصل کی جب عیش و طرب سے طبیعت سیر ہوگئی حق شناسی کی طرف میل ہوا حضرت قدوۃ الاصفیا سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب[1] مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفید بیعت و مستفیض طریقہ باطن ہوئے بعد کسب اشغال مراقبہ تلاوۃ

[1] حضرت اچھے صاحب اپنے وقت کے مشاہیر اولیا سے تھے ۲۰- رمضان ۱۱۷۶ھ ہجری کو ائین امکان مین جلوہ افروز ہوئے (سلطان مشائخ جہان) تاریخ پیدائش ہے اور ۱۷- ربیع الاول ۱۲۳۵ھ ہجری کو رحلت فرمائی عالم قدس ہوئے بڑے بڑے نامی گرامی عالم فاضل اصحاب شریعت آپ سے مستفیض بیعت طریقت اور آپ کے حلقہ ارادتمندون مین داخل تھے مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی آپکی شان مین فرماتے ہین ؎ ندانم بزرگ مجدد شبلی از سیر مقاماتش ✽ بگویم باکہ کشفی داستان آل احمد

وجود سے کشایش راہ مقصود ہوئے بتوجہ مرشد کامل تھوڑے عرصہ مین استغراق کلی ہوگیا پھر تمکین وسلوک مین آگئے بحکم مرشدی دل بیار و دست بکار پر عمل رہا وحدۃ الوجود مشرب تنہا عہدہ کا کام چھوڑا نہین جو فتوح آتا علاوہ یا محتاج خود محتاجونکو تقسیم کردیتے - بات مین تمکین وفصاحت تھی - رموز تصوف واسرار حقایق اشارات وکنایات مین ادا فرماتے - فن موسیقی ہندی کو اون سے بہتر جاننے والا اوسوقت اس لواح مین کوئی نہ تہا - گاہ گاہ بسبب تفنن طبع خلوۃ مین کچھ گاتے تو سننے والے بیخود ہو جاتے - قریب پچاس برس بجمعیت صوری ومعنوی کوس یکتائی بجاتے رہے - کاسگنج جو مارہرہ سے چار کوس سمت شمال ہے وہان ناظم وقت سے ملنے گئے تھے ناگاہ رات کو درد احشا مین مبتلا ہوئے صبح تدبیر تسکین کرکے اپنے کام مین مشغول ہوگئے بعد ادائے نماز ظہر بہ بیداری دل وآگاہی باطن دولیعت جان خدا کو سونپی نعش مارہرہ لاکر دفن کی گئی - ۲۲ - شعبان ۱۲۱۶ھ بارہ سو سولہ ہجری کو یہ حادثہ پیش آیا

تاریخ وفات من نتایج فکر حکیم عنایت حسین مصنف سلسلہ عالیہ وغیرہ

ز دنیائے دون چون نیاز علی	یکایک بملک عدم بر دپے
خرد فکر سعدی پسندید و گفت	بود در بہشت برین جائے وے

مصرع اخیر تمام تاریخ ہے -

چودہری حمایت حسن بن رونق حسن محمد عاقل سے چوتھی پشت اپنے عہد مین مارہرہ کے نامی گرامی رئیس وعلاقہ دار فیل نشین نہایت خوبرو وجیہ تنومند وشجیع تھے - ایام غدر ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ انگلشیہ کے خیرخواہ اور مورد لطف حکام ذیجاہ رہے شہر مارہرہ کی خوب حفاظت کی ہر موقع پر بلوائیون سے بچایا - گھوڑے ہاتھی مرغ بط کبوتر لعل طوطی مینا طرح طرح کے جانور رنگ برنگ کی چڑیان چہوری کٹاری بندوق تلوار قسم قسم کے ہندی ولایتی یورپی ہتیار ہر چیز کا ذوق وشوق تہا فن طب مین عمدہ دستگاہ تہی حکیم عنایت حسین مارہروی مواف کتاب ریاض احمدی وآثار احمدی وغیرہ سے جو طبیب والا پایگاہ تھے طب پڑہی تھی اونہین سے

مطمئن کیا تھا۔ ۲۸ شوال ہروز پنجشنبہ ۱۱۸۵ بارہ سو ستاسی ہجری مین ڈیڑھ پہر دن چڑھے بیمار ناگاہ اچھے خاصے موٹھ کی راہ خون کثیر ڈالکر بیک چشم زدن سب جاہ وحشم چھوڑ کر جہان گذران سے عالم جاودانی کو سفر کیا۔ ؎

جہان اے برادر نماند بکس	دل اندر جہان آفرین بند وبس

کوئی اولاد نہین چھوڑی۔ انکی جائداد کثیر انکی ہمشیر کے نواسون پر منتقل ہوگئی۔ جنمین حافظ محمد یعقوب علیخان ابن حاجی محمد مومن علیخان لایق اور معتبر شخص ہین انکا سلسلہ نسب ابائے عشیرہ نواب خیر اندیش خان تک ہین نواب صواب اندیش خان میر بخشی سے ملتا ہے۔

چودھری حافظ حسن حمایت حسن کے چھوٹے بھائی عظمت وحشمت مین ہم پہلوے برادر نامور تھے شعر وسخن سے ذوق تھا بڑے مدبر ومنتظم تھے ۲۹۔ ذیقعدہ ۱۱۸۷ بارہ سو اکیاسی ہجری مین انتقال کیا ان سے نسل دختری باقی رہی۔

شیخ علی احمد ملتانی مارہروی صاحب ثروت واقتدار ونواب شائستہ[1] خان کے عمدہ رفقا

[1] نواب شائستہ خان امیر الامرا کا نام مرزا ابوطالب تہذیب الدولہ اصف خان کے فرزند رشید تھے سال اول جلوس شاہجہان مین پنجہزاری ہوئے اور رنگ زیب کے حضور سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب اور امیر الامرائے کا خطاب پایا جلد تواضع حسن سلوک وجود وسخا مین کوئی امیر انکا ہمسر نہ تھا نخوت وپندار چھو نگئے تھے لاکھون روپیہ مساجد ومہمانسرائے وپلون کی تعمیر مین لگادئے اونکا مال ومتاع کی انتہا نہ تھی نقل ہے جب سنہ جلوس مین بنگالہ سے حاضر دربار ہوئے تیس لاکھ نقد اور چار لاکھ کا جواہر معہ ویگر تحایف نفیسہ نذر شاہی کیا تحفہ مین ایک آئینہ عجیب صفت کا تھا جب آئینہ اوسکے مقابل رکھتے خشک ہوکر قطرہ قطرہ پانی اوس سے ٹپکتا تھا ایک صندوق تھا ایک طرف اوسکے ہاتھی دوسری جانب بکرے کو باندہ دیا ہاتھی نہ کھینچ سکا بکر امندوق کو معہ ہاتھ کھینچ لیگیا بادشاہ خوش ہوکر سنگ پشم کی عصا جو کرامت مبارک مین تھے عطا کی اور حکم ہوا کہ امیر الامر اغسل خانہ تک پالکی مین آیا کرین شاہ عالم کی نوبت کے بعد اونکی نوبت بجا کرے۔ نقل ایکمرتبہ سرکار عالمگیر مین موم مطلوب تھا عمال خالصہ وپرگنات نے بعد بررسات لکھا کہ اسوقت قطعاً میسر نہین آتا خافخانان نے عرض کیا موم کہین نہین ملتا مگر امیر الامرا کے کارخانہ دہلی مین موم کا ذخیرہ سنا جاتا ہے حکم ہوا کہ بقدر ضرورت عاریت لے لیا جاوے امیر الامرا کے متصدی کے نام فرمان جاری ہوا امیر اوسوقت بنگالہ مین تھا اجازت منگانے مین تاخیر متصور تھی اس عرصہ تک فرمان شاہی کی تعمیل نکرنا ممکن نہ تھا ناچار دوسون اپنی طرف سے اور ہزار چھتیس موم کے جنمین سے ہر ایک کا وزن دو دو تین تین من تھا پیشکش کرکے معذرت کی اسوقت امیر الامرا تشریف نہین رکھتے زیادہ

مین تھے نواب کی رفاقت مین عمر عزیز اعزاز وحشمت سے بسر کی مارہرہ مین بوجہ خویشی محمد وزیر خان قانونگو کے سکونت پذیر ہوے انکی نسل مین مولوی فضل احمد حافظ کلام اللہ متقی پرہیزگار حلیم و باوقار شخص تھے فارسی مین کامل دستگاہ تھی عبارت دلچسپ قلم پرداشتہ لکھتے تھے عمر گرامی درس وتدریس کے مشغلہ مین بسر کی اب اونکے چھوٹے بیٹے مولوی عبدالجلیل عہدہ جلیلہ ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز ہین طبیعت لطیف اور شعر وسخن کا مذاق ہے۔

محمد امین انکے اسلاف ملتان سے آکر بدایون مین مقیم اور وہان کے عہدہ چودہری وقانونگوی پر مامور ہوے ایکمدت بعیش وکامرانی بسر کی اتفاقاً حاکم وعامل وقت سے ناچاقی ہوگئی عہدہ سے استعفا دیکر اور اسناد پارہ پارہ کرکے حاکم کے مونھ پر مار کر معہ عشایر وقبایل سنبھل پھونچے دیوان عبدالمومن کا زمانہ تھا اونھون نے خیر مقدم کہا لہذا وہین توطن کیا خدا نے جوہر بلاغت عطا فرمایا تھا اورنگ زیب عالمگیر کی سرکار مین حاضر ہوکر منصب لایقہ پر سرفرازی پائی انکی شجاعت نقش نگین خاطر سلطانی تھی ہمیشہ ہمرکاب ظفر انتساب رہتی تھی جب بادشاہ تسخیر دکن کو چلا لشکر شاہی کے ساتھ تھے اوسی سفر مین انتقال کیا۔

حافظ محمد نظام ساکن قصبہ چیسور دربار شاہی سے ملک بوندیلکھنڈ کی حکومت پر سرفراز تھے راجہ ستر سال بوندیلکھنڈ کا فرمان روا جورایان باشوکت واقبال مین شمار ہوتا تھا حافظ صاحب کے ساتھ پگڑی بدل بھائی تھا اب سے پہلے مونھ بولے بھائیون مین مان جائے بھائیون سے زیادہ محبت ہوجایا کرتی تھی مارہرہ مین شادی ہونے کی وجہ سے چیسور کی سکونت چھوڑ کر وہان توطن اختیار کرلیا تھا تا اخر عمر اوسی حکومت وامارت سے گذاری انکے بعد (بایزید خان) اونکے بیٹے باقتضاء جوہر بلاغت وقابلیت مورد مراحم خسروانی ہوکر بجاے پدر حاکم مقرر ہوے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹۔ نہین بھیج سکا ہی تھوڑا سا بھیجا جاتا ہے ذخیرہ موم کے واسطے کہون کہو در رکھتے تھے گرمی کے موسم مین اونمین پانی بھر دیا جاتا تھا کہ گل بنجاوے اسی پر دیگر اسباب واجناس کا قیاس کرلیا جاوے ۱۰ سنہ جلوس عالمگیری مین مطابق ۱۰۷۸ ہجری امیر الامرا نے وفات پائی ۱۲ تاریخ وفات یہ ہے۔ **قطعہ**۔ مصدر فیض وکرم شایستہ خان ✦ گوئی جود وفیض از افاق بر شد سال نقل آن امیر باکرم ✦ گفت ہاتف اہل خیر و داد مرد۔

بلکہ باپ سے بھی زیادہ مقتدر رہے عزیزون قریبون واہل استحقاق کے ساتھ بہت مراعت وسلوک کرتے تھے بوندیلکھنڈ مین کسی معرکہ مین مردانہ وار شہید ہوئے اونکے پوتے احمد شرف پرگنات راٹھ مہوبہ پنواری وغیرہ متعلقہ ملک بوندیلکھنڈ کے حاکم تھے۔

محمود خان بن عبداللہ خان بن شیخ عبدالصمد ملتانی عالی نسب والاخاندان روشناس بارگاہ سلطانی تھے ملتان سے دہلی اور دہلی سے (شاہگڈہ) آئے قصبہ شاہگڈہ مارہرہ سے پچھم کی طرف بارہ کوس جھان اب (کوڈیا گنج) آباد ہے حضور بادشاہی سے انکی جاگیر مین تھا ہمقومی اور سابقہ تعلقات ہموطنی کی وجہ سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی کی لڑکی کے ساتھ انکا عقد ہوا۔ انکے انتقال کے بعد عمر خان شہید ابن خواجہ حسن اپنی بہن بہانجونکو مارہرہ لے آئے اور اپنی ظل عاطفت مین رکھا حویلی اور زمین سکنی اور پانسو بیگھہ پختہ آراضی زرعی منجملہ قبوضہ خاص اپنی انکو دی چنانچہ (احمد نگر عرف نگلہ مدا) خاص اوسی جگہ آباد ہے مدا خان جمال خان شہباز خان۔ انکے تین فرزند قابل ہمہ دان فصیح وبلیغ تھے اردوئے معلی خاقان وقت مین حاضر و داخل بندگان شاہی ہوئے۔ **مدا خان** نے نیابت صوبہ داری لاہور پر سرفرازی پائی۔

دولت خان مدا خان کے پرپوتے نہایت شجاع وبہادر تھے دیوان بازید خان کی رفاقت مین ملک بوندیلکھنڈ کی جنگ مین مردانہ شہادت پائی انکے بیٹے۔

نعمت اللہ ملقب بہ نعمت خان قاضی انعام اللہ دہولپوری کے نواسہ حافظ قرآن ورشید دودمان معزز اماثل واقران صاحب خیر وبرکت ورشد اقبال تھے لڑکپن سے ایام بلوغ تک دہولپور مین نہایت نازونعم سے پرورش پائی پھر رونق طراز مقام آبائی ہوئے خوب عظمت وجمعیت بہم پہنچائی آخر مین شوق خداشناسی دامنگیر ہوا اسباب دنیوی سب ترک کردیا ۱۱۷۳ گیارہ سو ستتر ہجری مین رحلت کی اور بحسب وصیت زمین پائین درگاہ شریف حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ جانب دیوار جنوبی احاطہ سرائے کے سرہانے

استراحت پر رکھکر آسایش فرمائی۔

جمال خان محمود خان کے دوسرے بیٹے گو ثروت و اقتدار مین نامدار تھے اور تقرب بارگاہ سلطانی بھی حاصل تھا لیکن از راہ طبیعت نے منصب حاصل کرنے کی طرف ملتفت نہین کیا اور پابند تاہل بھی نہین ہوئے۔

شہباز خان پسر خرد محمود خان عمدہ ملازمان شاہی سے تھے شجاعت و مردانگی مین یکتا گنے جاتے تھے ہنگام مہم کابل و قندہار ہمرکاب ظفر انتساب عالمگیر مردانہ وار شہادت پائی قلعہ قندہار کے دروازہ پر انکی نعش دفن کی گئی۔

محمد عمر خان مداخان کے چھوٹے بیٹے نہایت معزز و موقر و شجاع تھے مہم قندہار مین ہمرکاب دولت شاہی شہادت پائی انکے بیٹے تھے **الہ بخش** نام دربار حضرت محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی مین اونکو تقرب حاصل تہا دانش و ثقاہت و متانت مین یادگار ثقات سلف تھی انکی انگشتری پر یہ شعر نقش نگین تھا ؎

شد الہ بخش از صفار ضمیر		بندۂ بادشاہ عالمگیر	

شیخ لالی قدمائی میرٹھ مین گنے جاتے ہین معزز و دولتمند شخص تھے لالی کا بازار جو شہر میرٹھ مین لالہ کا بازار مشہور ہے انہین کا آباد کیا ہوا تھا پر انقلاب زمانہ سے آج اوس کا ذرا سا حصہ بھی انکی نسل کے ہاتھ مین باقی نہین رہا انکی اولاد مین اکثر نامور و ذیعلم ہوتے رہے ہین **شکر اللہ المعروف شاکر محمد لاکھوری** ان سے چوتھی پشت مین بڑے دولتمند صاحب امارت و اقتدار و معزز سلاطین روزگار تھے بعض قراین سے شاہجہان و اورنگ زیب عالمگیر کے ہمعصر ہونا پایا جاتا ہے شکر اللہ سے ساتوین پشت **منشی ممتاز علی** سررشتہ دار کمسریٹ میرٹھ انشار فارسی و متانت تحریر مین دبیر عدیم النظیر گذرے ہین علم مجلسی بہت اچھا تہا انکی لسانی و خوش بیانی کا میرٹھ مین ابتک چرچا ہے تمام عمر خوشحالی و فارغ البالی مین امیرانہ بسر کی خدمت علما و مہمانداری امرا مین سیر چشم تھے نواب مصطفی خان

شیفتہ وحسرتی تخلص رئیس جہانگیر آباد و نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی وغیرہ عمائد و اہل فضل وکمال کے ساتھ بے تکلفانہ صحبت اور دوستانہ تعلقات تھے اب اونکے بیٹے **مولوی محمد احسن مہاجر بیت اللہ** منجانب حکام بیت الحرام عہدہ مطوفی پر مامور اور اوس بقعہ شریفہ مین معزز و مشہور ہین۔

شیخ لالی کی نسل مین اسوقت **منشی رضا حسین** متوطن بریلی روہیلکھنڈ فارسی عربی مین ذی استعداد انگریزی زبان کے فاضل ہین انگلش مین (ایم اے) کی سند پائی ہے ذکی متین خلیق بے تکلف سادہ مزاج پابند صوم وصلواۃ صاحب دیانت وتقوی ہین۔ دینوی اعزاز اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے کہ عالیجناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی وشمالی وادودہ کے میر منشی اور اونکے دفتر کے اسسٹنٹ سکرٹر ہین۔

اسی سلسلہ مین **مولوی فدا حسین منصف پنشن یافتہ ہین** انکے اب وجد ماربرہ رہتے تھے بعد مین بریلی سکونت کی بعد فراغ وتحصیل علم امتحان وکالت مین پاس حاصل کیا ضلع بریلی مین درجہ اول کے وکیل ہوئے پھر بعد رونی حکام عہدہ منصفی پر امتیاز پایا اب پنشن لیکر وکالت کا کام کرتے ہین نہایت ذہین وطباع وخلیق ومتواضع ہین انکی قانون دانی اور معاملات کی سمجھ بوجھ پر وثوق واعتماد کیا جاتا ہے اور دیوانی کے معاملون مین رائے ومشورت مسلم مانی جاتی ہے فارسی عربی کی استعداد کامل ہے نستعلیق نسخ وشفیعہ وغیرہ خطوط مین خوش قلم وشیرین رقم ہین سنہ ۱۳۱۱ تیرہ سو سات ہجری مین ایک کتاب متضمن حالات اصحاب بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور طریق استعانت حضرات موصوف کے اسمار متبرک سے کتب احادیث وسیر سے انتخاب کرکے اردو زبان مین مرتب کی اور مطبع اعجاز محمدی آگرہ مین چھپوادی۔ اس کتاب کا تاریخی نام (ذکر باحوال اصحاب البدر) ہے اسمین مختصراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال خیر اشتمال بھی لکھا گیا ہے غرض اچھی کتاب ہے۔

محمد سعید خان شہید ابن محمود خان باشندہ کول علیگڈھ حضرت مخدوم

شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ العزیز سے پانچوین پشت مین انکا سلسلہ ملتا ہے۔ عہد شاہجہان بادشاہ مین ایک شیخ وبہادر سپہ سالار اور صاحب اعتبار و اقتدار سردار تھے وحسب اسم خود صلاح وتقوی سے آراستہ ہمیشہ دل بیارد دست بکار رہتے اکثر معرکون مین بادشاہ کے ساتھ رہکر داد شجاعت دی۔ بالآخر مہم لکھی جنگل سرکار دیال پور متعلق صوبہ ملتان مین معہ اپنے ایک لڑکے محمد علی کے دیگر جماعت غازیون کے ساتھ مردانہ جام شہادت پیا اور داخل سلک احیاء عند ربھم یرزقون ہ ہوئے۔ چونکہ بارگاہ سلطانی مین تقرب حاصل تھا انکی وصیت کے موافق بادشاہ دین پناہ نے نہایت عظمت واحترام سے نعش کول انکے وطن کو روانہ کی جب تابوت قصبہ شاہگڈہ جو کول ومارہرہ کے درمیان مین واقعہ ہی پہونچا۔ محمد شریف قانونگوی داماد شہید مغفور اپنے وطن مارہرہ سے یہہ خبر وحشت اثر سنکر پہونچے اور دونون تابوت اپنی ہمراہ شاہگڈہ سے مارہرہ لاکر اپنے باغ مین ملحق بہ آبادی شہر بجد گوشہ مغرب وجنوب مین دفن کیا۔

محمد خان ابن محمد سعید خان شہید اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین معظم وقت یگانہ زمانہ معزز سلاطینیان تھے۔ علوم وحکمت دانش وبلاغت مین طاق ہمت ومردانگی شجاعت وتیغ آزمائی مین شہرہ آفاق۔ راجہ جے سنگھ سوائی جو عمایدشاہی سے تہا انکا پگڑی بدل بہائی تہا اور اس امر کو اپنی سربلندی کا باعث سمجھتا تہا۔ امرا رنامدار وشاہزادہائے کامگار عزت واحترام کرتے تھے۔ حضرت حاجی سید شاہ عبداللہ سیّاح جو اکابر وقت مجاذیب سالک وفرزندان جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ سے تھے اونکے ساتھ بیعت و ارادت تہی ذوق معنوی غنائی صوری کے ساتھ انکی ذات بابرکات مین جمع تھا عمر گرامی اسیطرح بجمیعت ظاہری وباطنی عظمت واقتدار سے بسر کی سولہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس ہجری مین رہ نورد عالم قدس ہوئے۔ اسی سال کی ۱۲ محرم کو ابوالمظفر قطب الدین محمد معظم بہادر شاہ عالم پسر دوم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے پانچ برس حکمرانی کے بعد انتقال کیا۔ انکی اسلاف کول کی حکومت حاصل کرکے دہلی سے

وہان آرہے تھے اب حسب خواہش محمد شریف خان قانونگو انھون نے مارہرہ کی اقامت اختیار کی نواب دلدار خان دہلوی کی ہمشیرہ سے انکی شادی ہوئی اوس مخدرہ محترمہ کے بطن سے دو فرزند صاحب علم دانش و شجاع خلیق و متواضع صاحب صلاح و تقوے معزز و موقر ہوئے محمد لہرپ خان و ہدایت اللہ خان **محمد لہرپ خان** باپ کی حیات مین مردانہ وار ایک معرکہ مین شہید ہوگئے انکی شہادت کا واقعہ ۱۱۴۱ گیارہ سو سات ہجری مین ہوا

ہدایت اللہ خان نے ۲۶ - ماہ صفر ۱۱۴۲ گیارہ سو بیالیس ہجری مین رحلت فرمائی جود و سخا و صلاح و تقوی و خلق و مروت مین مستثنائے روزگار تھے بفضلہ تعالی ان دونون کی نسل باقی ہے - چنانچہ اس بندہ ناچیز فیض احمد مسعود اوراق ہذا کا سلسلہ نسب جیسا کہ حضرت مخدوم شیخ اسحاق دہلوی کے حالات مین مذکور ہوا ہدایت اللہ خان سے ملتا ہے -

نواب دلدار خان دہلوی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سلطنت مین امیر بانام و صاحب شوکت و احتشام تھے مدت العمر عظمت و اقتدار کے ساتھ رہے - پایان کار منصب و ملازمت شاہی سے کنارہ کش ہوکر یکسوئی و فارغ نشینی اختیار کی -

مظفر خان ابن سعید خان دہلوی مشاہیر عہد اور عمدہ ملازمان شاہی سے تھے ایک مدت صوبہ کشمیر و اکبرآباد کی نیابت پر حکمران رہے - انھون نے دو لایق فرزند چھوڑے - عبدالرحمن و عبداللہ دونون بھائی امیر صاحب ثروت اور نواب محمد سعید خان شہید کولوی مارہروی کے تھے - اونکے ماموں شیخ محمد خان مارہرہ مین ان دونون بھائیون کی اقامت کے باعث ہوئے - حسب مرضی اونکے دہلی سے

لہ ایک پرانا کاغذ ۱۱۳۱ ہجری کا لکھا ہوا جامع مختصر ہذا کی نگاہ سے گذرا ہو اوس سے پتہ چلتا ہے کہ محمد خان و بھائی بھائی محمد طاہر خان کے مکانات اندرون قلعہ کول محلہ سید واڑہ متصل درگاہ پر غرب طرف میٹھی کھڑکی کے تھے - ۱۲

ترک سکونت کرکے مارہرہ چلے آئے۔ عبدالرحمن کی تین شادیان ہوئی تھین اول تو محمد شریف قانونگوی کی دولڑکیون کے ساتھ یکے بعد دیگرے تیسری مرتبہ دختر شیخ جان محمد خلف شیخ گدائی دہلوی کے ساتھ **محمد مقیم** عبدالرحمن کے بیٹے پہلی بیوی کے بطن سے فاضل جید اور تمام اوصاف حمیدہ مین مستثنائے روزگار تھے **عبداللہ** ابن مظفرخان کی شادی نواب دلدارخان کی لڑکی سے ہوئی تھی **درویش محمد** عبداللہ کے بیٹے جاہ ومرتبت مین عمایدزمانہ سے تھے۔

تتارخان و یعقوب خان ابنائے علی خان ابن جلال خان مخدوم شیخ اسحاق دہلوی قدس سرہ سے پانچوین پشت مین ہین نواب منوچہرخان[1] عرف مرزاجان نبیرہ نواب خانخانان بہادر کے عمدہ ملازمون اور خاص رفیقون مین تھے دونون بہائیون نے بمقام ابیرج تیس برس کا ل نواب موصوف کی رفاقت مین نہایت عظمت وشان کے ساتھ بسر کی **شیخ غلام محی الدین** تتارخان کے بیٹے بڑے منشی اور صاحب عزت و وقار تھے دہلی مین اونکی شادی ہوئی اور کول سے ترک سکونت کرکے مارہرہ مین بود وباش کی انکے صرف ایک بیٹے تھے **شیخ عظیم الدین** یہ بھی شاعر نامدار اور باعلم و دانش تھے انکی نسل باقی نہین رہی۔

نواب ابومحمدخان و نواب بہادرخان میرٹھی شیخ عماد انکے باپ کا نام تھا۔ **نقل ہے**۔ کہ شیخ صدرالدین عرف صدرجہان ابومحمدخان کے دادا شیخ لاٰلی کے ساتھ آکر میرٹھ مین اقامت گزین ہوئے۔ اونکے دو بیٹے تھے شیخ عماد اور شیخ حبیب۔ انھین سے شیخ حبیب بڑے مقدس بزرگ تھے جنکا ذکر سامی اس مختصر مین بذیل مشایخ کیا گیا ہے۔ شیخ عماد صاحب جاہ تھے اونکے بیٹے اقبالمند ہوئے۔ دونون بہائی بعہد نورالدین جہانگیر بادشاہ وشہاب الدین شاہجہان صاحبقران امرائے شاہی سے تھے۔

[1] منوچہر ابرج الخاطب بہ شاہنواز خان ابن مرزا عبدالرحیم خانخانان کا بیٹا تھا اور دربار جہانگیری سے دوہزاری ہزار سوار کا منصب رکھتا تھا۔

صفحہ ۳۰۸ بادشاہ نامہ مین عبدالحمید لاہوری نے لکھا ہے کہ شاہجہان صاحبقران کے عہد دولت عہد مین ابو محمدؐ خان کنبو کا منصب ہزاری ذات وہشت صد سوار کا تھا۔ اور صفحہ ۳۲۲ کتاب مذکور مین مرقوم ہے کہ نواب محمدؐ بہادر خان کنبو شاہ موصوف کے زمانہ سلطنت مین بمنصب پانصدی ذات وچار صد سوار ممتاز تھے۔ اور صفحہ ۳۴۵ مین بضمن واقعات سال یازدہم جلوس شاہنشاہی لکھا ہے کہ عنایت اللہ خان ولد قاسم خان و نواب بہادر خان کنبو حاضر حضور شاہی ہوئے عنایت اللہ خان نے دو اور نواب بہادر خان نے تین ہاتھی نذر کئے۔ یہ دونون بہائی صاحب خیر وصلاح تھے انھون نے بڑے بڑے کام کئے ہین۔ رسالہ مبارک سے مستنبط ہوتا ہے کہ ہُگلی بندر کے راجہ کو شکست دیکر ابو محمدؐ خان نے اوس ملک کو فتح کیا تھا۔ (کالی ندی) سے ایک چشمہ کا ٹکر میرٹھ مین لائے مرور دہور اور مرمت نہونے کے سبب سے خراب ہوگیا ہے اب عوام الناس اوسکو (اَبُو کا نالہ) کہتے ہین۔ میرٹھ کی عیدگاہ پختہ انکے نشانات خیر کی ابتک خبر دے رہی ہے۔ ایک قلعہ تعمیر کردہ انکا میرٹھ مین تھا اوسکی دیوارین و برج سب مسمار ہوگئے لیکن اوس جگہ ایک بڑا محلہ آباد اور (کوٹلہ ابو محمدؐ خان) کے نام سے مشہور ہے۔ مقبرہ عالیشان شیخ عماد سنگ سُرخ سے بنایا ہوا انکا یادگار زمانہ ہے مقبرہ کی محراب شمالی پر متعدد اشعار تواریخ کنندہ ہین اونمین سے ایک تاریخ کا مصرعہ اخیر یہ ہے مصرعہ از شیخ عماد آہ گفتا جس سے ۱۰۳۹ سنہ ہجری نکلتے ہین مقبرہ کے اندر چند قبرون کے تعویذ وحوضہ سنگ مرمر کے ہین اونپر خط نسخ مین کلمہ توحید اوبہرے ہوئے حرفون مین کندہ ہے۔ مقبرہ ابو محمدؐ خان کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابو محمدؐ خان نے بعد انتقال اپنے باپ کے تعمیر کرایا ہوگا اور خود بھی وہین مدفون ہوئے لہذا اونہین کے نام سے شہرت پذیر ہوا اما ابو محمدؐ خان کے وفات کی تاریخ کنندہ نہین ہے۔ اس مقبرہ کے متعلق صدہا بیگہ زمین تھی جسکا زیادہ حصہ اب آباد ہوگیا ہے باقیماندہ مین کاشت ہوتی

ہے اور کُل زمین اسی قوم کے لوگون کے قبضہ مالکانہ مین ہے - اور قصبہ (بڈہانہ) مین مساجد و مہمانسرائے وچاہ وباولی وقصبہ (جہجانہ) ضلع مظفرنگر مین بازار و جوبار و مساجد و مسافرخانہ وتالاب پختہ اور باغ وبساطین وغیرہ - وموضع ابومحمدپور متصل قصبہ مرادنگر ضلع میرٹھ انہین کا آباد کیا ہوا ہے - شاہ العالمین شاہ عبدالرزاق جہجانوی قدس سرہ کے ساتھ شیخ عماد وغیرہ کو ارادت تھی - اور شہر میرٹھ مین بہت سی چھوٹی چھوٹی مسجدین بہادرخان کی بنائی ہوئی موجود ہین انکی اولاد کا سلسلہ بھی ابتک میرٹھ مین پایا جاتا ہے - ایک فرمان ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی کا ابومحمد خان کے نام ہماری نظر سے گذرا ہے ملاحظہ ناظرین کے واسطے بجنسہ یہان اوسکی نقل کیجاتی ہے -

اللہ اکبر

بخط طغرا

فرمان ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی



لایق العنایۃ والمرحمۃ شجاعت شعار شیخ ابومحمد لغایات بادشاہانہ سرفراز گشتہ بداند کہ از مضمون عرایض کسان اعتقاد سلطنت وفرمان روائی - اعتماد خلافت وکشورکشائی خص خاتم شجاعت وبختیاری - آب گوہر فتوت وجانسپاری - طراز آستین اُبہت واجلال گوہر درج دولت واقبال - مخزن اسرار الٰہی - مجمع اطوار مہواداری وفیض خواہی - مونس وحدت سرائے حضور - محرم خاص الخاص سریر سرور - صاحب فطرت عالی عنوان

مثال همیشالی انجمن آرائے محفل بادشاہی - باریک بین دقایق آگاہی - ہمدم دلکشائے مجلس خاص - جلیس خلوتسرائے وداد واخلاص - دقیقہ یاب سرایر سلطانی - رمزشناس عالم مزاجدانی - منتخب نسخہ دانشوری ودانائی - فہرست مجموعہ بینش وبینائی شناسائی رموز سلطنت - نگاہبان قوانین معدلت - قدوۂ خوانین سموالمکان - عمدۂ امرار رفیع الشان - مشیّد ارکان دولت عظمی - ممہّد ضوابط سلطنت کبری - عموی بجان برابر دانائی بلند مکان - مبارزالدین یمین الدولہ آصف خان - چنان بعرض اشرف رسید - کہ شقداران عمدۃ الملک لشکر خان - زردان ومفسدان را درمحال جاگیرہائے آن رکن السلطنتہ جائے دادہ حمایت مے نمایند - ونمیگذارند کہ بجزائے اعمال خود برسند - واز مضمون عرضداشتہائے لشکر خان خلاف این بعرض مقدس مے رسد - بنابرآن حکم فرمودیم کہ سیادت پناہ میر عبدالکریم - بآن پرگنات رفتہ بحقیقت معاملہ باز رسد ومقدمہ متنازعہ فیہ را داشگافتہ حقیقت را - از قرار واقع معلوم خود نمودہ بہر دستور کہ مطابق حق وعدل بودہ باشد تجویز نماید تا مطابق تجویز او بہ عمل آید دیگس از تجویز وتشخیص او قدم بیرون نہند واگر برائے رفع مناقشہ معاملہ اجارا قرار دہد احدی از صلاح میرمذکور بیرون نشود - تا بہر تقدیر کہ میر مشارالیہ مناسب داند بعمل آورد ومے باید کہ آن شجاعت شعار در تادیب وتنبیہ متمردان ومفسدان نہایت سعی بتقدیم رساند وآنچہ را باعث مجرائے خوب خود شناسد در سرگرم کاروخدمت مرجوعہ خود بودہ باشد از فرمودہ تخلف نوازد تحریر رفتہ تاریخ ۱۲ - ذیماہ الہی سنہ

عبارت پشت

فیض رسان
شاہ
چوشاہ جہان باد
شاہ
خدائی دادہ بکیتی مراد
آصف
خان سنہ احد

برسالہ کمترین اخلاص کیشان آصف خان

نواب خیر اندیش خان میرٹھی - بن نواب محبت خان - بن نواب اسد خان بن نواب دادن خان - محمد خان اصلی نام اور خیر اندیش خان شاہی خطاب تھا بڑے مدبر خیر خواہ مند دانشور اور فیاض امیر تھے انکے اسلاف و اخلاف سب نامور گذرے ہین -

منقول ہے کہ نواب دادن خان صوبہ لاہور تھے اور نواب اسد خان نہایت تنومند روز آور وجیہ و پُر خور تھے - مشہور ہے کہ ایک کتلہ آہنی گران وزن انکے ہاتھ مین رہتا تھا جب چاہتے بزور بازو نہایت آسانی سے اوسکو دوہرہ کر دیتے اور جب جی ہوتا سیدہا کر لیتے پانچ سیر صبح کا ناشتہ تھا اسی پر روز و شب کی غذا قیاس کر سکتے ہین انکی طاقت بدنی و قوت جسمانی کی بہت سی نقلین انکے خاندان مین مذکور چلی آتی ہین کہتے ہین ایک مرتبہ ولایت ایران و توران سے ایک نہایت قوی ہیکل زبردست پہلوان وارد ہندوستان ہوا اور سلطان وقت کے حضور مین حاضر ہو کر بعد استحصال شرف آستانہ بوسی اپنے مدمقابل کی درخواست کی پہلوانان دربار اوس عفریت سرشت کی صورت و ترکیب جسامت و تناسب اعضا سے اوسکی قوۃ کا اندازہ کر کے جھجکنے لگے بادشاہ نے اسد خان کی طرف اشارہ کیا یہ مستعد ہوئے ولایتی نے کشتی چاہی انھون نے کہا کشتی لڑنا عمل بہیمی اور عوام کالانعام کا کام ہے آؤ بیٹھے ہوئے زور آزمائی کر لین اسی سے ہر واحد کی قوۃ کا اندازہ ہو سکتا ہے آخر فیصلہ اس پر ٹھیرا کہ دونون مین جو شخص دوسریکو زور کر کے ہاتھ کے بل اپنی طرف گھسیٹ لے بازی اوسکے ہاتھ رہے اسد خان کی کمر کو پٹکہ مضبوط بندہا ہوا تھا ولایتی نے اوسمین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ کھینچے بہت زور آزمائی کی پر انکو جگہ سے ہلا نہ سکا جب قوت کی انتہا ہو چکی اور پہلوان عاجز آگیا - قریب تھا کہ پٹکہ سے ہاتھ علیحدہ کر لے انھون نے اپنا پیٹ پھولانا شروع کیا اور ایسا پھولایا کہ پنجہ نکل نسکا اونگلیان ایسی دبین کہ ہر سر انگشت سے فوارہ خون جاری ہو گیا بازی انکے ہاتھ رہی پہلوان کو دوبارہ

زور آزمائی کا حوصلہ باقی نرہا۔ دیگر اتفاقیہ شاہی کشتی ریت مین جالگی ہاتھیون سے دھکے لگوائے اور بہت سی تدابیر و زور آزمائیان کی گئین لیکن ہٹ نہ سکی اسد خان ہمراہ تھے جب دیکھا کہ سب عاجز آگئے کشتی کو کمر پر اوٹھا کر پانی مین ڈھکیل دیا کشتی تو چل نکلی الا اس غیر معمولی قوت سے گردہ وغیرہ اعضائے شریفہ پر صدمہ پہونچ گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے جان دی۔

نواب محبت خان کی تعمیر کردہ جامع مسجد عالیشان سنگ سرخ کی پشاور مین ابتک موجود ہے وہان اوس سے بہتر کوئی مسجد نہین انکا مقبرہ شہر میر تھ مین مزار پر انوار مخدوم شاہ ولایت صاحب کے پاس سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ نواب محبت خان کے کوئی فرزند نہ تھا ایک بزرگ نے درود شریف بتایا اور فرمایا بعد نماز عشا یارہ سو بار پڑہ لیا کرو نواب نے تعمیل کی اوسکی برکت سے جمال جہان آرائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور تولد فرزند صالح کی بشارت ہوئی نواب خیر اندیش خان پیدا ہوئے محمد خان نام رکھا گیا ابتدا ہی سے حسب بشارت نبوی آثار رشد پیدا تھے جون جون سن بڑہتا گیا اخلاق فاضلہ و فنون عالیہ مین ترقی ہوتی گئی۔ علوم مین فضیلت طب مین خداقت حاصل کی۔ انشا پردازی خوش نگاری مین سلیقہ راست پایا۔ جناب رسالت مآب کی حضور مین نیاز خاص رکھتے تھے۔ ہر مہینہ کی بارھوین تاریخ نہایت تکلف و اہتمام سے حضرت کا فاتحہ انجام دیتے۔ وہ درود شریف جو انکے باپ کی معمولات سے تہا ہر شب بطور ورد پڑہتے اوسکی برکت سے مشرف برویت حضور سرور کائنات ہوئے اور بشارت پائی کہ ایک درویش اس شکل و شمایل کا ہمارا موئے مبارک تبرکاً تمکو دیگا۔ نواب نے بیدار ہوکر خوشی منائی فاتحہ و خیرات ادا کیا۔ دربانون کو ہدایت کی جو فقیر آئے ہم جس حالمین ہون ہمکو خبر پہونچائی جائے۔ ایک دن دوپہر کیوقت نواب محل سرائے مین تھے کہ درویش صفا کیش کے آنے کی اطلاع ہوئی مستورات کو پردہ کرا کر وہین بلا لیا

دیکھا کہ مرد نورانی پستہ قد باریش سفید ہے زبان اکثر عربی کچھ فارسی کچھ ہندی درویش نے کہا مین روم مین تھا حضور سرور کائناتؐ سے حکم ہوا کہ ہمارا موئے مبارک نواب کو پہونچا دو مین ایک ہفتہ مین آیا ہون اپنی امانت لو چنانچہ موئے شریف دیا نواب نے نہایت ادب سے لیا اور سجدۂ شکر ادا کیا فقیر صاحب کو باحترام تمام خواجہ سرا کے ساتھ باہر بھیجا اور یا مک توقف ادائے نذر و خدمات کے واسطے خود باہر آئے فقیر کو نپا یا ہر چند چارون طرف سوار و پیادہ دوڑائے پتہ نچلا نواب کی وفات کے بعد وہ موئے مبارک بذریعہ شاہ روح اللہ صاحب سلطان العاشقین قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز کے پاس پہنچا۔ چنانچہ ہنوز خاندان عالیہ برکاتیہ مارہرہ مین موجود و داخل تبرکات ہے۔ ہر سال دو مرتبہ بتقریب عرس ہمراہ دیگر تبرکات سب خاص و عام زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ الغرض بعد اکتساب کمالات علمی اول شاہزادہ دارا شکوہ کے متوسل ہوئے۔ بعد قتل دارا شکوہ ملازمان بارگاہ عالمگیر کی شمار مین آئے۔ پنجہزاری تک منصب پایا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ کی عہد مین شش ہزاری منصب پر پہونچے۔ جان نثاری و خیر سگالی حاشیہ دولت تو اسی سے ظاہر ہے کہ خیر اندیش خان کا خطاب پایا۔ شہنواز خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ خیر اندیش خان آبادی ملک و معموری بلاد و درستی عمل و کارگذاری مین یگانہ آفاق تھے۔ شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے واقعہ مرگ اور اوسکی جگہ دوسرا سردار مقرر کرنے کے باب مین جو رقعہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے نواب جملۃ الملک اسد خان وزیر کے نام لکھا ہے اوس سے اونکی جوہر قابلیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور عالمگیر سے دانشور ہمہ دان مردم شناس و باخبر بادشاہ کو اونکے حسن عمل پر جیسا اعتماد تھا وہ بھی اوس سے سمجھ مین آسکتا ہے۔ یہ رقعہ مفاد ضات عالمگیری مین موجود ہے۔ اور ہم اوسکی عبارت مین اوسکو یہان درج کر دیتے ہین۔

وہو ہذا - رقعہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ - آن فدوی خاص بداند شجاعت خان در گذشت انا للہ وانا الیہ راجعون آدم کاروان بود در گجرات عمل درست داشت صوبہ داری بہت اضلاع تجویز باید کرد دوسہ کس سنجیدہ عرض نمود عالیجاہ ہم میخواہند اگر بادشاہزادگی (اعتقاد شاہ) را کار نفرمایند و بہتر از دیگران انجام کنند میتوان داد در ینمقدمہ بہتر از خیر اندیش خان دیگر کسے نیست اما میگویند کہ چشمانش از کار رفتہ بارے اورا یا دیگرے را مقرر نمایند) یہ بھی انکے حسن کارگذاری کا ثبوت ہے کہ دربار عالمگیری سے سورد مراحم و مصدر صلات گرانمایہ رہا کرتے تھے۔

مزید انکے ساقی مستعد خان نے مآثر عالمگیری المشتہر بہ عالمگیر نامہ مین بضمن واقعات سال چہلم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی موافق سن ایکہزار ایکسو بارہ ہجری لکہا ہے کہ خیر اندیش کنبو فوجدار اٹاوہ نے سات لاکھ دام انعام پائے اور دہاموں کی فوجداری بھی پائی۔ **آثار و یادگار** انھون نے اپنے بہت سے آثار اور نشانیان یادگار زمانہ چہوڑیں جنمین سے اکثر ہنوز رونمای عالم ہین میرٹھ اپنے وطن مین قلعہ پختہ معہ بازار و مسجد عمدہ و مکانات تعمیر کرکے بمناسبت نام خود خیر نگر اوسکا نام رکہا۔ نواب چونکہ ایک باخدا اور برگزیدہ شخص تھے غالبًا خود انہین کے مبارک ہاتھون سے اس بافضا مسجد کا بنیادی پتھر رکہا گیا ہوگا جو اب تک نہایت فیض و برکات کے ساتھ آباد ہے قلعہ کا باب عالی بھی اپنی نیک نہادی کی عظمت شان کی نشانی ہے **مرکز الخیر** قلعہ کی اور **خیر المساجد والمعابد** مسجد کی تعمیر کی تاریخ ہے بفضلہ تعالی انکا خاندان اب بھی عظمت و حشمت کے ساتھ اسی جگہ آباد ہے۔ مکن پور مین حضرت شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار کا مقبرہ و دیگر مکانات انہین کی معمار ہمت کے تعمیر کردہ ہین ضلع اٹاوہ مین موضع خیر نگر آباد کیا ہوا موجود ہے۔ شہر اٹاوہ مین کٹرہ سیوا کلی انکی کنیز کے نام سے آباد ہے اٹاوہ مین ایک شفاخانہ قایم کیا تھا بڑے بڑے نامی گرامی طبیب یونانی اور بید ہندی اوسمین ملازم تھے دواغذا غربا کو انکی سرکار سے ملتی تھی۔ فن طب مین کتاب خیر التجارت انکی تالیفات سے ہے شفاخانہ کا اوسمین ذکر کیا ہے تہوڑا سا اوسکا دیباچہ اظہار حال کیواسطے بعبارتہ درج کیا جاتا ہے **وہو ہذا** اما بعد این قلیل البضاعت

کثیر العصیان مسمی بہ محمد خان مخاطب بخطاب خیر اندیش خان کہ برائے اکتساب صواب اخردی
در بلدہ اٹاوہ دار الشفا بنا ساختہ اکثر اطبا مثل حکیم عبد الرزاق نیشاپوری و حکیم عبد المجید صفاہانی
و مرزا محمد علی بخاری و حکیم محمد عادل و حکیم محمد اعظم حکمار یونانی و کنول نین و سکھانند و نین سکھ
مشران ہندی کہ رفیق قدیم این احقر اند ماموز ساخت تا دواہائے قیمتی و سہل البیع از ہر اقسام
معہ غذاہائے مایحتاج برائے مساکین و غربا مہیا دارند و لوازمات معالجات و بیمارداری باعنوان
شایستہ تقدیم رسانند چنانچہ بفضل الٰہی حسب دلخواہ کارخانہ جاری ست انتہیٰ - اس کار خیر کا
نمونہ ابتک انکی اولاد مین کسیقدر باقی ہے **وفات** - اس برگزیدہ شخص کو جیسا خدا نے اقبال
بڑا دیا تھا عمر بھی دراز عطا فرمائی تھی تین بادشاہون کا زمانہ دیکھا ایکسو بیس برس کامل دنیا مین عیش
و کامرانی اور نیک نامی کے ساتھ بسر کرکے بروز عید الفطر سن گیارہ سو بائیس ہجری مین جہان
فانی سے عالم باقی کو رحلت کی **تاریخ وفات** - نواب نماز عید در جنت کرد **دیگر** قدسیان
گفتند رکن الخیر بود **دیگر** خیر الامرا - عبد اللہ بدایونی نے اپنی تاریخ نو ملقب مختصر سیر ہندوستان مین
بزمرہ حکما و اطبا مختصراً انکا ذکر اسطرح لکھا ہے کہ خیر اندیش خان از قوم کنبو در عہد بہادر شاہ ابن
عالمگیر بادشاہ بمقام میرٹھ بوجہ احسن میگذرانید و خود را بزمرہ اطبا شمار میکرد چنانچہ کتاب خیر التجارت
ترجمہ طب ہندیہ از تالیفات اوست در سنہ ۱۱۲۳ ہجری جہان فانی را پدرود نمود چنانچہ تاریخ وفاتش
این ست یوم عید بہ بہشت رسید

محمد فاضل نواب خیر اندیش خان کے فرزند مثل نام خود عالم و فاضل کامل تھے انہون نے
امارت کی طرف توجہ نہین کی تارک دنیا ہوکر طاعت و عبادت خداوندی مین مصروف رہے - عالمگیر
بادشاہ تو نہایت غیور تھا ادنی قصور پر امرا معاتب اور معزول کردئے جاتے تھے نقل ہے ایک مرتبہ
کسی بات پر ناخوش ہوکر خیر اندیش خان کو عہدہ سے معزول کردیا - ایک امیر نے باظہار اپنے
خیر خواہون کے شاہزادہ محمد اعظم بہادر شاہ کے ذریعہ سے عطائے خطاب خیر اندیش خانی
کی درخواست کی اوپر درخط خاص بدین نمط مزین ہوئے - **شعر**

کار خود کن کار بیگانہ مکن		در زمین دیگران خانہ مکن

محمد فاضل نے جب یہ حال سنا گوشہ ریاضت سے نکل کر اردوی معلی مین پہونچے اور جسطرح بنا خدام شاہی کے جرگہ مین جگہ پائی قابل تو تھے ہی چند ہی دنون مین مزاجدان منظور نظر ہو گئے لشکر بادشاہی مین پہلے کبھی آنے جانے کا اتفاق نہوا تھا نہ انہین کوئی جانتا تھا نہ انکو اپنا افشار رزلسی پر مقصود تھا - ایکروز بادشاہ کے عقب مین کھڑے ہوئے پنکھا ہلا رہے تھے بادشاہ کسی معاملہ ملکی مین کچھ تجویز لکھ رہا تھا تحریر پر انکی نظر پڑی طبیعت اوس طرف لڑی کام اپنے ہاتھ سے کرکا بادشاہ نے کن انکھیون سے دیکھا متنبہ ہوکر پنکھا جھلنے لگے طبیعت کا لگاؤ تو بڑی چیز ہے کہ ایسا ہی ہوا بادشاہ نے براہ تفرس جانا کہ ہماری تحریر پر خیال کرنے سے انصراف طبیعت نے اپنے کام سے اوسکو غافل کردیا ہے ارشاد ہوا کچھ لکھنا جانتے ہو عرض کیا جانتا ہون بادشاہ نے انکی قابلیت اندازہ کرنے کی غرض سے کاغذ و قلمدان خاص عنایت فرما کر تحریر کا حکم دیا یہ ادب بجالائے اور معاملہ کو نہایت شائستگی و سنجیدگی سے مدلل و مبرہن لکھکر پیش کیا بادشاہ نے پختگی تحریر و رزانت رائے کو بہت پسند کیا اور انکی لیاقت عجیبہ سے خوش ہوکر بے اختیار بادشاہ کی زبان سے لفظ خیر اندیش نکلا - چونکہ بادشاہ روشن دل ہمیشہ مردم کاردان کا طالب رہا کرتا تھا فرط الطاف سے خطاب خیر اندیش خانی انکو واسطے تجویز کیا تب عرض کیا یہ خیر میرے باپ کا خطاب ہے اور وہ مورد عتاب ہے اگرچہ باپ کا خطاب بیٹے کے لئے مبارک اور موزون ہے لیکن مجکو یہ قہر پہنچتا ہے - بادشاہ نے حقیقت حال سے آگاہ ہوکر بسبب مراحم خسروانہ انکے باپ کو بدستور بحال کیا اور انکو نیک اندیش خان خطاب دیا اور بعطائے خلعت و انعام منصب لایق دینا چاہا الا یہ معذرت خواہ ہوکر بدستور عزلت گزین ہوئے اور بقیہ عمر یاد الٰہی مین بسر کی - **محمد مسیح المخاطب بہ نواب خیر اندیش خان ثانی** خلف محمد فاضل امارت وجاہ و مرتبت و شجاعت مین مثل اپنے دادا کے تھے بارہ برس کی عمر مین راجہ ستر سال بوندیلہ کو شکست دیکر گرفتار کیا - اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے اس باغی راجہ کی مہم پر اول

اول نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اول درجہ کے ہفت ہزاری امیر تھے اور جنکی اولاد اب تک فرمان روائی ملک دکن ہے مامور کیا تھا۔ اس عرصہ مین فیما بین عالمگیر بادشاہ و شاہ عباس ایرانی کے سور مزاجی ہوگئی غازی الدین خان کو اوس کام کے انصرام کے واسطے طلب کرلیا۔ راجہ بوندیلہ کے گوشمالی نواب خیراندیش خان اعلیٰ کے متعلق ہوئے۔ شہنواز خان مورخ نے اپنی کتاب مین اس جنگ کی تشریح نہین کی مجملاً اسیقدر لکھا ہے کہ (یکے از کارنامہ ہائے خیراندیش خان فتح ستر سال بوندیلہ است کہ داد شجاعت و مردانگی دادہ مظفر و منصور گشت) لیکن مشہور یون ہے کہ نواب خیراندیش خان خود زرمگاہ مین نہین گئے محمد مسیح اپنے پوتے کو جنکی عمر ابھی بارہ برس کی تھی تنبیہ بوندیلہ کیواسطے روانہ کیا ہنگام کارزار محمد مسیح نے بذات خود قلب راجہ پر حملہ کیا دونون سردارون کی فیل سواری برابر ملگئی محمد مسیح کے فیلبان نے جرارت و تیزدستی کرکے راجہ کے فیلبان کو قتل کردیا اور راجہ کے خواصے نے محمد مسیح کے خواصے کو مار ڈالا۔ یہ دیکھتے ہی قطب خان و شمس خان خواہرزادگان نواب خیراندیش خان نے جو بڑے بہادر و جوانمرد و آزمودہ کار سردار تھے گھوڑا کودا کر فوراً سر موقع پہنچے اور راجہ کے خواصے کو تیر سے زخم کاری پہونچایا وہ نیچے گرا راجہ تنہا و دست و پا گم کردہ رہگیا۔ محمد مسیح نے اپنے حوضہ مین کھڑے ہوکر راجہ کے دونون ہاتھ پکڑلئے راجہ کو بجز اطاعت چارہ کار نتھا محمد مسیح نے رومال سے ہاتھ باندہ کر اپنے ہاتھی پر لے لیا اور دست بستہ دادا کے پاس لائے ہر طرف سے صدائے آفرین و مرحبا و جزاک اللہ بلند ہوئے نواب نے خوش ہوکر پوتے کو چھاتی سے چپٹالیا۔ اور اوسیطرح راجہ کو ہمراہ محمد مسیح اپنے عرضداشت کے ساتھ حضور شاہی مین روانہ کیا۔ بادشاہ یہ لڑکے کی زبانی حالات جنگ سنکر اور وضع و لیاقت و شجاعت اوسکی دیکھکر بہت خوش ہوا اور نیمچہ مارپیچ جو بادشاہ کے زانو تلے رکھا تھا عطا فرمایا۔ واضح رہے کہ شاہان سلف سلاح خاص خلعت کے ساتھ امرا کو اوسی حالت مین دیا کرتے تھے جبکہ نہایت محظوظ ہون اور

پھر بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا وہ تلوار اب تک انکے خاندان مین موجود ہے۔ محمد مسیح نے مزاج شاہی خوش پاکر راجہ کے عفو تقصیر کی درخواست کی فرمایا ستر سال بڑا بدسگال ہے پھر بغاوت کریگا اسکا قتل کرنا واجب ہے محمد مسیح نے عرض کیا غلام پھر پکڑ لائے گا بادشاہ متبسم ہوا محمد مسیح کو خلعت و منصب یکہزاری و خطاب نیک اندیش خان پر سرفراز کیا اور راجہ کو بھی بعفو تقصیر وعطائے خلعت رخصت کیا باشندگان بوندیلکھنڈ اب تک اس جنگ کے واقعات کو بطور آلہ و گیت کے گاتے ہین۔ بعد انتقال عالمگیر کے جب شاہزادہ عظیم الشان بنگالہ سے آیا خیر اندیش خان نے خزانہ و توپخانہ پیش کیا اور محمد مسیح کو معہ فوج شایستہ ہمراہ کردیا چنانچہ نعمت خان عالی نے جنگ نامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ صفحہ ۱۱ مطبوعہ بیت السلطنت لکھنؤ مین لکھا ہے (خیر اندیش خان در اثناء راہ شرف ملازمت دریافتہ خزانہ و توپخانہ گذرانید) محمد مسیح بنیرہ خود را با جمعیت شرف اندوز رکاب عالی ساخت) اول شاہزادہ نے آگرہ جاکر قلعہ پر قبضہ کرکے نواب مختار خان صوبہ آگرہ کو قید کیا پھر بہادر شاہ و اعظم شاہ کی لڑائی مین محمد مسیح نے تردد ات شایستہ کئے بجلدوے اوسکی پیشگاہ شاہ عالم بہادر شاہ سے منصب پنجہزاری و علم و نقارہ عطا ہوا۔ آخر عہد عالمگیری تک سہ ہزاری منصب تہا۔ بعد فوت اپنے دادا کے خیر اندیش خان ثانی خطاب پایا اور منصب شش ہزاری پر سرفراز ہوئے۔ **آثار و یادگار** قلعہ خیر نگر میرٹھ مین شیش محل معہ صحن باغ و پائین باغ و حوض و فوارہ وغیرہ تعمیر کیا کہ اب تک اونکی اولاد کے قبض و تصرف مین ہے اس محل کے باغیچہ مین زمانہ حال تک جسکے دیکھنے والے بکثرت موجود ہین دو پھل عجیب و غریب تھے جنکو ثمرات بہشت کہنا بجا ہے ایک لیمون کا نغدی جسکا وزن چودہ چھٹانک ہوتا تھا دوسرا فالسہ جسمین ترشی نام کو نہ تھی ؎

	ندا قش از ہمہ لذات خلد فایق تر		زسلسبیل و زتسنیم و کوثر و انہار

ایک قلعہ پختہ بمقام بریلی تعمیر کیا اب اوس کا نام نو محلہ مشہور ہے۔ نواب رحمت خان جب بریلی پر مسلط ہوئے اونھون نے وہ قلعہ میر معصوم اپنے پیر کو دیدیا اونکی اولاد اب تک اوسمین

آباد ہے - عیدگاہ بریلی اور مبارک محل قلعہ قدیم مین انکے تعمیر کئے ہوئے ہین - انکی وفات کی تاریخ وسال معلوم نہین ہوا - بعد وفات چار فرزند چھوڑے نیک اندیش خان - خیریت اندیش خان - فضل علیخان - احسان علیخان **نیک اندیش خان** کا اصلی نام محمد مقیم خان تہا انکے تفصیلی حالات ہمکو نہین ملے لیکن ایک فرمان شاہی کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ عمایدروزگار ومقربان دربار سے تھے موضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی جمعی دو لاکھ دام جسکے پانچہزار روپیہ ہوتے ہین انکو انعام بطور آل تمغا دیا گیا ہے فرمان مذکور کی نقل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہین - **وہو ہذا** درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الاذعان صادر شد کہ دو لاکھ دام از مواضع محی الدین نگر وغیرہ پرگنہ بریلی سرکار بدایون مصاف صوبہ دار الخلافتہ شاہجہان آباد کہ مبلغ پنجہزار روپیہ حاصل آنست در وجہ انعام نیک اندیش خان معہ فرزندان ومتعلقان بطریق آل تمغا بلا قید قسمت وتوفیر جمع از خریف مارس ئیل حسب مقرر باشد باید کہ فرزندان نامدار کامگار والاتبار دورزای ذوالاقتدار وامرائے عالیمقدار وحکام کرام وعمال کفایت فرجام ومتصدیان مہمات دیوانی ومتکفلان معاملات سلطانی وجاگیرداران وکروریان حال واستقبال ابداً وموبداً در استقرار واستمرار این حکم مقدس معلی کوشیدہ مذکور را نسلاً بعد نسلاً وبطناً وبعد بطناً خالداً ومخلداً بتصرف او یا فرزندان باز گذارند واز صوادم تغیر وتبدیل مصون ومحروس داشتہ بعلت پیشکش صوبہ داری وفوجداری ومال وجہات واخراجات مثل قتلغہ ومحصالانہ ودارو غگانہ وبیگار وسرکاردوہ نیمی مقدمی وصد دوئی قانونگوئی مزاحم ومتعرض نشوند واز جزوکل تکالیف دیوانی ومطالبات سلطانی وانچہ از حسن تردد در جمع آن بیقصر اید معاف ومرفوع القلم شمارند درین باب تاکید اکید وقدغن بلیغ دانستہ ہرسال سند مجدد (نظلبند) کہنگی وفرسودگی وبعض جگہ کیڑہ کہا لینے کی وجہ سے چند الفاظ پڑہے نہین گئے نقل فرمان مین تاریخ ہفتم شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۱۶ فصلی لکہی ہے جسے آج نوکم دوسو برس گذرے اب سنہ ۱۳۱۲ فصلی ہین

خیریت اندیش خان بن محمد مسیح خیر اندیش ثانی صوبہ کشمیر پنجہزاری منصب دار تھے کشمیر مین نواب بازار انہین کا تعمیر کردہ ہے نقل ہے کہ بہ حالت بیکاری مجرای بادشاہی کیواسطے دربار مین جاتے تھے بازار شاہجہان آباد مین نہر کی دیوار پر دو درویش مجذوب بطور اسپ سوار ایک دوسرے کیطرف پشت کئے ہوئے بیٹھے رہتے تھے جب یہ قریب گذرے ایک درویش نے کہا ہمکو تنجن کہلاؤ فوراً تعمیل کی گئی دوسرے فقیر صاحب بھی کہانے کی طرف متوجہ ہوئے جب ایک درویش نے کہانے مین ہاتھ ڈالنا چاہا دوسرے نے اونکا ہاتھ پکڑکر کہا پہلے اسکو کچھ دیدو اوسکے بعد کہاؤ اور دونون نے باہم اپنی اصطلاح مین کچھ گفتگو کرکے کہا ہمنے تمکو کشمیر دی آج ہی شہر سے چلے جاؤ نواب سلام کرکے رخصت ہوئے اتفاقاً وسیوقت صوبہ دار کشمیر کی معزولی کا حکم ہوا تھا دربار مین پہنچتے ہی انکا تقرر ہوگیا اور تاکید ہوئی کہ آج ہی کوچ کرکے جلد پہونچ جاؤ چنانچہ اوسی دن کشمیر روانہ ہوئے۔

احسان علیخان المخاطب بہ خیر اندیش خان ثالث خلف محمد مسیح خیر اندیش خان ثانی۔ احمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین اپنے جد بزرگوار کا خطاب پاکر صوبہ کشمیر جنت نظیر پر سرفراز ہوئے چند سال عہدہ کا کام انجام دیا پھر حق شناسی کی طرف طبیعت آئی اور تجرید

دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ	اے ہیچ برائے ہیچ در ہیچ مپیچ

اسباب حشمت چھوڑ چھاڑ بریلی مین گوشہ نشین ہوگئے دوازدہ ماہ روزہ رکھتے تمام شب عبادت کرتے جمعہ کے دن حجرہ سے نکلتے اور جامعہ مسجد تک آتے چالیس برس کامل اسیطرح گذارے عامل کامل اور تسخیر اجنہ پر قادر تھے اسی شغل طاعت و عبادت مین واصل بحق ہوئے احمد شاہ غرہ جمادالاول ۱۱۶۱ھ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا یہی انکا زمانہ سمجھنا چاہیے۔

نواب عافیت اندیش خان بن نواب خیریت اندیش خان بہ منصب پنجہزاری

فوجداری اٹاوہ پر چندے مامور رہے چونکہ سلطنت کو انتہا کا ضعف اور تنزل ہو گیا تھا باقی عمر خانہ نشینی مین بسر کی۔

نواب فرحت اندیش خان بن عافیت اندیش خان نوکری بادشاہی حاصل نہین ہوئی اور بادشاہی بھی نرہی تھی شاہ عالم عالی گہر کا وقت تھا انگریزی عملداری آگئی تھی کچھ عرصہ عہدہ تحصیلداری مظفر نگر پر مامور رہے رجی سین صاحب منتظم اول میرٹھ نے انکی خدمت شایستہ سے محظوظ ہو کر فرمایا تھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہین ہمارے ساتھ چلو تمہاری ملاقات کرا کر خطاب و جاگیر دلوائین گے چنانچہ دہلی گئے پٹر گنج مین ویسرائے کا لشکر پڑا تھا اور شاہ عالم بادشاہ کی تنخواہ مقرر ہو گئی تھی اس عرصہ مین میرٹھ سے آدمی معہ خط پہنچا اوس سے معلوم ہوا کہ آپ کے گھر مین سخت بیمار ہین شدت مرض سے جان بر ہونے کی امید باقی نہین رہی جنرل صاحب نے ہر چند روکا مگر اوس اضطراب مین ٹہیر نہ سکے اور وہ وقت نکل گیا پھر جنرل گلاسبن کے ساتھ جنگ گورکھا مین کارہائے نمایان کیے جنرل صاحب نے فرمایا تھا کہ بعد مراجعت ہم تمہاری خدمات شایستہ کی رپورٹ کرین گے تقدیر سے جنرل صاحب اوسی لڑائی مین کام آئے۔ آپ علم طب خصوصاً عمل ید یعنی چیر پہاڑ و جراحی مین صاحب کمال تھے اکثر ڈاکٹران انگریزی پر معالجات مین غالب رہے اس قسم کی حکایات بہت سی مشہور و زبان زد خلایق ہین۔ غرض عمر عزیز باعزاز و اکرام و پیش حکام وقت بوقعت تمام بسر کی ۱۸۳۶ء مین رہگرائی عالم باقی ہوئے

نواب مبارک علیخان بن نواب فرحت اندیش خان ۱۸۱۳ء مین جبکہ انگریزی عملداری میرٹھ مین آئی بیس دن کی عمر تھی۔ آغاز شعور سے عہدہ خدمات پر مثل تحصیلداری و سررشتہ داری و نیابت میر منشی گری نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ اکلنڈ صاحب پر معزز و ممتاز رہے بعدہ محکمہ پرمٹ مین اسسٹنٹ ہوئے پر ۱۸۴۱ء مین محکمہ مذکور کی سپرد لی پر ترقی کی جسکی ماہواری تنخواہ تین سو پچاس روپیہ تھے سترہ برس اس عہدہ پر کامیاب

رہے - بالآخر غدر ۱۸۵۷ء مین خانہ نشینی اختیار کی اور حسب تجویز حکام ضلع نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی نے انزیری مجسٹریٹی شہر میرٹھ پر امتیاز بخشا - نواب صاحب ایک ذیعلم رحمدل رقیق القلب فرشتہ خصال بزرگ و حاجی الحرمین شریفین تھے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا - نہ صرف حکومت و ریاست کیوجہ سے معزز و موقر و مخدوم شہر سمجھے جاتے تھے بلکہ زیادہ تر اپنے برگزیدہ اخلاق و ہردلعزیز طریقہ سے تمام شہر مین ایک مکرم و محترم اور معروف و مشہور بزرگ تھے اور ہر شخص کے دل مین آپکی جگہ تھی - اگرچہ اس جہان سے آپکی رحلت کو بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا تاہم آپکی پاک طینتی اور خوش خلقی کو میرٹھ کے لوگ ابتک نہین بھولے - طبابت کا بھی انکی ذات سے بڑا فیض جاری تھا ہر خاص و عام امیر و غریب کے ساتھ نہایت تواضع و مدارات پیش آتے غربا کو اکثر دوا اپنے پاس سے دیتے جو لوگ دنیا مین ناموری اور اصلی عزت حاصل کرنا چاہتے ہین اونکے لئے آپکا طریقہ قابل تقلید تھا حکام انگلشیہ بھی انکو عزت کی نگاہون سے دیکھتے تھے - نواب صاحب کو تالیف و تصنیف کا بھی ذوق تھا چند رسالے انکے یادگار ہین - رسالہ مبارک کنیہون کے حال مین - کمالات عزیزی ایک مختصر سا رسالہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے بعض واقعات و واردات و کمالات کے ذکر مین - ایک انشا اور ایک رسالہ رد شیعہ مین تالیف کیا یہ سب کتابین چھپ کر شائع ہوگئی ہین -

وفات شب پنجشنبہ ۲۰ - عیدالفطر ۱۲۹۳ ہجری و ۹ - نومبر ۱۸۷۶ء کو رحلت فرمائی عالم بالا ہوئے لفظ وفات غفران پناہ مین سال وفات بحساب سنین عیسوی نکلتے ہین چند قطعات تاریخ وفات جنکے الفاظ اونکی اوصاف واقعی کا ترجمہ ہے درج ذیل کئے جاتے ہین

قطعہ من نتایج فکر مرزا دی عبدالحکیم صاحب میس میرٹھ

	دریغا کہ نواب غفران پناہ		پسندیدہ خوئے پسندیدہ رائے

حکیم شفیق و خذاقت مآب — فرشتہ منش حاجیٔ باخدائے
بشوقِ جنان رخت بست ای حکیم — ازین دار فانی بسنجی سرائے
ابوالعزم دانا و نیکو سرشت — مبارک علی خان بمرد آہ وائے
۹۳ ہجری ۱۲ ۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

نکو نام نواب قدسی خطاب — مبارک علی خانِ عالی نژاد
نکو طینت و نیک اخلاق بود — بہ نیکی دلِ خلق میکرد شاد
الا اے خردمند نیکی پسند — نہ مرد انکہ نامش بخیر است یاد
چو پرسند تاریخ وسالش حکیم — بگو برگزیدہ فرشتہ نہاد
۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

مبارک علی خان فرخ منش — خلیق و لیق و حکیم و فہیم
شب پنجشنبہ ازین خاکدان — بملکِ تقدس رسید اے حکیم
سروشے بمن گفت تاریخ نقل — فرشتہ خصال آمدہ در نعیم
۹۳ عیسوی ۱۸

قطعہ از رشحات خامہ مشکین ختامہ شیخ اشارت علی صاحب کنور رئیس میرٹھ

مبارک علی خان جنت مقام — رئیس و حکیم و سخی و ولی
کیا جبکہ جنت کے چلنے کا قصد — قدم بوس کو مغفرت خود چلی
کہو لب سے آمرزگاری کی صدق — مبارک ہو خلد اے مبارک علی
۹۳ ہجری ۱۲

ایضاً

مبارک علی خان رئیس قدیم — ہوئے قصرِ جنت مین مسند نشین
سر آسمان سے ندا آئی صدق — مبارک ہو بزم بہشتِ برین
۹۳ ہجری ۱۲

نواب احمد اللہ خان خلف نواب مبارک علی خان ۱۲۳۰ھ مین پیدا ہوئے مثل اپنے

اسلاف کرام کے نہایت معزز و موقر و لایق و فایق تھے حلم و متانت و تہذیب انمین کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھی پھر بھی رعب و وقار ایسا غالب تہا کہ ہر شخص کو بات کرنے کی ذرا کم جرارت ہوتی تھی علم اخلاق اور تاریخ مین نظر وسیع رکھتے تھے اور باوصف شیرین رقم ہونے کے نہایت زود نگار و تیز قلم تھے عالی خیال نفیس مزاج متین و غیور اور شر و فساد سے نہایت نفور رہتے حکام جلیل القدر انگلشیہ بہت اعزاز کرتے تھے اور باہم برابر کی ملاقات ہوتی تھی اہل شہر مین بھی اول درجہ کا امتیاز تہا۔ ابتداً یکم اکتوبر ۱۸۴۹ء کو عہدہ اسسٹی پرمٹ پر بمشاہرہ ڈیڑھ سو روپیہ مقرر ہوئے اور بروقت انتظام جدید لین ناگپور ۱۸۶۴ء مین عہدہ پتردلی پر ترقی کی یکم ستمبر ۱۸۶۸ء سے اس عہدہ کے اول درجہ کی تنخواہ بحساب چار سو روپیہ ماہوار و خرچ بنگلہ و سواری پائی ایام غدر ۱۸۵۷ء مین بھی انجام دہی کار سرکار مین مصروف و انتظام انسداد سرقت نمک محصولی مین ساعی و سرگرم رہے۔ دو مرتبہ باغیون سے مقابلہ ہوا۔ ایک مرتبہ قریب آگرہ پیشانی پر اوچٹتی ہوئی گولی لگی مگر خیریت گذری اور فضل الٰہی شامل حال رہا۔ دوسری دفعہ بمقام بہدرولی ضلع آگرہ کل مال و اسباب باغیون نے لوٹ لیا۔ حکام اعلیٰ و کمشنران پرمٹ ہمیشہ اپنی رپورٹون مین انکی حسن خدمات اور قابلیت و کارگذاری کی تعریف لکھتے رہے بالآخر ۱۸۷۶ء عہدہ مذکور سے پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے۔ پنشن لینے کے بعد ۱۸۷۹ء مین اسپیشل مجسٹریٹ و وایس پریسیڈنٹ مینوسپل بورڈ شہر میرٹھ مقرر ہوکر نہایت عزت و اعتبار و داد و دیانت سے اوس کام کو انجام دیکر مورد تحسین و آفرین رہے گورنمنٹ انگلشیہ نے براہ قدرشناسی بحسب لیاقت ذاتی و امتیاز خاندانی دوسری فروری ۱۸۸۰ء مجدد اُخطاب نوابی عطا فرمایا۔ چونکہ اس خاندان عالیشان مین دینوی دولت کے ساتھ کچھ اُخروی نعمت کی بھی چاٹ لگی رہی ہے برنہونی خضر طالع خدمات متعلقہ سے مستعفی ہوکر اور خدمات شہر پر اپنے خلف اکبر خان بہادر نواب اسد اللہ خان کو جو اسوقت اپنی ذاتی و فطری و مجموعی خوبیون مین فخر اجداد و خلف ہین اپنا جانشین مقرر کرکے خود یاد حق مین

عزلت گزین وزادیہ نشین ہوگئے اوسی ذوق وشوق مین ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۰۹ ہجری کو بیک ناگاہ واصل بحق ہوئے وہ دن اہل شہر کے لئے عجب قیامت خیز دن تہا ؎

اوس دن کچھ اہل شہر کی افسردگی نہ پوچھ	عاشق کا دل بھی یار سے اس غم مین سرد تہا
وہ لوگ جنکو دعوی تمکین وضبط تہا	دیکہا تو دل پہ ہاتھ تہا اور رنگ زرد تہا

جو سُنتا تھا بکمال حزن وملال کف افسوس ملتا چلا آتا تہا انبوہ خلایق کی وجہ سے دو مرتبہ جنازہ کی نماز پڑہی گئی۔

تاریخ وفات مین ناظم نازک خیال سید طفیل احمد کرمانی النجیرابادی کورٹ انسپکٹر پولیس اعظم گڈہ نے یہ قطعہ موزون کیا ہے

آن رئیسے کہ بدُ بعصر وحید	ہمسرش مردمے زچشم ندید	رونق افروز شہر میر بُود	شہرتِ خلق او بخلق رسید
خیر اندیش خان نر اسلافش	بود نواب باوقار مزید	اب وجدش بہ عزّ وجاہ تمام	منتخب از ہمہ بوصف حمید
عمر ادمین سبع والسّتین	زامتثالِ حدیثِ پاک رسید	روح سعدی بجنت المأوے	دُرِ معنی چہ سُفت باید دید
میکند لطفِ عافیت برباد	ہرکہ زروع خود خورد بخوید	بندامت و انفعالِ تمام	وقت خرمش خوشہ باید چید
این نکو کار ترکِ دنیا کرد	پنج سال است خلوتے بگزید	بعبادت وزہد نام خدا	بزمان فرد بود مثلِ فرید
جمع کردہ ذخیرۂ عُقبیٰ	خوبے وخیر از و بخیم رسید	نام پاکش اگر کسے جوید	مصرعۂ خاتمہ بیاید دید
یوم آدینہ نیمۂ رمضان	زین مقام دنی سفر گزید	کرد رضوان بحکم ایزد پاک	بہر مہمانیش بجنت عید
فکر تاریخ شد طفیل احمدؔ	شعر مقطع بدل بگوش رسید	از دو مصراع گر عدد گیرند	عیسوی سن از و شوند پدید
در شمارند مصرعہ آخر	سنہ ہجری از و بباید دید	صفتِ تازہ داد این تاریخ	لطف از ابدال جوان سنجید
	کرد در یوم پاک ماہ ہدےٰ ۵۸۳	احمد اللہ خان بجنت عید ۱۳۰۹ھ	

۱۸۹۲ء

الغرض معاش ومعاد مین اپنے ہمعصر اور آیندہ نسل کیواسطے عمدہ نمونہ تھے شہر میرٹھ مین ملحق خیرنگر (کوٹھی جنت نشان) ۱۲۵۵ ہجری تعمیر کرکے اوسمین نہایت فارغ البالی سے عمر عزیز بسر کی اب اونکی اولاد بعیش وعشرت اوسمین آباد ہے۔ پانچ فرزند ارجمند چھوڑے۔

نواب اسد اللہ خان۔ خان بہادر نواب احمد اللہ خان کے پہلے بیٹے ۱۸۴۶ء مین پیدا ہوے صغیر سنی کا زمانہ تعلیم وتربیت مین گذرا۔ اول تو فطرۃً طبیعت نیک پائی تھی جد بزرگوار کی فیض صحبت نے خاصیت اکسیر بخشی۔ گو فنون وعلوم مین درجہ فضیلت نہین پایا عربی فارسی انگریزی اور طب حسب ضرورت اچھی جانتے ہین۔ پر تہذیب نفس اخلاق حسن حلم ترحم خدا ترسی تادب وقار صبر وتحمل جود وسخا مہر ووفا صفات حمیدہ وخصایل گزیدہ مین جو بات کسی پیر کہن سال کو ثقات مشایخ کی صحبتون مین بعمر دراز رہکر مجاہدون اور ریاضتون کے بعد حاصل ہوتی ہوگی اس مسعود ازلی ومقبول لم یزلی کو ابتدا ہی سے نصیب تھی۔ جب سن شعور ہوا ماہ اپریل ۱۸۶۵ء گورنمنٹ انگلشیہ کی سروس مین آئے محکمہ (نارودرن انڈیا سالٹ رینیو) یعنی (محکمہ نمک شمال ہند) مین معزز عہدہ اسسٹنٹ پتردل کا پایا اپریل ۱۸۶۶ء مین اوس عہدہ پر مستقل ہوے۔ اور بدفعات اسی ماہ اپریل وسنین مختلف مین ترقیات پاکر عہدہ سپرنٹنڈنٹی محکمہ مذکور پر عروج کیا۔ وبحیلہ ملازمت گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی وسنٹرل پراونس وپنجاب وراجپوتانہ وغیرہ اکثر اقطاع واطراف ہندوستان کی سیر وسیاحت کی۔ اداء خدمات منصبی کے وقت کبھی راحت طلبی کا خیال نہین کیا۔ غایت مستعدی وجفاکشی سے دنکو دن اور رات کو رات نہین جانا۔ گھوڑے کی سواری کی اس درجہ مشق بڑھی ہوئی تھی کہ سو سو میل پشت زین پر طے کرجانا اس جوان بخت کو تھکا نہ سکتا تھا۔ بیابانی اور کوہی علاقون مین رہنے کی وجہ سے شکار کے شوق مین ریچھ۔ بگھرہ۔ چیتہ۔ بھیڑیے۔ شیر وغیرہ درندگان سے جنگل کے جنگل صاف کردیے۔ ہرچند کہ سن وقوے مساعد تھے الا پچیس ۲۵ برس کی محنت اور وطن سے دور دور

رہنے کے بعد خدمات متعلقہ نہایت دیانت سے حسب پسند گورنمنٹ وحکام بالادست انجام دیکر بخوشی خود یکم جون ۱۸۸۹ء سے پینشن لے لی مشیت نے انکی ذات بابرکات کو انکے خاص مولد و موطن کے باشندون کی نفع رسانی کے لئے تاک رکھا تھا جس کا یہ سامان ہوا انکے والد ماجد یا ہل بیادحق ہو کر خدمات متعلقہ کو ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔ نظر بجامعیت قابلیت انکے باپ کے متعلقہ خدمات کی انجام دہی کیواسطے شہر مین ان سے بھتر کوئی انتخاب نہو سکتا تھا۔ لہذا اپریل ۱۸۹۰ء مین انکے واسطے وایس پریسیڈنٹ مینوسپل بورڈ وانریری مجسٹریٹی وممبر لوکل بورڈ وغیرہ شہر میرٹھ کی تحریک وتجویز ہوئے اور اسی سال سے ان خدمات کا تعلق ہوا۔ چنانچہ ابتک نہایت اعلیٰ مراتب اعتبار و اقتدار وعام ہر دلعزیزی وقبولیت خداداد کے ساتھ اس کام کو انجام دے رہے ہین۔

عطاء خطابات۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے ۲۔ جنوری ۱۸۸۸ء کو بصلہ حسن خدمات خطاب (خان بہادر) عطا فرمایا اور پھر بجلدوے خیر سگالی وقابلیت ذاتی ووقعت خاندانی یکم جنوری ۱۸۹۵ء مطابق ۳۔ رجب ۱۳۱۲ھ ہجری موروثی خطاب (نوابی) جس کے پانے کا انکو پورا استحقاق تھا عنایت کر کے عزت افزائی کی۔ جون ۱۸۹۷ء مین منجانب ملکہ معظمہ قیصر ہند کوئن وکٹوریہ دام اقبالہا سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج دلپسندیدگی خدمات کا عطا کیا گیا۔ **جلسہ تہنیت خطاب نوابی** چونکہ اس فرشتہ خصال شخص نے اپنی نیک نفسی خوش اخلاقی حب وطن حب قومی وبے تعصبی عدل مروت مدارات عامہ خستہ نوازی اور بے ریا صداقت وراستبازی سے کشور قلوب پر پوری حکومت حاصل کر لی ہے۔ اہل شہر کو اس خطاب پانے سے جوش مسرت پیدا ہوا اور نہایت دھوم دھام سے ٹون ہال کے پُرزیب وزینت مکان مین تہنیت کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ مسلمان۔ ہندو۔ صاحبان انگریز سبنے خوشی منائی۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ہندی زبان نظم ونثر مین مسلمانون آریہ سماج۔ پاٹ شالہ ہنود۔ مینوسپل بورڈ۔ اور طلبائے

میونسپل اسکول کی طرف سے ایڈریس (تہنیت نامے) پیش ہوئے جو حکام انگلشیہ مثل مارکہم صاحب جج اے ای - ایچ ہرنگٹن صاحب کمشنر - مسٹر پرس برامل صاحب سپرنڈنٹ پولس - مسٹر میجر جنرل سنفرڈ صاحب - مسٹر ائی - بی پیٹرسن صاحب کمشنر وغیرہ وغیرہ دورہ پر دور و دراز جگہ ہونے اور اطلاع جلسہ ناوقت وبدیر پانے کی وجہ سے جلسہ مین شریک نہوسکے اونہون نے مبارکباد واظہار مسرت کی چٹھیان بھیجین اور اپنی عدم شرکت ومجبورانہ نہ پہونچ سکنے پر ملال ظاہر کیا جس سے نواب صاحب کی ہر دلعزیزی کا پورا ثبوت ہے جلسہ کی روداد مفصل چھپ کر شائع ہوگئی ہے اس مختصر مین اوس کے کل مضامین ایراد کرنے کی نگنجایش ہے نہ ضرورت الانظیراً بعض یورپین حکام کی چھٹیات کا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور فرحت ناظرین وسرور شائقین کے واسطے چند گلدستۂ نظم انتخاباً نذر کئے جاتے ہین -

ترجمہ چھٹیات

۲۳ - جنوری ۱۸۹۵ء

مسٹر اے - بی پیٹرسن نیگ محمڈن اسوسی ایشن کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اسوسی ایشن موصوف نے براہ کرم اوسکو شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی خان بہادر محمد اسد اللہ خان صاحب کے لئے یاد کیا - مسٹر پیٹرسن کو ایک قدیم دوست کی شرکت مبارکباد دینے کے لئے بہت خوشی ہوتی مگر وہ اسوقت دورہ پر ہے اور آپکا نامہ طلب آج ہی پہونچا -

ایضاً

مسٹر پرس برامل کو نہایت افسوس ہے کہ نیگ محمڈن اسوسی ایشن میرٹھ کے بلاوے کو جو بغرض شرکت جلسہ تہنیت عطائے خطاب نوابی مقام ٹون ہال میرٹھ مین ۲۰ جنوری ۱۸۹۵ء کو منعقد ہوگا قبول کرنے سے معذور ہے -

اگر مسٹر برامل دورہ پر نہوتا تو اوسکو اس دلچسپ جلسہ کی شرکت سے غایت درجہ مسرت

ہوتی اسلئے کہ یہ خطاب نوابی جو خان بہادر محمد اسد اللہ خان صاحب کو عطا ہوا ہے نہایت مناسب اور شایان ہے۔

کمپ موانہ ۱۹- جنوری ۱۸۹۵ء

ایضاً

۱۹- جنوری ۱۸۹۵ء- بخدمت خان بہادر حاجی حافظ عبدالکریم صاحب سی-آئی-ای، صاحب من- میری آپ سے یہ آرزو ہے کہ براہ مہربانی میری طرف سے اون بہت سے مبارکبادون مین جو کل کو نواب محمد اسد اللہ خان صاحب کے تہنیت سے دوستون اور بھی خواہون کی طرف سے اس مناسب عطائے خطاب کے موقع پر پیش کی جائے گی جو گورنمنٹ سے موزون طور پر عطا ہوا ہے میری طرف سے بھی مبارک باد دیجئے چونکہ یہ اتوار کا دن ہے مین جانتا ہون کہ نواب صاحب بھی اون مذہبی خیالات کا لحاظ کرینگے جو میرے اس جلسہ کی شرکت مین مانع ہوا ہے- اور یہ کہ نواب صاحب موصوف میری مبارکباد کو جو بذریعہ چٹھی کے ادا کی گئی ہے اوسیطرح سے قبول فرماوین گے جیسے مین موجودگی مین پیش کرتا-

اون معمولی کلمات تہنیت پر جو ایسے موقعہ پر پیش کئے جاتے ہین مین اس دعا کا اضافہ کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ کا فضل دنیا اور عاقبت دونون مین نوابصاحب کا شامل حال ہو-

آپکا خادم ڈبلیو برناڈ- پرنسپل

نظم از یادگار الوری وخاقانی محمد مرتضی بیان یزدانی

آپ کو افتخار نوابی	اسد اللہ خان مبارک ہو	بدر کامل ہوئی ہلال سے تم	جلوہ عزّ و شان مبارک ہو
ظلّ سبحان ہے سایہ ملطان	مہر کا سائبان مبارک ہو	قیصر ہند نے دیا اعزاز	اوج نام و نشان مبارک ہو
آپ سے سرزمین میرٹھ کو	رفعتِ آسمان مبارک ہو	زہرہ دولت تو آپ ہین جیسی	ہی اسد مین قران مبارک ہو

آپکے سر پہ عدل نے رکھا — چترِ نوشیروان مبارک ہو — ہے ترے وے عدل کا شاہیو — دست راحت رسان مبارک ہو
آج اسد میں ہے آفتابِ حشم — نورِ کون و مکان مبارک ہو — مثلِ خورشید سربلند ہوا — فرق تا فرقدان مبارک ہو
وہ زمین چومنے قدم آئی — وہ جھکا آسمان مبارک ہو — کاخِ گردوں سے آپکی کرسی — ہے رفیع المکان مبارک ہو
قیصرِ ہند نے وہ چندان کی — عزت خان و مان مبارک ہو — ہے رعایت فشاں رعیت پر — شاہِ ہندوستان مبارک ہو
مجلسِ نو میں آپکا اجلاس — ہاں مبارک ہو ہاں مبارک ہو — وہ بیان عندلیب ہند و ستان — آج ہے گلفشان مبارک ہو
چمن و باغ و بلبل و گل کو — آپ سا باغبان مبارک ہو — سایۂ رحمتِ کریم ہو تم — ظلِّ حق جاودان مبارک ہو
تم سنو اور کہیں قیامت تک — لبِ کام و زبان مبارک ہو — اسد البیوں کے زمرہ میں — ہے ازل سے بیان مبارک ہو

ریختہ قلم زرین رقم صاحبزادہ شیخ علاء الدین نبیرہ خان بہادر حافظ عبد الکریم سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس لال کرتی میرٹھ

خوش است موسمِ دلکش خوش است فصلِ بہار — خوش است نغمۂ طوطی خوش است شورِ ہزار
بیا بیا کہ دگر غنچہ در چمن آمد — چو دُرجِ مشک رچین و چو نافہ از تاتار
نشست گل بچمن عروسانِ لندن و پیرس — شگفت لالہ چو خوبانِ خلج و تاتار
نوید و غلغلۂ تہنیت رسیدہ بدہر — زمین شدہ طرب انگیز و چرخ عشرت بار
کہ شد عطائے ز قیصر خطاب نوابی — بہ فخر دولت و دین میر کیقباد تبار

امیر وقت اسد اللہ خان شہیر جہان
محیط فضل و نوازش جہانِ عز و وقار

زہبرِ اہلِ زمین آسمانِ دانش و عقل — زہبرِ انجمنِ ماسحابِ گوہر بار
توئی کہ از تو شدہ زیب و زینتِ اقبال — توئی کہ از تو شدہ افتخارِ شہر و دیار
بگاہِ جلوۂ خوئے تو غنچہ ہا خندان — بگاہِ دیدنِ رویتو دیدہ ہا گلزار
الا ز اہلِ زمین تا دعا رسد بفلک — الا بروئے زمین تا فلک شدہ سیار

بود ستارہ بخت چو طبع ہیں روشن بود دود دست سخایت چو کلک من گہربار	

میلہ نوچندی میرٹھ کا ہندوستان کے مشہور اور نہایت پُر رونق میلوں ہیں ہے اخبار پانیر مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۷ء میں میلہ مذکور کی نسبت جو مضمون لکھا ہے ہم اودھ اخبار ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ء سے اوس کا اقتباس کرتے ہیں۔ پانیر نے لکھا ہے "بوجہ وبا و قحط جو تمام ہندوستان میں ہے احتمال تھا کہ میلہ نوچندی میں امسال بہت کم لوگ آئیں گے لیکن بظاہر اونمیں کمی نہ تھی اور زیر نگرانی مسٹر ٹی۔ آر وایر کلکٹر و چند مستعد ممبران کمیٹی انتظامی کے انتظام میلہ کا نہایت عمدہ رہا لفظ مستعد ممبروں کا اسوجہ سے لکھتا ہوں کہ بجز **نواب اسد اللہ خان۔ خان بہادر** وایس چیرمین میونسپل بورڈ و چند دیگر عام فائدہ رسان طبیعت کے جنٹلمینوں کے اور ممبر جنکی تعداد کثیر ہے یہاں موجود نہ تھے **نواب اسد اللہ خان** بوجہ قدامت خاندان اور اپنے اخلاق کے یہاں نہایت مشہور ہیں اور بحیثیت وایس چیرمین میونسپل کمیٹی اور انریری مجسٹریٹ کی بہت بڑی کوشش کرتے ہیں کہ ہر دی عوام کو ترقی ہو المختصر یہ صاحب عارف باللہ و اسرار حقیقت سے آگاہ و اپنے خاندانی خصوصیات کے عطر مجموعہ ہیں۔ جنھوں نے انگریزی سیکھنے کو کفر و الحاد سے بدتر سمجھ رکھا ہے اگر اس انگریزی دان کوٹ پتلون پھننے والے نیک سیرت پاک نہاد پاکیزہ خیال روشن دماغ صاف دل سچے مسلمان پکے خدا پرست سے ملیں تو اونکو لامحالہ اقرار کرنا پڑے گا کہ رب العالمین اور جہاندار جان آفرین کے بے نظیر و بے پرواہ دربار میں جبہ عمامہ سیلی کفنی کوٹ جاکٹ پتلون کسی لباس عربی فارسی انگریزی عبرانی سریانی یونانی کسی زبان کو شک کوٹھی ایوان جھونپڑی گویا میدان کسی مکان کی پرسش نہوگی وہاں تو دل ہی ٹٹولا جائے گا ظاہری ڈھونگ کام نہ آئے گا۔ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ[1] **نظم**

[1] ترجمہ کام نہ آئے گا مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا ۱۲ پارہ ۱۹ سورہ شعرا رکوع ۴

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل		بہ تنہائے اندر صفائی نہ بینی	
وگر مال و جاہ ہست و زرع و تجارت		چو دل با خدا ایست خلوۃ نشینی	

بھائیو مسلمانی نہ انگریزی خوانی ہے نہ عربی دانی وہ تو ایک عجیب بے لوث بصیرت پائی اور سچی صفائی ہے۔ **ہندی مثل ہے** (دل چنگا تو کٹھوتی مین گنگا) ؎ درویش صفت باش وکلاہ ترہی دار + اِس مصرعہ کا مطلب انکے طرز عمل سے واقف ہوکر خوب سمجھہ مین آجاتا ہے اور دل بیار و دست بکار جو صوفیہ کے ہان مشغول بحق و مصروف بخلق رہنے کا نادر طریقہ ہے طالب حق انکی طرز معاشرت و اخلاق فاضلہ سے اوسکی پوری تعلیم پاسکتا ہے کسی بزرگ نے سچ کہا ہے۔ ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست		بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست	
تو بر تخت سلطانئے خویش باش		باخلاق پاکیزہ درویش باش	

غرض اس پاک نہاد امیر صورت درویش سیرت نے عجیب قلب سلیم پایا ہے فرایض وسنن مین چاشت و اشراق تک قضا نہین ہوتا دشمنی مخالف کی بھی گوارا نہین کیجاتی دست کرم ایسا کشادہ کہ کوئی سایل محروم نہین جاتا مراعات علیلان و چارہ سازی ضعیفان مین بھی اُنسے فیض خاندانی جاری ہے محتاج و غریب بیمارون کی اس تفقد سے پرسش و چارہ گری کیجاتی ہے کہ دیکھنے والون کے دل پر اثر ہوتا ہے اکثر دوا انکے دار الشفا سے ملتی ہے اور غریب بیمارون کو نقدی بھی۔

ہمارے نوجوان انگریزی خوان جو محض یونٹون کی صفائی اور بالون کی کاٹ چھانٹ کتر بونت کوٹ پتلون کی تراش خراش مین مقید ہوکر ملک و ملت سے آزاد ہوجاتے ہین کاش اس معزز جنٹلمین و محترم قوم کی تقلید کرین اور سمجھین کہ انگریزی پڑہ کر انگریزی سوسایٹی مین رہکر ملک و ملت کے ساتھ اسطرح سلوک کرتے ہین اور یون عام ہر دلعزیز بنتے ہین۔

نواب اسلام اللہ خان ۔ نواب احمد اللہ خان کے دوسرے بیٹے۔ یہ حضرت

نہایت متین سنجیدہ نیک مزاج باوقار امرگورنمنٹ انگلشیہ کے ایک بڑے معزز عہدہ دار ہین یعنی (دسٹرکٹ سپرنڈنٹ) جو نہایت ذمہ دری اور اعتبار کا کام ہے۔ ہندوستانیون مین بجز اس اقبالمند جنٹلمین کے آج تمام ممالک مغربی وشمالی اودہ وپنجاب کے وسیع قلمرو مین کسی شخص کو اس معزز عہدہ پر مامور ہونے کی عزت حاصل نہین۔

اس نازک وقت مین جبکہ ہندوستان کے باشندہ ہمسایہ قومون مین تعصب وجہل کی بُراشوب چنگاریان باہم ایک دوسرے کے خرمن ہستی کے جلا دینے مین نہایت تیزی سے اپنا کام کررہی ہین اس عالی خاندان بہادر جنرل نے جسے رعایا پر پوری حکومت واختیار حاصل ہے ثابت کردیا ہے کہ مسلمان شرفا حکومت کے اعلیٰ مراتب پر پہونچکر کس درجہ انصاف وبے تعصبی سے کام لیتے ہین جن اضلاع مین انکو حکمرانی کا اتفاق ہوا ہے حکام اعلیٰ وہندو ومسلمان ہر فریق انکی بے لوث ومنصفانہ کارروائی وحسن انتظام سے راضی و خوش ومداح وثناخوان رہے ہین۔

شکار کا شوق ہے نہ جانوران ہوائی وآہوان صحرائی بلکہ شیر کے شکار کا جس مین اچھے اچھے دل چلون کے چھکے چھوٹ جاتے ہین۔ انکی کوٹھی کے بعض کمرہ جو ہرن چیتہ باڑہ نیل گاے۔ بارہ سنگھا ریچھ۔ بھیڑیا۔ بگھیرہ۔ چرغ۔ ناکہ۔ شیر۔ وغیرہ کی کھالون۔ سینگون۔ سرون۔ چہرون سے قرینہ بقرینہ آراستہ رہتے ہین اچھے خاصہ مُردہ جانورون کے میوزیم (عجائب خانہ) معلوم ہوتے ہین۔

نواب سیف اللہ خان۔ نواب احمد اللہ خان کے تیسرے بیٹے بھی نہایت خندہ رو خوشخو لطیف طبع ملنسار وپیش خدام ورعایا معزز ومقبول روزگار ہین پہلے کانپور کے تحصیلدار تھے اب ڈپٹی کلکٹر ہین۔

کانپور جو ممالک مغربی وشمالی ہند مین تجارت وصنعت کا مرکز اور ترقی کا رخ انجات ولایتی مین دور دور مشہور ہے گورنمنٹ کو کثرت اخراجات صفائی وغیرہ کے وجہ سے مکانات شہر

پر ٹیکس لگانے کی ضرورت ہوئی اس سے اہل شہر مین عموماً ناراضگی پہلے ہزارون عذر وایمان پیش ہوئین اکثر درخواستین اس مضمون کی تہین کہ گورنمنٹ ہمارے مقبوضات پر قبضہ کرلے ٹیکس کی برداشت نہین کرسکتے ضرورتون اور آئین ملک داری کے سبب نہ تو تجویز سے درگذر ممکن تھے نہ مراعات انصاف سے ناواجب جبر منظور تہا یہ بات زیر تجویز ہوئی کہ کون عہدہ دار ٹیکس جدید کی تشخیص کرے جو منصفانہ اور بے لگاؤ ہو چنانچہ تمام اہل شہر نے جسمین بڑے بڑے لکھ پتی تجارت کی ولایتی کمپنیان اور متمول و آسودہ حال رئیس و مرؤس ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ ہر طبقہ و درجہ کے لوگ شامل تھے بالاتفاق انکی نسبت رضامندی ظاہر کی میونسپل بورڈ و صاحب کلکٹر ضلع نے بھی یہ انتخاب پسند کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرماکر عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر ترقی دیکر اس امر اہم کو انکی تفویض مین دیا۔

ناظرین خیال فرسکتے ہین کہ ایسی عام قبولیت ہر معمولی خیالات کے شخص کو نصیب نہین ہوسکتی اور اس سے زیادہ انکی صاف دلی و قبولیت عامہ و انتظامی قابلیت کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے ہی عالی ظرف نیک مزاج خوش فہم رسا کار عہدہ دارون کی ضرورت ہے بجائے امتحانات کے غیر ضروری و سخت شرایط کی شرافت و تعزز خاندانی و قابلیت انتظامی پر خیال فرمایا جایا کرے تو رعایا و گورنمنٹ دونون کے لئے زیادہ سود مند ہے۔

احسن اللہ خان عرف آغا صاحب و امیر اللہ خان عرف امیر صاحب

چوتھے و پانچوین بیٹے نواب احمد اللہ خان کے نوعمر ہین ابھی کوئی منصب سرکاری نہین پایا الا رشادت رزانت متانت فطانت جو فطری جوہر ہین خوبو رفتار گفتار عادات اخلاق سے ظاہر ہے امیر اللہ خان کو عکسی تصویر اوتارنے مین مثل یورپین مصوروں کے مہارت کلی ہے۔

نواب مبارک علیخان کی دختری اولاد مین اونکے نواسہ **حاجی محمد انعام اللہ خان** بھی با وجاہت شخص ہین انکے باپ رمضان علیخان اور دادا کرامت علیخان تھے مدرسہ اسلامیہ میرٹھ کے منتظم و مدرسہ قومی میرٹھ کے ممبر و ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ہمیرپور کے ممبر اور جوبلی تجارت ہمیرپور کے پریسیڈنٹ ہین ہر شخص کی رنج و راحت مین شریک و معین ہوجانا امور خیر و صلاح کی امداد مین دل سے کوشش کرنا ہر ایک سے بہ خوش خوئی و خندہ روئی و خلق و مدارا پیش آنا انکی عادت ہے حج بیت اللہ سے مشرف اور بیعت شیخ المشایخ مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر بیت اللہ سے مستفیض ہین۔

محمد اصغر خان الخاطب بہ نواب صواب اندیش خان رئیس میرٹھ امرار شاہی سے تھے نواب خیر اندیش خان کے ہم جد ہین انکا سلسلہ نسب پانچ واسطون سے بتفصیل نواب دادن خان تک پہونچتا ہے۔ صواب اندیش خان بیٹے شمس الدین محمد خان کے۔ وہ بیٹے احمد خان برادر حقیقی نواب خیر اندیش خان کے وہ بیٹے نواب محبت خان کے وہ بیٹے نواب اسد خان کے وہ بیٹے نواب دادن خان کے انکی نسل نام و نمود کے ساتھ میرٹھ۔ مارہرہ۔ بریلی مین موجود ہے۔ محمد اصغر خان کے پوتے فتح علیخان بھی صاحب اقبال تھے دہلی برباد ہوچکی تھی طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی ایسے وقت مین خانہ نشینی کے سوا ہو کیا سکتا تھا لیکن شہر مین بڑی بات تھی اول درجہ مین مانی جاتی تھی کسی قوم و قبیلہ کا قضیہ قضیہ ہوا انہین کی تجویز سے فیصلہ ہوتا تھا ۱۸۰۳ء مین انگریزی کمپنی کا میرٹھ پر قبضہ ہوگیا انتظام قایم رکھنے اور اہل فساد کو دبا دینے مین انہون نے کمپنی کو قابل قدر مدد دی اوسکے صلہ مین دو سو روپیہ ماہوار کا بطور اعزاز سرداری حین حیاتی وظیفہ مقرر ہوا اس پنشن کے بارہ مین جو چٹھی ہمکو ملی ہے خلاصہ اوسکا اردو مین نقل کیا جاتا ہے۔ **خلاصہ چٹھی** - این۔ بی مینسٹن صاحب بنام لفٹنٹ کرنل مورخہ ۲۹ اپریل ۱۸۰۳ء جناب نواب گورنر جنرل بہادر بعہ کو نسل نواب

فتح علیخان کی خدمتون کے صلہ مین حسب رائے رائٹ لارڈ مینک آنریبل اونکو معقول جاگیر عطا کرنے سے بہت خوش ہین اور لہذا اونکی زندگی بھر کے واسطے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن منظور فرماتے ہین نواب گورنر جنرل معہ کونسل درخواست کرتے ہین کہ لفٹنٹ کرنل اس پنشن کے عطیہ کے واسطے مناسب احکام صادر فرمائینگے - (دستخط) جان میلکم صاحب

نواب صواب اندیش خان سے چوتھی پشت مین **حاجی محمد ممتاز علی خان** ابن غلام سرور خان بن غلام صفدر خان ابن علی احمد خان ابن نواب صواب اندیش خان اعلی بڑے نامی گرامی مشہور و معروف شخص تھے میرٹھ انکا وطن اور اٹاوہ مسکن تہا بالآخر وہی مدفن بھی ہوا -

شعر

بہ میرٹھ مولدش مدفن اٹاوہ	بگو ہان اے فلک ہست این چہ انداز

انکے اوصاف گزیدہ اور اخلاق حمیدہ لکھنے کو ایک دفتر چاہیے دینی و دنیوی خوبیون کی قبا انکے قدموزون پر راست آئی تھی - صورت ایسی نورانی پائی تھی جسے دیکھکر بیساختہ زبان سے نکلے - "تبارک اللہ احسن الخالقین" - پیشانی درخشان سے سیماہم فی اثر السجود کے شان عیان - **دوہرہ**

کیسین جوت بکھنائی بنون بہان کو پاٹ ✣ سیماہم کے روپ سون سوہا دیت للاٹ

زندہ دلی خوش مزاجی بذلہ سنجی علو ہمت خلق و فتوت جود و سخا مہر و وفا مہمان نوازی فراخ حوصلگی بے تکلفی فرزانگی روشن دماغی انکے اوصاف خاص تھے باینہمہ نہایت بارعب تھے - دستر خوان ایسا وسیع کہ ایک جہان انکے خوان نعمت سے شیرین کام تہا - کمسکی کار برآری مین دریغ نکرتے تھے - دستگیری اہل احتیاج اور خیر کے کامون مین انکا دست کرم ابر گوہر بار تہا -

شعر

دلدہی مہمان نوازی اور مسافر پروری	جیسی وہ کرتے تھے ایسی آجتک دیکھی نہین

جگت آشنا ایسے کہ ہندوستان مین کوئی شہر نہوگا جہان دو چار دس نہین اونکے ملنے

اور جاننے والے نہون - ہندوستانیون پر منحصر نہین بڑے بڑے حکام انگلشیہ نہایت قدر و منزلت کرتے تھے - کوئی دوستانہ ملتا - اور کوئی بزرگ سمجھتا تہا - گورنمنٹ کے ہمیشہ خیرخواہ رہے اور مدت العمر عہدہ خدمات کین - ہندوستانی ریاست مین سلطنت لکھنؤ کی طرف سے کلکتہ دربار گورنری مین سفیرانہ طور پر بھیجے گئے جس کام کو گئے تھے وہ تو نہ ہو گیا تھا مگر اونہین ایام مین واجد علیشاہ اودہ کی بدنصیبی سے امیر علی شاہ صاحب کی شہادت کا جھگڑہ پیش آیا اون بدنظمیون کے سبب انتزاع سلطنت ہو گیا اور وہ دفتر گاؤخورد ہو گیا - مصرعہ - آن قدح بشکست و آن ساقی نماند +

گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت کے سلسلہ مین عہدہ تحصیلداری تک ترقی کرکے اور نہایت دیانت و فیرسنگانی سے حسب پسند گورنمنٹ کام انجام دیکر بخوشی خود مستعفی ہو گئے - پھر منجانب گورنمنٹ انگلشیہ خدمت وایس پریسیڈنٹ مینوسپل و اسپیشل مجسٹریٹ شہر الٰہ آباد سپرد ہوئی اور آخر دم تک نہایت شوکت و اقبال و عزت و احترام سے اس کام کو انجام دیتے رہے -

یہان ہم چند چٹھیات انگریزی کا ترجمہ درج کرتے ہین جس سے حکام وقت کی خصوصیتون اور تعلقات کا جو اونکے ساتھ تھے پتہ ملتا ہے -

ترجمہ چٹھی سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی ہند - ایڈن برگ ۲ - جولائی سنہ ۱۸۹۰ء

سر ولیم اور لیڈی میور آپکی اوس چٹھی کا جو آپ نے شادی کی تقریب مین بطریق مبارکباد بھیجی ہے نہایت شکریہ ادا کرتے ہین یہ ایک نہایت خوشی کا موقعہ ہے کہ جب مجکو اپنے پرانے دوستون کی خیریت معلوم ہوتی ہے جس ملک مین ہمنے ایک بڑا حصہ اپنی عمر کا بسر کیا ہے - دستخط ولیم میور - بنام محمد ممتاز علیخان انریری مجسٹریٹ براؤنی

چھٹی جے۔ اے۔ بی اسٹیلی کلکٹر ۱۷ جون ۱۸۸۰ء

ممتاز علیخان اسقدر مشہور و معروف شخص ہین کہ شاید مثل اونکے کوئی ہندوستانی مشہور نہین ہے اونکی باتون مین نہایت لطف آتا ہے اونھون نے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین۔

چھٹی نمبر ۱۔ کمل اسٹریٹ کلکتہ ۱۴۔ مارچ ۱۸۸۰ء

ڈیر ممتاز علی عرصہ دراز کے بعد آپکا خط ملنے سے مجھے غایت درجہ خوشی ہوئی اس عرصہ مین مجھے آپکا کچھ حال نہین معلوم ہوا تھا کئے سال گذرے کہ مینے آپکو خط لکھا تھا لیکن اوس کا جواب نہ پاکر مینے خیال کیا تھا کہ آپنے اٹاوہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کرلی ہے مین بہت خوش ہونگا اگر آپ اٹاوہ کے مفصل حالات مجکو لکھین گے۔ آپکا خط اسقدر صاف ہے کہ مین اوسکو بآسانی پڑھ سکتا ہون۔ یہان کوئی شخص فارسی نہین لکھ سکتا مین یہان (کلکتہ) مین صرف ایک مہینہ کے واسطے اور ہون پھر امید کرتا ہون کہ (جج) ہوکر (چھپرہ) چلا جاؤنگا۔ مین بیمار ہوکر انگلستان بھیجدیا گیا تھا۔ ایک مہینہ ہوا کہ (کلکتہ) واپس آیا ہون۔ میری شادی ہوگئی ہے اور ایک لڑکا نو مہینہ کا ہے۔ آپنے کلکتہ آنے کا وعدہ پورا نہین کیا غالبًا اب (چھپرہ) اگر مجھ سے ملین گے اب آپ ریل کے ذریعہ سے بلا دقت پھونچ سکتے ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ صحیح و تندرست ہونگے اور آپکے لڑکے پوتے نواسے اچھی طرح ہونگے بلاشک اٹاوہ مین بہت سے انقلاب ہوئے ہونگے۔ کیا آپ کے پاس اب بھی گہاٹون کے ٹھیکہ ہین اور آپ ابتک اٹاوہ مین سکونت رکھتے ہین۔

میرے پاس میرا پورانا خانساماں مرزا حسین ہنوز موجود ہے وہ آپکو سلام کہتا ہے میرا غریب بہرہ شاہ آباد مین مارا گیا تھا کئی برس ہوئے کہ ایک آدمی میرے خیمہ مین گھسنا چاہتا تھا میرے بہرہ نے اوسکو روکا اوسنے ایک گنڈاسہ سے میرے بہرہ کا سر مثل نارنگی کے کاٹ ڈالا۔ آپ خیال کرکے مجھے خط لکھئے گا۔ اور خبرون سے مطلع

بھیجے گا۔ اور یہ بھی کہ آپ مجھسے آکر ملین گے۔ اور نیز یہ کہ مین کہ اجنر آپکو کلکتہ سے بھیجون

آپکا دوست اے۔ او اسٹیلی

حاجی محمد ممتاز علی خان انریری مجسٹریٹ وپریسیڈنٹ مینوسپل کمیٹی وممبر کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ اور ممبر نمایش کمیٹی ہین ان عہدون کی خدمات اونھون نے نہایت عمدگی سے انجام دین وہ سوسائٹی کے نہایت مفید ممبر ہین اونکا رعب اور دبا ؤ اچھے درجہ تک ہے اور وہ اچھے کام مین لایا جاتا ہے مینے اونکو ہمیشہ گورنمنٹ کا خیرخواہ پایا ہے وہ ایک دلچسپ ملاقاتی ہین جو صاف بامزہ وموزون بات کھتے ہین اٹاوہ چھوڑنے پر بعد پانچ برس کی شناسائی وتجربہ کی یہ چٹھی مین اونکو دیتا ہون۔

دستخط ای۔ بی الگزنڈر

نیک کامون سے انکو فطرتًا دلچسپی تھی امور خیر مین خرچ کرنے سے مزہ آتا تھا۔ انکی حسنات اور خیر جاری کی یہ زندہ نشانی ہے کہ (مدرسہ قومی) واقعہ مسجد خیر نگر کے مصارف کے واسطے جو شہر میرٹھ مین انکے فرزند رشید محمد روح اللہ خان۔ خان بہادر نے قایم کیا ہی جائداد پیش قرار وقف کرکے باضابطہ وقفنامہ للہکر رجسٹری وغیرہ سے مکمل کرادیا۔ اس مدرسہ مین قرآن مجید وحدیث فقہ تفسیر کی پوری فارسی اُردو سیاق کی ضروری اور انگریزی کی ابتدائی تعلیم ہوتی ہے اور ایک چشمہ فیض جاری ہے حرمین شریفین مین پورے برس دن قیام کرکے ہزارون روپیہ اوس بقعہ شریف مین صرف مستحقین کئے مذہب وسنت کے پورے پابند تھے حنفی مذہب نقشبندی مشرب تھا اولاً زبدۃ المحققین مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی سے اور بعد وفات مرشد عمدۃ السالکین مولانا فضل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ متوطن گنج مرادآباد ضلع اونام کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی تھی۔ دیکھنے مین ایک اقبالمند دنیادار امیر تھے پر حقیقت مین شیخ روغن ضمیر تھے جایز طور پر کسب معاش مین سعی کیجاتی

تھی مگر بطریق خیر صرف کرنے مین دریا دل تھے۔

مال را کر بہر دین باشی حمول	نعم مال صالح گفتش رسول
گر توکل میکنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
گفت پیغمبر بآواز بلند	با توکل زانوئے اشتر ببند
رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو

حضور رسالت پناہی دائمہ ہدٰے سے جو اشارات و بشارات ہوئی ہین انکی قبولیت کے شاہد ہین منجملہ اوسکے چند واقعات جو بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا کو بصحت معلوم ہین آگاہی ناظرین کے واسطے درج کئے جاتے ہین۔

حکایت - جب یہ بزرگ مدینہ طیبہ مین مقیم تھے جو کچھ پاس تھا سب صرف کر دیا خرچ کی ضرورت ہوئی اپنے پیر مولانا شاہ عبد الغنی صاحب سے درخواست کی ہزار روپیہ کسی سے اس وعدہ پر دلا دیجئے کہ مکہ معظمہ مین پہونچکر دیدئے جائین گے اونھون نے فرمایا اس بقعہ مبارکہ کے باشندے توکل پر گذران کرتے ہین انسے اتنا قرض ملنا دشوار جسکے گھر آئے ہو اوسی سے کہو شب بعد عشا حضور سرور کائنات کی طرف رجوع کیا صبح ہنوز حرم شریف سے واپسی نہوئی تھی کہ ایک شخص تلاش کرتا ہوا قیام گاہ پر آیا اور ہزار روپیہ کی تھیلی ساتھ لایا کہا کہ مکہ معظمہ پہونچکر فلان کس کو دیدیجئے روپیہ لیلئے کام نکل گیا مکہ پہونچکر ادا کر دیا گیا۔ دیگر۔ ایک دفعہ فتق کا عارضہ لاحق ہوا آنت کے اوترنے سے سخت تکلیف لاحق ہوتی تھی بہتیرا علاج کیا سودمند نہوا میان بیدار شاہ ایک درویش صفا کیش فیروزپور جہرکہ سے چودہ کوس کی مسافت پر بمقام پہاڑی علاقہ راج بہرتپور رہا کرتے تھے اونھون نے بشرائط طہارت و طعام طیب و نیز یہ کہ پکانے والا بھی طاہر ہو ہر روز درود شریف پانچہزار بار پڑہنے کو بتایا ہنوز چلہ نگذرا تہا کہ حضور سرور کائنات کو خواب مین دیکھا اور اوسی حالت مین نماز عشا حضور پرنور کے ساتھ

میسر ہوئی صبح اون بزرگ نے فرمایا تمہاری مراد حاصل ہوگی چنانچہ وہ مرض جان گسل قطعی جاتا رہا اور مدت العمر پھر کبھی نہین ہوا۔ **وظیفہ یہہ ہے** اللھم صلّی علی محمد وعلی آل محمد بعدد کل معلوم لک تا پایان عمر پانسو بار بلاناغہ درود شریف انکے وردمین رہا **دیگر** ایک شب نماز تہجد کے بعد غنودگی آگئی رویا صالحہ مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ تم میری شان سے واقف ہو عرض کیا جانتا ہون اور مناقب عالی کا اظہار کیا پھر حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین یکے بعد دیگرے رونق افروز ہوئے اور وہی سوال کیا سبکی فضایل و مراتب التماس کرتے رہے اسکے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسی اور لٹیا کوزہ لائے کوئین سے پانی کھینچکر دیا کہ پیو اور پلاؤ چنانچہ خداوند تعالی نے کاروبار مین برکت عظیم و جمعیت کلی عطا فرمائی اور ارشاد مبارک کا اثر باحسن الوجود ظاہر ہوا۔ **دیگر** ایک بار کاروبار مین ابتری آگئی بیس ہزار سے زیادہ کا قرضہ ہوگیا بعد ادائے نماز تہجد وظیفہ معمولی پڑھتے ہوئے بزبان بیزبانی یہہ آواز سنی کہ انحضرت نے جناب خضر کو تمہارے کامون کی درستی کے واسطے مامور فرمایا ہے اس صوت ہادی کے سنتے ہی تسکین خاطر ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین سب کام بنگئے۔ **دیگر** سن شیخوخت مین جبکہ عمر ستر برس سے گذر چکے تھے ایسے سخت بیمار ہوئے کہ طبیبون ڈاکٹرون نے جواب دیدیا اوس حالت یاس مین حسب بشارت حضرت رسالت مآب بعد ترک مداوا صحت کلی پائی اور برسون جیے۔ غرض ہر رنج و عنا مین روح بزرگان انکی دستگیری کرتے رہے۔

ماورائے صلوات خمسہ تہجد اشراق اوراد و وظایف کے اخیر دم تک پابند رہے طالع شہرتی فروغ اقبال جمعیت ظاہر و باطن مین باعث نازش اخودن و یادگار اکابر سلف تھے بالجملہ بمنطوق لازم الوثوق۔ کل نفس ذائقۃ الموت بعد حصول مراتب دینی و مقاصد

دینوی ومدارج دہبی وکسبی وکثرت اولاد وقبولیت خداداد عمر گرانمایہ سے خطّ وافر پاکر بحیلہ دوروزہ تب بعد ادائے نماز تہجد وفجر ووظیفہ ورد شریف وکلمہ طیبہ نوین شوال ۱۳۱۱ھ تیرہ سوگیارہ ہجری مطابق سولہوین اپریل ۱۸۹۴ء اٹھارہ سوچورانوے عیسوی روز دوشنبہ یوم وفات البنی داعے اجل کو لبیک اجابت کہکر عالم باقی کو تشریف لیگئے بیاسی برس کی عمر پائی اور ستتر کس بیٹے پوتے نواسہ وغیرہ اپنی اولاد سے چھوڑے

نظم

	بمانا د تا حشر نسل ہمہ		خوشی وخرم وشادمان کامران
	دعا میکنم بہرشان برزمین		لبیک برافلاک آمین کنان

انکا ماتم عام تہا ہند ومسلمان سب غمزدہ تھے۔ حکام عالیمقام انگلشیہ نے انکے فرزند رشید خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان کے نام جو ماتمی چٹھیان بھیجی ہین اون سے اونکے دلی حزن وملال وہمدردی اوراس ستودہ صفات بزرگ کی عام ہردلعزیزی حسن اخلاق وقابلیت کا اندازہ کرسکتے ہین۔ سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر اپنی چٹھی مورخہ ۱۰۔ مئی ۱۸۹۴ء مین تحریر فرماتے ہین حاجی ممتاز علیخان کے وفات کی خبر سنکر مجھے نہایت رنج ہوا بیشک وہ خیرخواہ اور کارآمد عہدہ دار تھے گورنمنٹ کے اور میرے دوست تھے آپ اور آپ کا خاندان میری دلی ہمدردی قبول کرے۔

مسٹر اے۔ بی الگزنڈر کمشنر ۲۱۔ اپریل ۱۸۹۴ء

مجھے ممتاز علیخان کے انتقال سے بے حد رنج ہوا اونکا انتقال اٹاوہ کے لئے اوسیطرح سخت نقصان کا باعث ہے جیسے اونکے خاندان کے لئے۔ اگر قطعی ناممکن نہین تو بیشک سخت مشکل ہے کہ کوئی دوسرا شخص پیدا ہوکر اونکی جگہ پر قایم ہو اور اس نقصان کی تلافی ہوسکے

مقام جاتی ضلع میرٹھ ۹۔ اپریل ۱۸۹۴ء

جنابمن۔ مین حاجی محمد ممتاز علیخان صاحب کے وفات کی خبر سنکر نہایت ہی ملول ہون۔

اونھون نے اپنی زندگی بہت عمدگی سے بسر کی اور اپنی عمر طبعی کو پھونچے وہ منجملہ اون پورانے نمونون کے تھے جو اسوقت مین تقریبًا بالکل نہین دکھائی دیتے براہ عنایت میرے اندوہ وملال کو بھی اپنے صدمہ مین قبول فرمائے اگر مجھے پیشتر سے سانحہ متذکرہ کا حال معلوم ہوجاتا تو مین یقینًا دفن مین شریک ہونے کی کوشش کرتا آپ اس سے اچھا امکانا نہین کرسکتے تو اب سے آپ اپنے معزز باپ کا متبع کرین۔

آپکا خیر طلب پی بریلی

خدا کا شکر ہے کہ مرحوم کے فرزند ارشد خان بہادر حافظ محمد روح اللہ خان نے بجائے مرحوم جانشین ہوکر اپنے نامور باپ کے نام کو قایم رکھا اور قدم بقدم چلکر تلافی مافات کی۔ مرحوم کے نوحہ ماتم مین بہت سی تاریخی نظمین لکھی گئی ہین جنہین مرحوم کے حالات کا نوٹو کہا جائے اون سب کا اس مختصر مین ایراد کرنا ناممکن ہے الاچند قطعات تواریخ درج کئے جاتے ہین۔

تاریخ نوشتہ منشی عبدالرحیم صاحب مصور ملازم محکمہ نہر گنگ

خضر لقاؤ فرشتہ سیرت پاک دل پاکیزہ روان	حامئے دین بہشتا و دوسالہ رفت چو سوئے باغ جنان
روز ہمایون بود و شنبہ وقت سحر شوال نہم	فکر بسال وفات بکن ممتاز علیخان بس برخوان

دیگر از مولوی عبدالصمد سہسوانی مقیم قصبہ پہپوند ضلع اٹاوہ

قال اللہ الکبیر جزاہم بما صبروا جنۃ۔ ایضًا۔ لقد دخل فی جنۃ۔

۱۳

دیگر طبعزاد منشی محمد راضی کنبو متوطن قصبہ (مارہرہ)

ہر دم از وحشت دل میخواہد	دست راضی بگریبان بودن	پیش عاقل پس مرگ محسن
ہست تا زیست بزندان بودن	در فراق تو بگو اے محسن	میتوان شاد چہ عنوان بودن
کار افتاد زبخت واژون	تا دم مرگ پریشان بودن	ماؤ بیمہری چرخ دوار

مانو نومیدے درمان بودن	میتوان نیتر بزہد و تقوے	غوث واقطاب بدوران بودن
نیتوان نیتر بزور و تدبیر	بہمن و ایرج و خاقان بودن	میتوان نیتر بنصر بے مصام
ذرجہان سام و نریمان بودن	میتوان نیتر با قلیم سخن	رشک فردوسے و سلمان بودن
ہمدم انصورت نیر نگ طلسم	ہمہ سہل ست ز انسان بودن	ہست از حیطۂ امکان بیرون
مثل ممتاز علی خان بودن		

۱۱ ۱۳ھ

دلہ

کہانتک لکھین جان مضطر کی حالت	نہین اب وہ ہم مین کہ تھی جس سے قوت
رہا اسلام کی قوم کا پورا حامی	وہ دین محمد کا خواہان شوکت
اوامر کا سالک نواہی کا تارک	رسول خدا کا وہ پیرو بہ سنت
وہ ویران مساجد کا بنوانے والا	سعی کرنے والا کہ ہو اونکی عزت
ضعیفون کا وہ قوت پہنچانیوالا	یتیمون کا ہر وقت وہ وقف خدمت
وہ کان شرافت کا تابندہ گوہر	وہ سرتا بپا باوقار و وجاہت
ہمین اپنے غم مین پریشان بناکر	سدہارا یہان سے سوئے قصر جنت
بیاسی برس کی ہوئی عمر ایدل	گذاری مگر عمر سب در عبادت
دوشنبہ کا دن صبح کے چھ بجے تھے	نوین ماہ شوال کی تھی اشاعت
پڑہے سب وظایف ادا کی تہجد	صلوٰۃ سحر سے ہوے جب فراغت
ہوا کلمۂ پاک بس لب پہ جاری	بنا طایر روح سیار جنت
پکارا دہا رضوان کہ راضی ستا دے	ہوا یان پہنچکر وہ ممتاز جنت

۱۱ ۱۳ھ

چودہ ہزی عنایت الہی قانونگو مارہروی نے بھی فارسی مین اچھی تاریخ لکھی ہے بلحاظ طوالت ہم اوسکے دو اخیر کے شعرون پر اکتفا کرتے ہین۔ وہو ہذا

زین الم تہنا نہ گریان و حزین ماؤ شما	قلب ماتم پارہ پارہ چشم حسرت خونچکان

سال رحلت اے عنایت برمن آشفتہ حال		از سر اندوہ ویاس وشیون وغم شد عیان	

تین لڑکیان اور تین لڑکے مرحوم کے الاعقاب ہین رہے سب بختمند اور صاحب اولاد ہین

محمد صدیق خان المخاطب بہ خان بہادر ممتاز علیخان کے بڑے بیٹے نہایت خوش مقال بلند اقبال زندہ دل سیر چشم فراخ حوصلہ اور معزز باپ کے قابل فخر فرزند ہین انکی باتون مین مزہ آتا ہے۔ **نظم**۔

سخنہاش رنگین تر از گل بود		چہ گل خوشتر از نشۂ مُل بود	
دل از بزم او آنچنان بشگفد		کہ از مزرعۂ زعفران بشگفد	

باوصف غایت اعزاز و اقبال ہر کہ ومہ سے جھک کر ملنا و متواضع پیش آنا انکا قدرتی انداز ہے۔ ضروری فارسی عربی تحصیل کرنے اور رُڑکی کالج مین تعلیم پانے کے بعد ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ حاصل کی جوہر قابلیت دکھا دکھا کر وقتاً فوقتاً سررشتہ نہر کی ضلعداری اور ضلع کی تحصیلداری و ڈپٹی مجسٹریٹی و اسسٹنٹ انجینری محکمہ آبپاشی پر ترقی پائی۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کا پورا ثبوت دیا تمام ایام غدر مین اپنے کام پر موجود اور ایسے وقتون مین جبکہ جان جوکھون تھی حکام کے معاون و مددگار رہے اوسکے صلہ مین خلعت تین پارچہ قیمتی ایکہزار روپیہ گورنمنٹ سے عطا ہوا اور خوشنودی مزاج کی سند عنایت ہوئی۔

ایام قحط ۱۸۶۰ء مین نہر سے آب رسانی زراعت کا قابل قدر انتظام کرنے کے عوض گورنمنٹ سے چھ مہینہ کی تنخواہ بطور انعام پائی اور گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی سے پروانہ اعزازی ملا پھر ۱۸۶۹ء کے قحط مین آبرسانی و سرسبزی زراعت مین سعی بلیغ کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ نے بعطائے پروانہ خاص اظہار خوشنودی و مسرت کا کیا۔ اپنی ہنرمندی اور ذاتی قابلیتون سے حکام وقت کی نظرون مین ہمیشہ معزز و محترم رہے اکثر اعلیٰ درجہ یورپین سے مخلصانہ اور محبتانہ ارتباط و انضباط ہے۔ بلحاظ لیاقت ذاتی و وقعت

خاندانی ۱۶- فروری سنہ ۱۸۵۸ء کو حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند سے (خان بہادر) کا معزز خطاب عطا فرمایا گیا۔

نہایت نیکنامی و اعلیٰ مراتب امتیاز و اعتبار کے ساتھ گورنمنٹ انگلشیہ کے سروس مین سرفراز رہکر بعد پورا کرنے مدت تیس سالہ ملازمت کے دو سو روپیہ ماہوار کی پنشن پائی۔ چونکہ صیغہ آبپاشی و ہر قسم کے امور انتظامی مین انکا وسیع تجربہ اور اعلیٰ درجہ کی قابلیت مسلمہ تھی بعد حصول پنشن سرکار نظام حیدرآباد دکن مین انکی خدمات کی خواہش ہوئی اور عہدہ (صدر مہتمم تعمیرات) جسکو انگریزی مین (ڈویژنل انجنیر) کہتے ہین دیا گیا آٹھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی۔ وہان بھی بہت کفایت و عمدگی سے کام کیا دیانت و کارگذاری مین نام پایا۔ خوش اخلاقی نیک مزاجی بے انتہا ملنساری سے جو انکا خاص حصہ ہے رئیس و مرؤس حاکم و محکوم سب مین ہر دلعزیز رہے۔ ایک مسجد عالیشان خوش وضع اور بہت سے مکانات کچہری وغیرہ بمقام (ہنمکنڈہ) علاقہ سرکار نظام مین تعمیر کرائی جنکو خود حضور نظام اور حکام و واقفین فن تعمیر نے پسند کیا۔ پھر ہزار روپیہ ماہوار کی تنخواہ پر ترقی پائی اعلیٰ درجہ کی نیکنامی کے ساتھ دس برس وہان کی ملازمت کا تعلق رہا اوسکے بعد بدیں پنشن انتظام جدید عہدہ تخفیف مین آگیا الا باوصف عدم استحقاق قانونی بجلدہی خدمات خاص و بصلاحیے نظیر کارگذاریون کے ماہوار کا وظیفہ مقرر ہوا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو اسناد عطا ہوئین اور اعلیٰ حکام یورپین نے انکی نسبت تحریرین کی ہین اونسے انکی خیرسگالی و وفاداری ہوشمندی کاردانی و اعزاز کا ثبوت کافی ہوتا ہے ہم چند اسناد کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہین۔

چٹھی جے پار کر ایگزیکٹو انجنیر نہر گنگ بنام کرنل اسمتھ جنرل سپرنٹنڈنٹ آبپاشی ممالک مغربی مورخہ ۲۴- نومبر سنہ ۱۸۵۷ء۔

متعلق محکمہ اپر سنٹرل ڈویژن نہر گنگ کی ہین خوشی کے ساتھ بعض اشخاص کے

نام پیش کرتا ہون جنھون نے تمام زمانہ غدر و تکلیف مین جواب گذر چکا ہے نہایت عمدگی سے کام کیا۔ میرے ضلعدار محمد صدیق نے علاوہ الحفاظت کرنے نہر کے ایام غدر مین بڑی رقم آبپاشی کی وصول کی اور اوسکے بعد سوائے ایک کے جو ناقابل وصول تھی سب بے باق کرالیا۔

منجانب جی پارکر سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویزن بنام آر سی ڈینلوپ کلکٹر میرٹھ ۳۰ جون ۵۸ء

دو آدمی سنٹرل ڈویزن نہر گنگ مین ایسے ہین جنکی نسبت میری دلی خواہش ہے کہ مین اونکو انعام ملتا ہوا دیکھون کیونکہ اونھون نے پچھلے غدر مین عمدہ خدمات کی ہین۔ جو ہوشیاری و محنت اونھون نے اپنی چوکیات کے کام جاری رہنے کی بابت اوسوقت کی جبکہ زیادہ حصہ عملہ اور مدد اوس ڈویزن کا بھاگ گیا تھا۔

ان کا نام (محمد صدیق) اور (جوالاسندر) ضلعدار ہے۔ میری خواہش ہے کہ ان کو گاؤن انعام مین دیا جاوے انمین محمد صدیق نے نہایت سرگرمی سے مجھے انتظام درست رکھنے مین مدد دی اور نہر کے آبپاشی کا روپیہ دہلی فتح ہونے کے قبل بہت کچھ وصول کرلیا اور جب دہلی فتح ہوئی مجھے اس قابل کیا کہ کئی ہزار روپیہ کا سرکاری اسباب جو گوجر لوٹ لے گئے تھے اونکی کوشش سے واپس جمع کرسکا۔ مظفر نگر کی سرکاری فوج کی بغاوت کے چند روز قبل جبکہ مین محمد صدیق کی ہمراہ وہان تھا۔ اونھون نے اسبات کا پتہ چلایا کہ یہ فوج غدر کرنے والی ہے اور میجر ولیس کو اطلاع دی۔ اور درحقیقت آٹھ روز کے بعد غدر ہوگیا اور جو انجام معلوم تھا وہ ظاہر ہوا انکی مدد سے پچاس ہزار کا مال سرکاری ہر قسم کا دستیاب ہوا اور بعض مجرم گرفتار ہوئے جسمین کچھ کو سزائے موت دیگئی اور بہت سے اشخاص کو مناسب سزا دی گئی۔

سارٹیفکٹ - محمد صدیق نے گذشتہ زمانہ بغاوت مین مجکو اپر سنٹرل ڈویزن مین انتظام قایم رکھنے مین علی طور پر بہت زیادہ مدد دی اوسیوقت سے اوس نے مجکو اس قابل کردیا کہ مین ہزارون روپیہ کا قیمتی اسباب جو میرٹھ کی ابتدائی بغاوت مین گوجرون وغیرہ نے

لوٹ لیا تہا دوبارہ واپس بے سکا۔
اسکے علاوہ جنرل ہیواٹ کے کہنے پر جبکہ بغاوت انتہا کو پہونچی ہوئی تھی۔ ضلعدار مذکور بغیر کسی پس وپیش کے ضلع کو گیا اور نہر کی ذو اسکیپ جو (ہندن) ندی سے ملے ہوئے ہین اوس نے کھولدئے۔ اسبات کے ظاہر کرنے کو کہ یہ ایک خطرناک کام تہا مین اسبات کا ظاہر کرنا ضروری سمجہتا ہون کہ اسکیپ کے کھولنے کے چند ہی گھنٹہ بعد دیہاتی چارون طرف سے جمع ہوگئے اور اسکیپ کی کلون کو توڑ ڈالا۔ اگر اسوقت ضلعدار وہان ہوتا تو یقینی اونکا مقابلہ ہوتا اور کوئی عمدہ حفاظت نہونے کی وجہ سے اونکو ضرور صدمہ پہونچتا۔ وہ جون ۱۸۵۸ء کو میری ہمراہ مظفر نگر گیا اور وہان اوس نے معلوم کرکے حکام کو اطلاع دی کہ بیقاعدہ پیادہ فوج جو اوسوقت وہان مقیم تہی بغاوت پر آمادہ ہے۔ میجر ولیمس جو اوسوقت وہان موجود تھے اسکی تصدیق کرسکتے ہین اور علی ہذا مسٹر شیکسپیر وغیرہ اصحاب جو سول سروس مین ہین اور اوسوقت وہان موجود تھے۔

دستخط جیمس پارک سپرنٹنڈنٹ اپر سنٹرل ڈویزن نہر گنگ ۱۶ جنوری ۱۸۶۰ء

پروانہ بنام محمد صدیق ضلعدار نہر مشرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ہند دستخطی مسٹر ای۔ سی۔ بیلی سکرٹری مورخہ ۱۹۔ جنوری ۱۸۵۹ء

عزت مآب۔ اسوقت حضور نواب گورنر جنرل بہادر کو میرٹھ کے کمشنر کی رپورٹ نمبری ۱۶۴ مورخہ ۳۰۔ نومبر ۱۸۵۸ء سے معلوم ہوا ہے کہ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین تمنے بہت تکالیف برداشت کین اور گورنمنٹ کے اسباب کی حفاظت مین بہت زیادہ کوشش کی باوجودیکہ تمہاری جان معرض خطر مین تھی تاہم تمام ایام غدر تک اپنی کوششون سے باز نہین رہے۔ تمہارے چال وچلن کی یہ حالت سنکر حضور نواب گورنر جنرل بہادر بہت خوش اور مطمئن وشکر گذار ہوئے۔ تمکو بطور انعام کے ایک بہاری خلعت اور یہ پروانہ اوسکے اظہار کے واسطے عطا کیا جاتا ہے۔ حضور نواب گورنر جنرل بہادر نے تمکو اپنے اطمینان سے

اسواسطے یاد فرمایا ہے تاکہ اسکی وجہ سے تمہاری عزت افزائی ہو۔

پروانہ بنام منشی محمد صدیق ضلعدار نہر مشرقی جمنا منجانب گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی دستخطی انریبل ایم۔ ایڈمانسٹون مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۸۶۲ء

اینجانب کو کرنل ٹرن بل سپرنٹنڈنٹ جنرل محکمہ آبپاشی سے معلوم ہوا ہے کہ قحط ۱۸۶۰ء مین تمنے خشک کھیتون مین نہر سے پانی پہونچانے مین ازحد محنت اور گورنمنٹ کے قابل قدر اور وفاداری کی خدمت کی۔ اس اطلاع نے اینجانب کو بہت خوش کیا۔ اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس عمدہ خدمت کے صلہ مین تمکو چھ مہینہ کی تنخواہ بطور انعام کے عطا کیجاوے۔ اور تمہارے ساتھ یہہ اظہار اطمینان اسواسطے کیا گیا کہ تمہارے افتخار و اعزاز کی افزونی کا باعث ہو۔

پروانہ عطیہ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء دستخطی کرنل ڈبلو۔ ڈبلو گریٹ ہیڈ آر۔ ای۔ سکرٹری۔ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی۔

بابدولت کو معلوم ہوا ہے کہ تمنے ۱۸۶۹ء کے قحط مین نہر کے پانی کی تقسیم کرنے مین نہایت محنت وعقلمندی سے کام لیا جسکی وجہ سے زیادہ آراضی کی آبپاشی ہوئی اور بیچارہ کاشتکار برباد ہونے سے بچ گئے۔ لہذا یہ پروانہ تمکو عطا کیا جاتا ہے تاکہ تمہارے ہمسرون مین تمہارا اعزاز زیادہ ہو۔

منشی محمد صدیق کو ضلع بلند شہر کی تحصیلداری پر نام زد کئے جانے کیواسطے اونکے چال چلن و تعلیمی حالت پر ضلع کے کلکٹر کی رائے

سایل نے عربی فارسی پڑہی ہے اور انجنیری کی تعلیم روڑکی کالج مین پائی ہے۔ اوسکے قوائے درست ہین اور ہر طرح قابل معلوم ہوتا ہے۔

۱۸۵۷ء کے غدر مین اس نے اپنے آپ کو ایک وفادار نوکر ثابت کیا جسکے صلہ مین سرکار

کی جانب سے ایک خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ اور ایک سفارشی پروانہ عطا ہوا۔ تین چار مرتبہ خود اپنے ہی محکمہ نہر مین ہندوستانی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ کیواسطے سفارش کی گئی۔ ۱۸۶۱ء و ۱۸۶۲ء کے قحط مین اوسکی عمدہ خدمات کے صلہ مین اوسکو چھ مہینہ کی تنخواہ اور ایک پروانہ گورنمنٹ کا بطور انعام عطا کیا گیا۔

محمد صدیق نے بہت عرصہ تک محکمہ نہر مین ملازمت کی ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا چال چلن بلحاظ مستعدی۔ عقلمندی و راستبازی رہا ہے جیسا کہ اوسکے سارٹیفکٹون سے ثابت ہوتا ہے مجھکو جو اوسکی بابت عمدہ اطلاعین ملین اونھون نے مجکو آمادہ کیا کہ ضلع کے موجودہ انتظام مین اوسکو نام زد کرون۔ اور اگرچہ وہ یہان تھوڑے عرصہ تک رہا ہے لیکن پھر بھی اوسنے اپنے آپکو نہایت قابل حاکم ثابت کیا ہے۔ اور بلاشبہ وہ تحصیلداری کا کام اچھی طرح کرے گا۔

دستخط ایچ۔ بی۔ ویبسٹر قایمقام کلکٹر میرٹھ

مین محمد صدیق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ سے تین سال سے واقف ہون۔ وہ نہر کے ڈپٹیون مین مجسٹریٹی اور مال دونون کامون مین سب سے اعلیٰ درجہ کے ڈپٹی ہین۔ وہ انجنیری کے کام مین بلاشبہ ایسے ہی ہوشیار ہین جیسے کہ ترتیب محنت اور خوش انتظامی مین۔ اعلیٰ درجہ کے یورپین اسسٹنٹونکی برابر ہین۔ اور درحقیقت مین اچھی طرح کہ سکتا ہون کہ وہ فیصدی نوے اسسٹون پر ترجیح کے قابل ہین۔ مین اونکو ہر ایک کام کے واسطے مناسب آدمی خیال کرتا ہون۔ اور بوجہ اونکا دوست ہونے کے اونکی ترقی کی خبر سنکر بہت خوش ہونگا

دستخط جی۔ ڈبلیو روس۔ لفٹنٹ۔ آر۔ ای۔ ایکسیکٹو انجنیر

سارٹیفکٹ جو دربار قیصری مقام دہلی مین عطا کیا گیا

حسب الحکم حضور نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر یہ سارٹیفکٹ منجانب حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مدظلہا۔ محمد صدیق پسر ممتاز علی خان ساکن ضلع میرٹھ کو بصلہ خیر خواہی اور پسندیدہ اوصاف کے عطا کیا جاتا ہے۔

دستخط جارج کوپر مورخہ یکم جنوری ۱۸۷۷ء

سارٹیفکٹ عطائے خطاب خان بہادر

بنام محمد صدیق انیری اسسٹنٹ انجینیر و ڈپٹی مجسٹریٹ محکمہ آبپاشی ممالک مغربی و شمالی
مورخہ ۱۶- فروری ۱۸۸۷ء مقام فورٹ ولیم-

تمہاری ذاتی اوصاف کیوجہ سے اینجانب نے تمکو خطاب "خان بہادر" عطا فرمایا-

دستخط ڈفرن - وایسرائے وگورنر جنرل ہندوستان

{مہر گورنمنٹ ہند}

سارٹیفکٹ بابت خدمات ریاست حضور نظام دکن

حیدرآباد دکن - ۱۶- اکتوبر ۱۸۹۶ء

میرے دوست خان بہادر- مجھے آپکو اسبات کا سارٹیفکٹ دینے کی بہت خوشی ہے کہ آپنے میری ماتحتی مین (حضور نظام کے پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ) مین ڈویژن (ورنگل) کے عہدہ ڈویژنل انجنیری کا کام ۱۸۸۹ء سے انجام دیا اس عرصہ مین جبکہ یہ بڑا کام آپکی ذمہ داری مین تہا مجکو آپکے طرز عمل سے جس سے کہ آپنے اپنے کام کو انجام دیا ہر طرح اطمینان رہا- آپ کی زیر نگرانی تین بڑے بڑے آبپاشی کے ضلع تھے اور اپنے معائینہ کے دورون پر اون اضلاع کے مختلف کامون کی نسبت جو یادداشتین کہ آپنے بنائی ہین اور جو تجاویز کہ آپنے پیش کی ہین- وہ میرے واسطے بہت کارآمد ہوئی ہین- حیدرآباد کے قیام کی وجہ سے جو دوستی کہ میری اور آپکے درمیان ہوگئی ہے اوس کا خیال کرکے مجھے ہمیشہ خوشی ہوا کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی ہم دونون دوبارہ ملین اور اوس دوستی کو از سر نو تازہ کرین- مجکو آپ ہمیشہ اپنا خیر خواہ سمجھین-

آپکا سچا دوست جارج پامر- ایم-سی-ای
چیف انجنیر پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ- ریاست حضور نظام

ایضاً - نیم سرکاری نشان- مورخہ ۱۵- دسمبر ۱۸۹۹ء

نکرمی خان بہادر محمد صدیق صاحب ڈویژنل انجنیر تعمیرات سرکار عالی۔
حسب الحکم نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی۔ آپکو لکہا جاتا ہے کہ نواب صاحب افسوس کرتے ہین کہ آپکی قیمتی خدمات زیادہ مدت تک نہین رہ سکین۔ چونکہ آپکی مدت ملازمت کا زمانہ دس سال کا ہے۔ بموجب پنشن کوڈ کے دس مہینے کی تنخواہ بطور انعام کے آپکو دیجاسکتی ہے۔ لیکن آپکی ہمیشال کارگذاریان اور بالخصوص تعمیر مکانات اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی۔ واقع (ہنمکنڈہ) کا لحاظ کرکے نواب مدار المہام بہادر بطور خاص پنشن کی سفارش کرنا چاہتے ہین علاوہ اسکے آپکے چھوٹے بچون کی تعلیمی وظیفہ کی سفارش بھی بخدمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ التعالی فرمائین گے فقط
شرح دستخط اپنا مخلص دوست سید علی معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات سرکار عالی

اسکے بعد ہم اوس رپورٹ کی نقل کرتے ہین جو صاحب معتمد تعمیرات ووزیر دولت آصفیہ نے انکی پنشن یعنی وظیفہ حین حیاتی کی بابت حضور نظام مین بھیجی ہے وہو ہذا نشان ۵۶
خان بہادر محمد صدیق خانصاحب ڈویژنل انجنیر صوبہ شرقی اوس انتظام کی رو سے جسمین یہ عہدہ تخفیف کرائے گئے تہے سال گذشتہ تخفیف مین آگئے تخفیف کے وقت خان بہادر صاحب کی مدت ملازمت دس سال کی تھی از روئے سارٹیفکٹ ڈاکٹر لاری صاحب کے اونکے قوائے جسمانی وروحانی نہایت اچھی حالت مین ہین اور اگر اونکا عہدہ تخفیف مین نہ آجاتا تو وہ بخوبی اور پانچ سال تک کام کرنیکے لایق تہے اور اوسوقت اونکو حسب ضابطہ وظیفہ ملنے کا حق ہوجاتا مگر سرکاری ضرورت کی وجہ سے اوس حق حاصل کرنے سے باز رکہے گئے سرکار انگریزی مین بہی جسوقت مصالح ملکی وسرکاری سے کوئی انتظام ہوتا ہے اور تخفیف عمل مین آتی ہے تو ایسے اشخاص کے ساتھ جو باوجود قابلیت ملازمت کے علیحدہ کردئے جاتے ہین غیر معمولی رعایت کی جاتی ہے اور بعض اوقات سات اور آٹھ سال کی ملازمت مین بہی وظیفہ دیا جاتا ہے پس اس قسم کی رعایت

کا کیا جانا خان بہادر صاحب کے حق مین خلاف ضابطہ نہین ہے لیکن علاوہ برین خان بہادر صاحب کی خدمات دس سال تک مخصوص قابل تعریف رہے ہین اور اونھون نے نہ صرف اپنی ڈویژنل انجنیری کا کام انجام دیا ہے بلکہ بطور خاص اعلیٰ حضرت قدر قدرت کی عمارتون کی تیاری مین ذاتی کوشش کی ہے اور اعلیٰ حضرت نے کئی مرتبہ اونکی کارگذاری پر اظہار خوشنودی فرمایا ہے بلکہ ہمیشہ اونکے بچونپر مرحمت خسروانہ مبذول فرمائی ہے پس ان خدمات کی وجھ سے اونکی حالت بھی خاص ہوجاتی ہے اور بعیوض انعام اونکو وظیفہ دیا جائے تو بعید از قدردانی نہ ہوگا ان لحاظات سے فدوی سفارش کرتا ہے کہ خان بہادر کو جو ایک عالی خاندان شخص ہین اور جو نہایت خدا پرست اور عابد اور پرہیزگار رہین اور جنکی کارگذاری اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ۱۵۰ رماہانہ وظیفہ تاحیات عنایت کیا جاوے تاکہ بقیہ عمر کو آسایش سے بسر کرین اور دعائے دولت ابدمدت مین مصروف رہین۔ سید علی معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات سرکار عالی

از طرف نواب اقبال الدولہ بہادر بہ عالیجناب حضرت بندگان عالی مدظلہ التعالے خان بہادر محمد صدیق سابق ڈویژنل انجنیر صوبہ شرقی کے متعلق جو گذارش معتمد تعمیرات نے پیش کی ہے اوسکو خانہ زاد حضرت پیر ومرشد کے ملاحظہ مین گذرانتا ہے حضرت خداوندی خان بہادر صاحب کی کارگذاری اور حالت سے بہ نفس نفیس واقف ہین خانہ زاد کو بیان کی حاجت نہین ہے اور فی الواقع بہ معاوضہ اونکے خاص خدمات کی اگر حسب رائے معتمد تعمیرات ۱۵۰ کا وظیفہ مرحمت فرمایا جاوے تو موجب قدردانی ہوگا۔ دستخط خانہ زاد موروثی اقبال الدولہ

المختصر اب اپنے وطن میرٹھ مین باعزاز واحترام تمام آرام فرماتے ہین جیسا کہ خداوند تعالے نے انکو با اقبال کیا ہے اولاد کی طرف سے بھی پورا تمتع دیا ہے دس لڑکے اور آٹھ لڑکیان اسوقت موجود ہین انمین سے اکثر جوان وصاحب اولاد اور گورنمنٹ انگلشیہ وحضور نظام

کی سروس مین آگئے ہین بعض تعلیم پاتے ہین اور صغیر ہین۔ عمر ستر سے گذر گئی ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ قوے صحیح اور طبیعت اوسیطرح شگفتہ وجوان ہے غایت زندہ دلی وخوش مزاجی سے حزن ملال کو انکے سراپردہ خاطر مین ذرا بھی دخل نہین۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مشاغل صبوری نے ذوق معنوی سے غافل نہین کیا جو موجب حصول سعادت اُخروی ہے مذہب کے پابند ادائے لوازم مذہبی کے دل سے شایق پیشوایان دین کے ساتھ ادب ومحبت رکھنے والے مساکین وضعفا کے دستگیر ہین برگزیدہ باپ کے بہت سے اوصاف انمین پائے جاتے ہین موجودہ وقت مین ایسے ہی کچھ لوگ ہین جنکی رفتار وگفتار افعال واعمال ہست وبود سے اسلاف کے اوصاف ستودہ کا پتہ ملتا ہے

حافظ محمد روح اللہ خاطب بہ خان بہادر حاجی محمد ممتاز علیخان کے دوسرے بیٹے حافظ قران مجید وحاجی حرمین شریفین صاحب علوم عربیہ وفارسیہ دانشمند لطیف طبع مدبر مال اندیش منتظم صواب بین خوشخو متواضع ومہمان نواز ہمہ تن خیر ہین خُب قومی مین ۱۲۹۴ھ ہجری مطابق ۱۸۷۷ء واسطے تعلیم وتربیت اطفال قوم ودرس قرآن وعلوم مذہبی ودیگر فنون فارسی وریاضی وانگریزی جو کسب معاش کیواسطے ضروری ہین اپنے وطن (میرٹھ) مین چندہ سے مدرسہ قایم کیا اور خیر الناس من ینفع الناس کے مصداق بنے۔ جب چندہ سے کام چلتا نہ دیکھا انکے والد ماجد نے جو مشہور فیاض اور حسنات وبرکات مین ممتاز دوران تھے اپنی ایک معقول جائداد مصارف مدرسہ کے واسطے وقف کرکے ۱۲۔ رمضان ۱۳۰۴ھ ہجری مطابق ۴۔ جون ۱۸۸۷ء وقفنامہ لکھکر باضابطہ رجسٹری کرادیا۔ اور اپنے فرزند رشید بانی مدرسہ کو اوسکا متولی ومنتظم مقرر کیا چنانچہ یہ مدرسہ ۲۳۔ برس سے بخوبی جاری ہے اور اوس کا فیض عوام پر ساری ہے ہند سے لیکر نیگال وسندھ تک کے طلبا اس مدرسہ سے اسناد حاصل کرچکے ہین۔

بنا رمدرسہ کی تاریخی نظم طبعزاد محمد راضی کنبوی ماہروی مختار عدالت اٹاوہ سے

جسقدر مکتب پُرانے تھے یہان	ایک کا بھی تو نہ باقی تھا نشان	سن اشارہ سو ستر عیسوی

بارہ سو چورانوے[۱۲۹۴] ہجری نبی — جب ہوئی ہر اک زبان سے آشکار — وہ نہ مکتب تھے نہ وہ اونکی بہار
آئی لڑکون مین بہت آوارگی — ہتی جہالت سب پہ یکسر چھا گئی — ڈھنگ یہ تعلیم کا بگڑا ہوا
دلمین روح اللہ خان کے شاق تہا — یک بیک ممدوح نے باندہی کمر — اور جی سے کوششین کین اسقدر
صرف کرکے وقت جاری کردیا — قوم کی خاطر یہان یہ مدرسہ — کچھ کیا چندہ سے پہلے انتظام
پر رہا چندے ہی اوسکا اہتمام — پھر سمجھکر عارضی چندے کا حال — کیونکہ دیتے وقت ہوتا ہی ملال
حضرتِ والد سے یون کی التجا — یہ کہین ابتر نہو میرا کیا — والدِ ماجد تھے اک ابرِ کرم
جنمین خیر و خلق دونون تھے بہم — نام ممتاز اول آخر مین علی — تھے اسی برکت سے سچ ہے وہ سخی
الغرض بیٹے کی سنکر التجا — بندوبست مدرسہ ایسا کیا — ہے اثاثس نام کی کوٹھی یہان
جو ہے قیمت اور منافع مین گران — حضرت مرحوم کی وہ ملک تھی — واسطے تعلیم کے موقوف کی
بیس سے سو[۱۲۰] لہ دے اوسکی سہام — ہاتھ مین بیٹے کے سونپا اہتمام — تھی اٹھارہ سو[۱۸۰۰] ستاسی عیسوی
چار تیرہ سو[۱۳۰۴] سے اوپر ہجری بہی — بارہوین[۱۲] تاریخ تھی رمضان کی — اور مطابق اوسکے ۴ جون تھی
وقفنامہ ضابطہ سے لکھدیا — تکملہ قانون رایج سے کیا — ہوگئے جاری ہوئے تیس[۳۰] سال
مدرسہ قایم ہے لڑکے ہین نہال — لازمی اسمین ہوئی تعلیم دین — دیکھ لے پڑھکر نہو جسکو یقین
درس ہے قرآن کا تفسیر کا — اور حدیث و فقہ پر تنویر کا — سب ہے تعلیم زبانہاے عرب
مثل صرف و نحو اور علم ادب — عالم و فاضل بنے لڑکے یہان — جانتا ہے جسکو ہر پیر و جوان
فارسی اُردو ضروری انتخاب — اور ادنی درجہ انگلش اور حساب — پڑھ کے اسکولون مین جو لڑکے گئے
اکثر اونمین سے بہت اعلیٰ ہوئے — آج عہدون پر وہ سب ممتاز ہین — اونپہ درہاے کشایش باز ہین

قطعہ تاریخ

باچنین امداد این سعی بلیغ — چون شد استحکام از فضلِ خدا — سال اجرا آمدہ از روی سبب
مرحبا خانِ بہادر یا صفا — ولہ
یہ روح اللہ خان کے روح پہونکی — ۱۲۹۴ھ — جو پہر قایم یہان پر درسگہ ہے — جہان مسدود تھے تعلیم کے باب

دہان اب علم کا یہ غلغلہ ہے	کہ زیبِ سر ہے دستارِ فضیلت	ہر اک لڑکا یہان کا رہوہ ہے
جبینین ہو رہی ہین نور الانوار	فلک سے اونکی کچھ اونچی کلہ ہے	اگر غیرت دہِ خورشید ہے ایک
تو اونمین دوسرا بھی رشک مہ ہے	مہیا جب یہ سامان ہون تو بیشک	نہ پڑہنا کفرِ نعمت ہے گنہ ہے
اوٹھو اے نوجوانو اوڈہونڈو	کہ علمِ دین کا یان لگتا پتہ ہے	سنبہالو قوم کو رستہ پہ لاکر
بہت پہکی ہوئی ہے اور تہ ہے	سرِ جدت سے دو شہرت جہانمین	کہلا میرٹھ مین قومی مدرسہ ہے

۱۲ ۹۴

ولہ

عالم علم شریعت عامل احکام حق	حافظ وحاجی بیت اللہ روح اللہ حال	چون پئے تعلیم قوم این مدرسہ بنیاد کرد
آفرین کردند بر بازوی او اورد حایان	اے زہی این درس گہ فیض این شغلان قوم	بستہ دستار فضیلت گشتہ یکتای جہان

گفت راضی سال بنیاد ش زروی انبساط	مدرسہ قومی خداوندا بماند در جہان

۱۲ ۹۴

خانگی انتظامات و امراض دایمی کی وجہ سے ملازمت گورنمنٹ کی طرف انھون نے توجہ نہین کی الاعقل صلاح فکر سلیم ذہن ذکی پایا ہے نظم ونسق کا پورا ملکہ اور کامل تجربہ حاصل ہے انتقال پدری کے بعد نظر بہ قابلیت فطری وجوہر معاملہ دانی حکام وقت نے وایس پریسیڈنسی مینوسپل کمشنری وانریری مجسٹریٹی شہر اٹاوہ کے واسطے انہین کو تجویز کیا اور گورنمنٹ نے منظور فرمایا چنانچہ جانشین پدر نامور ہوکر خدمات متعلقہ کو نہایت خوش اسلوبی سے حسب پسند گورنمنٹ انجام دے رہے ہین اہل شہر رئیس ومعزز ہندو مسلمان ہر طبقہ کے لوگ راضی وخوش ہین شہر مین اول درجہ کا اعزاز ہے گورنمنٹ کے ساتھ انکا عمل خیر خواہانہ اور وفادارانہ ہے ۱۸۹۶ء کے قحط مین نہایت ہوشمندی سے انتظام کیا اور مصیبت زدون کی امداد مین کوشش بلیغ کی اوسکی جلد مین ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند مدظلہا کی حضور سے سارٹیفکٹ خوشنودی مزاج کا عطا ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

سارٹیفکٹ ہذا منجانب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مدظلہا۔ بحکم حضور پرنور نہز اکسلنسی والیسرائے وگورنر جنرل بہادر حاجی حافظ محمد روح اللہ خان صاحب ولد حاجی ممتاز علیخان صاحب متوطن

اٹاوہ کو اون خدمات کے صلہ مین عطا کیا جاتا ہے جو خانصاحب موصوف نے کار امدادی قحط مین کین

۲۱- جون ۱۸۹۷ء۔ دستخط اے۔ بی میگڈانل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر

پھر فروری ۱۸۹۸ء مین خان بہادر کا معزز خطاب دیا گیا ۱۴- فروری ۱۸۹۸ء کو بمقام الہ آباد لفٹنٹ گورنر بہادر کے دربار مین اوسکی سند عطا ہوئی جسکا ترجمہ درج ذیل ہے۔

سند بنام حاجی حافظ محمد روح اللہ خان ساکن اٹاوہ ممالک مغربی وشمالی۔ مین بطور ذاتی امتیاز کے خان بہادر کا خطاب آپکو دیتا ہون۔

دستخط وایسرائے گورنر جنرل ہند یکم فروری ۱۸۹۸ء

ہم انکی ستایش مین کلام کو طول دینا نہین چاہتے حکام وقت کی چند چٹھیات انگریزی کا اردو ترجمہ لکھے دیتے ہین جس سے ناظرین خود فیصلہ کرلین گے۔

حافظ روح اللہ خان تین برس سے انریری مجسٹریٹ اور وایس پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ ہین یہ ممتاز علیخان کے بیٹے ہین اور مثل اپنے باپ کے خیر خواہ سرکار و محنتی رئیس شہر ہین۔ مین اونکو جانتا ہون جب سے اٹاوہ مین آیا ہون۔ یہ ہوشیار اور مشکور کرنے والے ہندوستانی جنٹلمین ہین۔ سی۔ سلبرڈ قایمقام جنٹ مجسٹریٹ ۹- نومبر ۱۸۹۷ء

حافظ محمد روح اللہ خان مسلمانان اٹاوہ کے لیڈر ہین اور مذہبی تہوارون کے انتظام کرنے کے واسطے نہایت موزون ہین۔ مسٹر شیرنگ کلکٹر

حافظ محمد روح اللہ خان شہر کے مسلمانون مین با اثر شخص ہین اور حکام کے احکام کی موافق اپنے اثر کو کام مین لاتے ہین۔ مسٹر جی برون کلکٹر

جناب من۔ مین آپکا نام اعزازی گزٹ کی فہرست مین دیکھکر نہایت خوش ہوا۔ اور مین آپکو خطاب پانے کی بابت مبارکباد دیتا ہون۔ آپنے ایام قحط سالی مین کارنمایان کیا۔ مین اسوجہ سے بالخصوص زیادہ خوش ہوا کہ آپنے مجھے ایام کلکٹری اٹاوہ مین ہمیشہ قیمتی مدد دی اور مین ہمیشہ آپکی خیریت سنکر خوش ہوتا رہونگا۔ برون ۸- جنوری ۱۸۹۸ء مرزاپور

آپکو خطاب پانے کے مین مبارکباد دیتا ہون آپنے جو خدمات کین اوسکی وجہ سے آپ خطاب کے مستحق تھے اور آپکے والد سے ہر شخص محبت کرتا تہا۔ پامر سپرنٹنڈنٹ انجینیر۔ جنوری ۱۸۹۸ء

میرے دوستو یہ یاد رہے کہ جو لوگ نیک نیتی سے مذہب کے سچّی اصولون کے پابند ہین وہ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کے وفادار رہتے ہین۔

حافظ ظہور الاسلام تیسرے بیٹے ممتاز علیخان کے حفظ قرآن مجید و حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہے گورنمنٹ انگریزی سے عہدہ تحصیلداری پر ممتاز اور دیانت مین معروف ہین تواضع مہمان نوازی بے تکلفی انکا ذاتی جوہر اور موروثی حصہ ہے عبادت و مجاہدات ذکر اللہ مین ہمنفس درویشان ریاضت کش ہین۔

حاجی محمد صاحب علی خان ابن نذر علیخان (مارہرہ) انکا مولد و موطن ہے ممتاز علیخان اور یہ ہم جد ہین ۱۲۲۹ھ ہجری و ۱۸۱۴ء مین پیدا ہوئے۔ قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ آل احمد حضرت اچھے صاحب قدس سرہ العزیز مارہروی نے انکا نام رکھا اور صاحب اقبال ہونے کی پیشین گوئی کی تھی چنانچہ اوس کا ظہور بوجہ اتم ہوا۔ شاہجہان پور مین تعلیم پائی فارسی مین کامل دستگاہ اور عربی مین کافی لیاقت تھی ادب فقہ صرف و نحو اچھے جانتے تھے حدیث تفسیر وغیرہ مین دخل تہا۔ تعلیم سے فارغ ہوکر شاہجہانپور مین شاہ عبدالرحمن نقشبندی سے بیعت کی۔ ملازمت گورنمنٹ انگلشیہ کو ذریعہ معاش ٹہیرایا انکے باپ کمشریٹ مین گماشتہ تھے ابتدای زمانہ اونکے ساتھ گزرا چند غیر مستقل نوکریون کے بعد اولاً اٹاوہ مین اور وہان سے چھوڑکر بجنور مین سررشتہ دار کلکٹری ہوئے۔ اور ۱۸۵۷ء مین جبکہ غدر پڑا الہ آباد مین سررشتہ دار کلکٹری تھے ۱۸۵۹ء مین تحصیلداری پر ترقی پائی۔ اور الہ آباد سے فتحپور بدل گئے ۱۸۶۴ء مین بجلد دی خیر خواہی ایام غدر ایک دیہہ موسوم بہ (شیورای) پرگنہ مارہرہ تحصیل و ضلع ایٹہ بشرط ادائے مالگذاری گورنمنٹ انگلشیہ سے عطا ہوا اور ایک تلوار معہ خلعت دی گئی ۱۸۶۱ء مین تحصیل کوڑا جہان آباد سے ایک برس کی رخصت لیکر معہ اہل و عیال بیت اللہ گئے

اور بعد حصول زیارت حرمین شریفین مع الخیر مراجعت کی ۱۸۷۲ء مین تحصیل مچھلی شہر ضلع جونپور سے حسب قانون پچپن سالہ پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے - اوسی سال مارہرہ مین میونسپل کا انتظام ہوا تہا حسب ارشاد مسٹر ہوبرٹ صاحب کلکٹر ایٹہ اوسکی سکریٹری منظور کر کے ۱۸۸۱ء تک اوس کام کو حسن وخوبی سے انجام دیا پہر مستعفی ہوگئے - بالجملہ نہایت خوش اخلاق نیک مزاج اور صوم وصلواۃ کے نہایت پابند تھے سفر وحضر مین تہجد اشراق قضا نہوتا تہا پانی برسے یا اندہی چلے کوئی حالت مسجد جانے سے انکو روک نہ سکتی تھی پانچون وقت نماز باجماعت ادا کرتے قرض حسنہ اسطرح دیتے کہ کسیکو خبر نہوتی - ایکدن قیلولہ کیا خواب مین دیکہا کہ ایک عورت جمیلہ کہڑی ہوئی بلا رہی ہے بیدار ہوکر خود ہی تعبیر کہی کہ سفر آخرت کا بلاوا ہے چند روز بعد اس واقعہ کے بخار آیا درد سر کی شدت ہوئی شب دوشنبہ طبیعت زیادہ بگڑی غفلت طاری ہوگئی ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء رہگرائے عالم بقا ہوئے - ؎

برین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ خبر نکوئے اہل کرم نخواہد ماند

دو نسخہ ذکر میلاد گرامی اور ایک تذکرہ شہادت مین انکی تالیف سے یادگار ہین -

غازی الدین حسین خان نذر علیخان مارہروی کے دوسرے بیٹے ۱۲۳۹ھ و ۱۸۲۴ء مین پیدا ہوئے مارہرہ مین نشو ونما وتربیت وتعلیم پائی - بعد تحصیل علم گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت مین آئے عرصہ تک پنجاب مین ملازم بندوبست رہے پہر تہانہ دار پولیس ہوگئے غدر کے بعد الہ آباد مین سلسلہ ملازمت قایم ہوا پہلے نائب تحصیلدار اوسکے بعد تحصیلدار پہر بندوبست کے ڈپٹی کلکٹر ہوگئے - بڑے ہنس مکھ اور انتہا درجہ کے خوش مزاج تہے ہر کس وناکس کے ساتھ نہایت اخلاص وانکسار وخاطر ومدارا سے پیش آتے ہر ادنی واعلی کے ساتھ بکمال خلوص ومحبت بات بات پر قہقہہ لگاتے دستر خوان کشادہ تہا خویش وبیگانہ جو آتا برادرانہ لطف سے اوسکو شریک فرماتے - خلق اللہ کو نفع پہونچانا

انکی فطرت مین داخل تھا جو کمایا خیرات وحسنات مین لٹایا جو گیا محروم نہ پھرا۔ انکے ذریعہ سے ایک جماعت کثیر گورنمنٹ کی سروس مین آئی اکثر اونمین سے ترقی یاب ہوکر اب عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہین۔ گورنمنٹ کے کام کو اپنے سب کامون پر کہانے پینے پر فوق دیتے تھے۔ لیکن نماز کے وقت کیسا ہی اہم کام ہوتا چھوڑ دیتے دورہ مین نماز کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا اور قنات کھڑی کرکے مخصوص ایک مسجد مرتب کی جاتی تھے۔ بحالت ڈپٹی کلکٹری رخصت لیکر حج کو گئے بعد فراغ حج کعبہ وزیارت روضۂ رسول مقبولؐ مدینہ طیبہ سے واپسی کے وقت راہ مین بخار آیا مکہ معظمہ پہونچکر شب دوشنبہ ۱۲۹۲ ہجری مطابق ۱۸۷۵ عیسوی اجل کو لبیک اجازت فرمائی اور داخل فردوس بریں ہوئے چونکہ طبیعت لطیف پائی تھی شعروسخن کا مذاق تھا اکثر تاریخ لکھتے اور اوسپر مصرعہ موزون کرتے انکے اشعار خالی از لطف نھوتے تھے۔ مولوی عبدالجلیل مارہروی نے جو اوسوقت ضلع (الہ آباد) مین منصرم بندوبست تھے اور اب (بنارس) مین ڈپٹی کلکٹر ضلع ہین انکے حالات سفر و ذکر انتقال مین ایک نظم دلکش موسوم بہ (ذکر مسافر) لکھی ہے چند اشعار اوسکے انتخاباً یہان درج کئے جاتے ہین۔

بہ ہندستان یکے بود است صوفی طبع صافی دل	مطیع حضرت یزدان معین ملت بیضا
باحکام خدا عالی علم باسم غازی الدین	خدارا بندۂ تابع نبی را چاکر شیدا
بجود وافر ولطف اتم ممدوح درعالم	بعدل وداد وانصاف وکرم مشہور در دنیا
زمردان خدا ہمت طلب کردہ کمر بستہ	زہندستان روانگشتہ بسوئے یثرب ویطحا
رسیدہ تا در یزدان گہے گریان گہے خندان	چو ورد جد وطرب رندان بدل جوش وبسر سودا
حجر را گاہ بوسیدہ حرم را گاہ گردیدہ	جبین بر خاک مالیدہ چشیدہ آب زمزم را
گہے کردہ نماز آنجا بصد شوق ونیاز آنجا	گہے ماندہ دراز آنجا دیدہ گہہ صفا مروا
زموئے تراشیدہ گنہ ازدوش پاشیدہ	الم ازدل خراشیدہ بجست از غم فردا

زخار ارینہا کردہ زیبک تا ہفت آوردہ
بہ ابلیس سیہ جردہ زدہ آن ریزۂ خارا

بہ لطف و شکر ریزدانی شدہ فارغ زقربانی
بہ ظاہر انچہ میدانی بباطن فکر بخیتا

ازان پس در حرم آمد پئے تعظیم خم آمد
بصد شوق اتم آمد کشیدہ از جگر آوا

بخالق گفت کای خالق تو میدانی کہ من چونم
دل و جان جلگی خونم ازین رنج روان فرسا

کہ چون عمرم شود آخر روان گردم ازین عالم
نباشد خاک مکہ بعد مرگم مدفن و ماوا

کنون مارا اجازت دہ کہ آرم روسوئے یثرب
روم بر روضۂ شاہِ جہان و خیر و عقبیٰ

غرض آمد برون زان خانۂ ممتاز وراہی شد
بسوئے مرقد اقدس زفرق خود نمودہ پا

چو طے شد وادئے ہجران رسیدہ این سفر پایان
عیان شد روضۂ تابان درخشان چون مہ رخشا

زہے آنروضۂ اقدس زہے آن مرقد علیا
بشان و قدر چون عرش مجید و گنبد خضرا

مبارک چون لب عیسیٰ مطہر چون دل مریم
معظم چون تن آدم۔ مکرم چون سر حوّا

منور چون قمر۔ انور بر نگ خسرو خاور
مقدس چون حرم۔ اقدس بسان مسجد اقصیٰ

زیارت کرد و حاصل کرد از عمر روان بہرہ
برخ مالیدہ خاکش از جبہم گشت بے پروا

دل و جانش شدہ روشن پر از انوار شد دامن
بسان وادئے ایمن بشکل سینۂ سینا

غرض آن مرد عاشق راز درگاہِ رسول حق
برون آورد واویلا جدا افگند واز دردا

برون آمد ازان درگہ نہ شخصے از در خانہ
جدا شد از لب دریا مگر رنجور استسقا

یدل خارے خلید از غم بجان دردی رسید از غم
زمژگان خون چکید از غم فتاد آتش زسر تا پا

ازین ہجر و ازین آتش ازین سوز و ازین حرماں
دلش خون و جگر داغ و تنش خستہ بہ لب غوغا

بجان آمد زبیماری گوشتہ کارش از یاری
شدہ مرگے برخ طاری زہجر آن مہ زیبا

چو در مکہ فرود آمد سر او در سجود آمد
برون از جانش درد آمد گزشت از جا خوش و ہیوا

بربت کعبہ جان دادہ بہ شوق بیکران دادہ
بعشق آن فلان دادہ جزی اللہ کہ خیرا

جزائے جان پیمبر شد جمال روئے انور شد
جوار قرب داور شد زہے بخود زہے سودا

دعائے این مسافر را اجابت ساختہ یزدان — کہ شد در مکہ اش مدفن بخاک جنت الماوا
من غمدیدہ بودم در الہ آباد کا در دند — خبر از مرگ آن رہ روازان اقصیٰ بایں اقصیٰ
زمین و آسمان تاریک شد در دیدہ ام از غم — نبودہ ہوش من قایم نماندہ عقل من برجا
گھے از دل برآوردم فغان حشر بر پائی — گھے از دیدہ بیرون ریختم اشک جگر آلا
گھے از چشم ہایم جوش زد دریائے خونینی — گھے از سینہ ام برخاست شور صور شیون زا
دلم شد مرسر آشفتہ زین شنقار غم پرور — بسان خاطر وامق برنگ طرۂ غدرا
درین غم مبتلا بودم کہ در گوشم ندا آمد — مگر دیوانۂ اے مرد کامل معرفت دانا
چومے بینی کہ ہر جاندار را آخر فنا آید — ملال رفتگان تا کے کنی تا چند واویلا
زخاور بردہد نیر بقعر باختر ریزد — شود ہم منتہائی روز روشن تا شب یلدا
فرو افتند روزی ہم زبالا انجم و پروین — بہم پیوند آخر ہم بساط گنبد مینا
مرا این پند ناصح سودمند آمد ولے گفتم — نمے دانی تو درد ہجر و رنج فرقت بابا
عزیزم داشت چون جانی گرامی ہمچو ایمانی — لطیفم چون اخ والا شفیقم بد پدر آسا
خداوندا دلاوش بکن اقبال ارزانی — کہ مے فہمند شان ما و میدانند قدر ما
مرا ہم بارخ نیکوئی شان مہریست مستحکم — مرا ہم باقد دلجوئی شان عشقیست مستولی
شب فکرم بپایان آمد و شد داستان آخر — طلوع صبح شد بر آسمان چون بیضۂ بیضا
ہمانا دم قبلہ رو گشتیم و شد لبہائے من گویان — بہ تسبیحی کہ بد سبحان و ہم بد ربی الاعلیٰ
سپس از بہر آن زایر بگشتم از خدا غفران — بحق رحمت یٰسین بفضل سورۂ طٰہٰ

اس ہر دلعزیز و باعث فخر قوم نے پانچ فرزند چھوڑے **اکرام الدین حسین خان** بڑے بیٹے اقبال و اقتدار مین ہم پہلوئے پدر نامدار تھے سررشتہ داری تحصیلداری اور عہدہ جلیلہ منصفی پر ممتاز رہے ذہانت و فطانت مین باپ سے بڑھے ہوئے تھے اخلاق بھی اچھا تھا طبیعت موزون پائی تھی مثل پدر تواریخ نظم کرنیکا ذوق تھا بحالت منصفی شاہ آباد ضلع ہردوئی بیمار

ہوکر رخصت لی اور اٹاوہ مین انتقال کیا وہین مدفون ہوئے۔

منشی امام الدین امروہوی باپ کا نام رحیم الدین تہا عظیم الدین مارہروی انکے دادا تھے جنکا ذکر خیر ارباب طریقت مین کیا گیا ہے رحیم الدین نے اپنے ابائے وطن قصبہ مارہرہ سے نقل کرکے بریلی ملک روہیلکنڈ مین سکونت کی اونکی شادی غلام داؤد کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جو حکیم محمد منیر امروہوی کی نواسی تہین۔ منشی امام الدین کے امروہہ مین توطن کرنے کا یہی سبب ہے۔ یہ صاحب نہایت لئیق ہوشمند خوش تدبیر و بکار سرکار ہوشیار دیانت دار کفایت شعار تہے نظر بہ ان المسرفین کانوا من اخوان الشیاطین کبھی رسومات خانگی مین بھی فضول خرچی پسند نہین کی حکام انگریزیکو انپر اعتماد تہا۔ مسٹر ولسن صاحب بہادر مجسٹریٹ و کلکٹر کے وقت سے ۱۸۴۴ء مین پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار کے تہانہ دار مقرر ہوئے پھر سنبہل کے کوتوال ہوگئے وہان سے مراد آباد کی کوتوالی پر بدل آئے۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کی خیر سگالی مین جانفشانیان کین بجلدی خیر خواہی تین موضعات بکرما۔ دیادلی۔ کہوماولی پرگنہ حسن پور ضلع مراد آباد انعام ملی۔ اور عہدہ تحصیلداری پر عروج پایا ۱۸۶۶ء مین ڈپٹی کلکٹری بندوبست پر ترقی کی۔ ۶۔ اکتوبر ۱۸۷۹ء بحالت ادائے خدمات سرکاری بمقام مراد آباد انتقال کیا۔ اتنی مدت دراز ایک ہی ضلع مین ہر دلعزیز بنکر رہنا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ مناصب تک ترقیات پانا حکام وقت کو ہمیشہ راضی اور خوش رکہنا اسی نیکبخت خوش اقبال نیک رائے شخص کا حصہ تہا۔ اوقات و معمولات کے پابند وضابطہ تہے۔ ورزش۔ ڈنٹر۔ مگدر جو ابتدا سے شروع کیا تا پایان عمر ادسمین فرق نہ آنے دیا۔ قوائے جسمانی نہایت صحیح اور قوی تہے۔ پندرہ میل بلا تکلف پیادہ پا چل لینا اور ساٹھ میل گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھنا انکو معمولی بات تھی **میرے عزیزو** ریاضت اور ورزش حفظ صحت بقار قوۃ انتعاش روح انبعاث۔ حرارت و تحلیل فضول کے لئے اکسیر اعظم و کیمیا ربدن سمجھی گئی ہے اب سے پہلے مسلمان شریف خاندانون مین اسکا گھر گھر چرچا تہا

تھوڑی مدت سے کسل و کاہلی عیش پسندی آرام طلبی نے اس سپاہیانہ صحت بخش عمل کو بُرے کاموں کی طرح مسلمانوں سے چھوڑا دیا ہے۔ بعض معمّر بزرگوں کی زبانی سنا گیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہنے کوئی یاقوتی اور معجون مفرح ورزش سے بہتر نہیں پائی سچ ہے ؎

دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالانشین

منشی صاحب کو گھوڑوں کا بہت شوق تہا عمدہ عمدہ گھوڑے رکھتے اور جو فرصت کا رہائے ضروری سے فرصت پاتے گھوڑوں کی نگرانی مین صرف کرتے تھے۔ علم بھی اچھا تہا۔ فارسی خوب جانتے تھے انکی فارسی عبارت بہت شیرین ہوتی تھی۔ حافظہ قوی تہا صدہا اشعار اسانذہ لوک زبان تھے بات بات فقرہ فقرہ پر موزون اشعار درج کرتے تھے۔ نستعلیق خط مین خوش نویسی کے ساتھ زود نگار ایسے کہ آٹھ دس جزو روزانہ لکھہ لینا اونکو دشوار نہ تہا اس نامور شخص کے بیٹے (زین الدین) بہی معزز روزگار ہین پہلے ریاست دہولپور مین تحصیلدار تھے اب بہ مشاہرہ پانچسو روپیہ ماہوار دارالحکومت گورنمنٹ نظام حیدرآباد دکن مین نائب کوتوال ہین۔

حکام وقت انکی خدمات کی بہت قدر کرتے تھے چنانچہ چند انگریزی سارٹیفکیون کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"مین خوشی کے ساتھ تصدیق کرتا ہون کہ امام الدین کوتوال مرادآباد اوس بلوہ مین جو کہ آخیر مئی و شروع جون ۱۸۵۷ء مین اونتیسوین رویل انفنٹری کی پوری بغاوت سے پیشتر تہا نہایت بہادری و قابل قدر طریقہ پر باوجودیکہ وہ ایک مسلمان ہے ثابت قدم اور برٹش گورنمنٹ کا وفادار رہا مرادآباد کے بدمعاشون نے بغاوت کی اور ایک شخص مسمی مولوی مانو کو اپنا سرگروہ بناکر مسلمانون کو بغاوت کے لئے اور عیسائیون کو مار ڈالنے کے واسطے بہڑکایا بلا کسی شش و پنج کی اور بغیر مدد مانگے ہوئے کوتوال نے فوراً اپنی پولس کے ذریعہ سے اس بغاوت کو روکنے کے لئے ضروری کوشش کی سرگروہ مولوی مانو اور دو تین اوسکے بڑے ساتھی مارے گئے اور

بغاوت رُک گئی جبکہ یورپین افسر محکمہ مال وفوج کے اپنے آپکو بچاکر چلے گئے کوتوال کو مفرور ہوکر اپنے آپ کو چھپانا پڑا کیونکہ گزشتہ واقعہ مین اوسنے مسلمانونکو اپنے سے نفور بنالیا تھا اوسکے بھائی تاج الدین پُل کے داروغہ نے بھی اچھی خدمات انجام دین اور پٹھانون کے ایک گروہ کے سردار کو قتل کیا جو کہ رام پور سے اسلام کا سبز جھنڈا رام گنگا کی ریتی پر مرادآباد کے مقابل کھڑا کرنے کے لئے آیا تھا مینے امام الدین کوتوال سے بہتر پولس افسر نہین دیکھا اور اوسکو برٹش گورنمنٹ سے انعام وقدر کا مستحق سمجھتا ہون۔

دستخط چارلس بی سانڈرس قایمقام کمشنر دہلی گذشتہ کلکٹر ومجسٹریٹ مرادآباد

دہلی ۱۵۔ مارچ ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر ولیمس۔ حامل ہذا شیخ امام الدین مرادآباد کا پورا کوتوال ہے وہ معہ اپنے بھائی تاج الدین کے آپکو سلام کرنے کا خواہشمند ہے امام الدین نے ایک مولوی کو ہمارے چھوڑنے سے چار دن پیشتر گولی سے مارا اور تاج الدین نے جو رام گنگا کے پل کا داروغہ تہا ایک ایسے پاگل شخص کو جو مسٹر گری کرافٹ ولسن کے قتل کرنے پر طیار تہا قتل کردیا۔ تمہارا دوست ایچ ایم کینسن

ذکر شعرا

سرحلقۂ عارفان عالی مہبط فیوض لایزالی طوطی شکرخائی گلستان خوش مقالی بلبل خوش نوائی گلزار بیمثالی حضرت مولانا شیخ جمالی

حامد بن فضل اللہ آپ کا نام تہا پہلے جلالی تخلص کرتے تھے پھر حسب ارشاد پیر روشن ضمیر ملقب ومتخلص بہ جمالی ہوئے چنانچہ (مراۃ المعانی) مین جو شیخ کی تصنیفات سے ہے خود فرماتے ہین

مثنوی	از جمالش شد جمال آفتاب	زان جلالی را جمالی شد خطاب
از جمالش در جمالم نور خاست	نسبت من با جمالش گشت راست	نسبت من با جمال اولیٰ است
در جمال من کمال اولیٰ است	اصحاب اخبار نے انکو یگانہ روزگار ومجمع اطوار مانا ہے۔ صفوف	

صوفیہ مین عارف گرامی انجمن علما مین علامی فہامی - اور بزم اہل نظم مین شاعر نامی تھے - وجاہت صوری و نباہت معنوی فصاحت بلاغت اور لقلقۂ لسانی ایسا پایا تہا کہ مجالس علما و عرفا مین اکابر وقت کو بات کرنے کی فرصت اور بولنے کی جرات نہوتی تہی بڑے بڑے کاموں مین نہایت دلیر ہر فن مین طاق ہر ہنر مین مشاق تھے **مصرعہ** کون سی تھی بات جو ان مین نتھی تذکرہ نویسون نے بوجہ مشق سخن شعرا کی ضمن مین اکثر آپکے حالات قلم بند کئے ہین لہذا ہمنے بھی اونہین کا تتبع کیا ہے ورنہ انکی شان اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے - باپ نے صغرسنی مین چہوڑا تہا - بسبب استعداد و قابلیت فطری عمدہ تعلیم و تربیت پائی اور فضیلت برجستہ حاصل کی - لطافت طبع سے مشق سخن بڑہی ہوئی تہی محقق نامی مولانا جامی و ملا دوانی سے اشعار نے فیض نظر و شرف قبول پایا تہا - مثنوی - قصیدہ - غزل - اقسام شعر پر قادر تھے الا قصیدہ - غزل اور مثنوی سے بھی عمدہ ہے - بعد تکمیل علوم رسمی فیضیاب باطن ہوئے امام العارفین مخدوم شیخ سمار الدین سے ارادت و خلافت طریقت حاصل کی - مدتون مرشد برحق کی خدمت مین حاضر رہکر ریاضت و مجاہدات کئے - مبدا رحال مین وضو کرانے اور رومال دستانہ اپنے پاس رکہنے کی خدمت انکے سپرد تھی - بیرون شہر سے ٹوکری مین بھر کر اور اپنے سر پر رکہکر استنجا کے واسطے ڈہیلے لایا کرتے تھے - آدہی رات سے اشراق تک عبادات و مشاہدات مین اور اشراق سے دوپہر تک جبکہ حضرت علما و صلحا کو درس دیتے تھے اور نیز ہمہ وقت خدمت مین ہوشیار و حاضر باش رہتے - مخدوم صاحب کو انکے ساتھ نہایت محبت تھی اور انکو حضرت کے ساتھ قرابت قریبہ کا شرف بھی حاصل تہا سفر حضر غیبت و حضور نزدیک و دور ہر جگہ اور ہر خطرناک حالت مین لطف پیران کا دستگیر رہا مولانا کو بھی بکمال خلوص پیر سے عشق تہا فرماتے ہین - **نظم**

چون کلید نام پیر آمد بدست	بر کشاید قفل ہر گنجی کہ ہست
ہر کہ او عاشق نشد پیرو نے پیر	از خدا ہرگز نشد نعمت پذیر

ہر کہ اول ذاتِ پیرِ خود شناخت	باخدا آخر تواند عشق باخت
نعمتِ حق در جمالِ پیر دان	مظہرِ جامع و کامل پیر دان
گر تو کردی ذاتِ پیرِ خود قبول	حق ہم اندر ذاتش آمد ہم رسول
ور بپرسند آنچنان ذاتے کجاست	ظاہر و باطن بگو شاہ سماست
ذاتِ حق تابندہ در انوار اوست	شرعِ احمدؐ زندہ از کردار اوست
گر نبودی ذاتِ او بعدِ رسولؐ	دینِ احمدؐ مرگ میکردی قبول
عینِ علم از تشنگی لب باز ماند	از لبِ خود در لبش آبش چکاند
ذاتِ پاکش معدنِ علمِ مجید	گوہرِ علم از وجودش شد پدید
گر نہ او دریائے وحدت مے نمود	نامِ علمِ معرفت معدوم بود
آفتابِ آسمانِ معرفت	نور او بیرون ز ادراک و صفت
صد جنید و ادہم و صد بایزید	در کمالِ او بگردد ناپدید
من کیم تا وصفِ ذاتِ او کنم	یا مگر عزمِ صفاتِ او کنم
ذاتِ او چون ذاتِ حق را شامل است	ناقص آمد عقل گرچہ کامل است

اور بھی بزرگان سلسلہ کی ارواح طیبات کو مولانا کے ساتھ ربط و لطف خاص تھا چنانچہ سیر العارفین مین بضمن حالات حضرت شیخ صدر الدین عارف لکھتے ہین کہ بعد وفات ذوالقرنین ثانی سلطان سکندر افغانی کے جو اہل صلاح و فلاح کا معتقد و دوست اور میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتا تھا ابراہیم اوس کا بڑا بیٹا بادشاہ ہوا اوسکے دربار مین کج طبع اور کم فہم لوگ محرم راز ہو گئے ینے اونہین ایام مین سکندر کا مرثیہ لکھا تھا جس کا ایک شعر یہ ہے **شعر**

اے سلیمانِ زمان آہ کجائے آخر	تا کنم پیشِ تو از فتنۂ دیوان فریاد

فریاد نام سلطان ابراہیم کا وزیر نہایت شریر خبیث طینت اور فتنہ گر شخص تھا اوسنے

ابراہیم سے کہا جمالی نے تجکو دیو لکہا ہے بادشاہ کو معہ دیگر جملہ افغانان مجھ سے مکدر کر دیا اگرچہ کسیکو ایذا دہی وضرر رسانی کی قدرت نہ تھی پر بحسب بشریت مجکو کچہہ انقباض پیدا ہوا ایک شب مینے واقعہ مین دیکہا کہ ایک شخص نورانی شکل جامۂ سبز میرے سامنے لایا اور کہا حضرت شیخ المشایخ صدر الملتہ والدین نے ملتان سے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے پھن لو مینے بوسہ دیا اور پہن لیا اور دوگانہ شکر ادا کیا جب مین بیدار ہوا اوس فکر وہراس کا میرے دلپر مطلق اثر نہ تہا اور سلطان ابراہیم کی کدورت محبت کے ساتھ بدل گئی۔ اونہین دنون مین شیخ المشایخ زبدۃ العلما خلاصۃ الصلحا شیخ عبدالغفور معروف شیخ لاڈن نبیرہ مخدوم شیخ سمار الدین نے رویا مین دیکہا اور مجھ سے فرمایا تہا ایک قصر بلند ہے تم اوسپر بیٹھے ہوئین ہر طرف جارہا ہون تم مجکو دور سے دیکہکر قصر سے نیچے اتر آئے اور نہایت منور ومصفا ذرہ پہنے ہوئے ہو زرہ کے حلقہ مین آب زر سے نام نامی حضرت مخدوم شاہ سمار الدین لکہا ہوا ہے مینے پوچہا ایسی عمدہ زرہ تو کہین دیکہی نہین گئی تمہین کہان سے ملی تمنے جواب دیا سلطان المشایخ شیخ صدر الدین عارف الہی نے مجکو عنایت کی ہے اوسکے بعد آنکہ کہلگئی۔

ایضاً اوسی کتاب مین مولانا نے ذکر کیا ہے جب مین بعزم زیارت کعبہ ہرات پہنچا وہان کے اکابر سے مثل حضرت شیخ صوفی خلیفہ شیخ زین الدین خافی وحضرت شیخ محمد رودی واصل بحق وحضرت شیخ عبدالعزیز جامی کہ مشیخت مین ممتاز زمان تھے۔ اور حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ سے جو محقق روزگار وعلم ظاہر وباطن مین نامدار اور شاعری مین سعدی خسرو وار تھے۔ وخلاصہ علمائے عظام حضرت شیخ الاسلام وحضرت مولانا مسعود شروانی جو بیشہ ہر علم مین شیر ببر تھے۔ ومولانا حسین واعظ کہ مشہور آفاق ہین ومولانا معین واعظ ومقبول حضرت باری مولانا عبدالغفور لاری کے ملا اگرچہ سب بزرگ میرے ساتھ نہایت محبت کرتے تھے لیکن حضرت علامی مولانا عبدالرحمن جامی کا گھر میرا تکیہ گاہ تہا۔ ایکروز مولانا کے حجرۂ خاص مین (لمعات) شیخ فخرالدین عراقی پیش

نظر تھی۔ مولانا نے شیخ صدرالدین قونوی کی تعریف مین مبالغہ کیا۔ فرمایا لمعات جو فخرالدین نے لکھی ہے شیخ موصوف کی برکات التفات کا نتیجہ ہے۔ مجکو یہ ادا نہ بھائی مینے کہا کسی کا مرتبہ خدا پر چھپا نہین اوسی شب مولانا جامی کو خواب مین دکھایا گیا **خواب** ایک میدان پُرانوار ہے حضرت شیخ صدرالدین عارف درویشون کی جماعت کے ساتھ وہان تشریف رکھتے ہین اور مولانا فخرالدین عراقی حضرت کی جوتیان لئے ہوئے علیحدہ ادب سے کھڑے ہین مجکو اشارہ کیا کہ تم بھی مجلس مین آؤ مین گیا حضرت کے ہاتھ چومے آپکی دہشت کا اثر مجھپر غالب ہوگیا تم (جمالی) مجھ (جامی) سے کھڑ رہے ہو حضرت کا رتبہ معلوم ہوا مین (جامی) کہتا ہون کہ حق تمہاری (جمالی) طرف تہا۔ جب صبح ملاقات ہوئی مولانا (جامی) نے خواب شبینہ کا ذکر کیا۔ اور حضرت شیخ کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑہا۔

اس واقعہ کا پرداز بتاتا ہے کہ شاید مولانا عبدالرحمن جامی نے حضرت شیخ صدرالدین عارف کی طرف سے اثنار تقریر مین کچھ بے اعتنائی سی کی ہوگی جمالی اسی خاندان بزرگ کے مرید و مستفیض تھے شیخ فخرالدین عراقی نے بھی حضرت مخدوم بہاءالدین ذکریا سہروردی ملتانی سے فیض پایا تہا اور شیخ صدرالدین عارف کے ہم صحبت رہے تھے گو کتاب لمعات شہر (قونیہ) مین پہونچکر شیخ صدرالدین قونوی کے پاس تصنیف فرمائی۔ جمالی سے خوش اعتقاد صوفی صافی نہاد کو کیونکر بہلا معلوم ہوتا۔ چونکہ تعلق صادق تہا خدا نے انکی بات رکھ لی۔ اور جامی جو عارف گرامی تھے اونکو متنبہ کردیا۔

ایضاً بعزم زیارت بیت اللہ ملتان پہونچکر زیارت مزار پرانوار شیخ الاسلام بہاءالدین ذکریا و دست بوس شیخ صدرالدین صاحب سجادہ سے مشرف ہوئے شیخ صدرالدین کو مولانا کے ساتھ اتحاد کامل تہا اس سے پہلے دہلی مین ملاقات باہمی ہوچکی تھی وہ نہایت محظوظ ہوئے جس حجرہ مین شیخ الاسلام مشغول باطن رہا کرتے تھے اوسمین اوتارا پر چند

کہ مولانا نے بوجہ ادب اوس مقام متبرک مین رہنے کی معذرت کی - اور کہا کہ مین یہان رہنے کے لایق نہین ہون لیکن پذیرا نکیا ایک چلّہ وہان کھینچا - ایک شب حضرت شیخ الاسلام کو خواب مین دیکھا اور درخواست کی کہ میرے بیت اللہ جانے اور مع الخیر واپس آنے کے واسطے فاتحہ پڑہیے حضرت نے میرے ہاتھ پکڑے قبلہ کی طرف مُنھ کیا اور دعا دیکر فرمایا جاؤ سلامتی سے پھونچوگے جب روضہ رسول مقبول صلعم پر پھونچو میرا سلام کہنا - مین صبح خوش خوش اوٹھا اور صاحب سجادہ سے عرض کیا حضرت قطب الاقطاب نے اجازت دیدی آپ بھی فاتحہ پڑہیے اور رخصت کیجیے - آپنے قسم دیکر فرمایا ایک مہینہ اور رہو مین اجازت نہین دیتا - مینے عرض کیا حضرت کے ہان سے تو رخصت ہولی بہ تعمیل ارشاد اب روضہ شیخ رکن الدین ابو الفتح پر ایک مہینہ رہونگا پھر روضہ وہان سے بفاصلہ ایک تیر پرتاب ہے حضرت شیخ غایت اخلاق سے خود ساتھ گئے اور ہمراہ رہے عمدہ جگہ قیام کے لئے مقرر فرمائی - وہان ایک درویش معمر وصاحبدل تھے مولانا کمال الدین اُچّی اونکا نام تھا حجرہ مین مشغول رہتے صرف نماز جماعت کے وقت باہر آتے اکثر احیاء العلوم کی کتابت مین مصروف رہتے عوارف المعارف کے بیشتر مقامات ازبر یاد تھے - جمالی کو اونکے ساتھ کمال الفت ہوگئی تھی اونہین کے نشان دینے سے مزارات پیران تیتری پر جو ملتان مین واقعہ ہے ایک کُھنہ مزار پر درخت بڑ دیکھا جسکی ہر شاخ پر لفظ اللہ لکھا ہوا تھا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ملفوظات مین مذکور ہے کہ ملا جمالی حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر سر و پا برہنہ ہوکر تشریف لیجایا کرتے تھے اور نہایت استغراق سے سر جھکائے رہتے تھے -

بالجملہ بحکم سیروفی الارض اقصائے عالم کی سیر کی اور خدائے بے ہمتا و خالق بے چون و چرا کی صفتون کو بدیدۂ حق بین خوب دیکھا زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور روضہ متبرکہ نبوی پر مشغول رہکر فیض کثیر حاصل کیا - زمین مغرب - یمن - مصر - بغداد - بیت المقدس - روم شام - عراق - عرب و عجم - آذربایجان - گیلان - مازندران - خراسان وغیرہ اطراف جہان

مین دایر وسایر رہکر صدہا اہل اللہ و مشایخ سے ملے اور زیارات مزارات انبیا علیہم السلام و عتبات عالیات اولیاء کرام سے شرفیاب ہوکر کسبِ فیض کیا بڑے بڑے اکابر افاضل وقت کے ساتھ مثل مولانا عبدالرحمن جامی و مولانا جلال الدین دوانی ہم صحبت رہے۔

بغداد مین وہان کے کل اولیاء کبار کی زیارت کرکے پیشتر مقبرہ مطہرہ غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی پر مشغول ہوکر دولت سرمدی حاصل کی اور نیز اکثر روضہ متبرکہ حضرت امام اعظم پر شب باش رہتے۔ ایک شب شیخ شہاب الدین احمد صاحب سجادہ شیخ الشیوخ امام صاحب کی زیارت کو تشریف لائے ایک گوشہ مین مولانا کو مشغول حال پایا زیارت کے بعد انکے پاس آئے۔ اور بلطف تمام دریافت کیا۔ کیا رات کو آپ یہین رہتے ہین۔ جواب ہان اکثر رہتا ہون۔ شیخ نے پوچھا کس سلسلہ و خانوادہ مین مرید ہو۔ عرض شیخ الشیوخ کے سلسلہ مین۔ فرمایا تمھارا شجرہ حضرت کے کس خلیفہ پر منتہی ہوتا ہے۔ مولانا نے ترتیب وار شیخ الاسلام تک بتا دیا یہ سنکر نہایت خوشی سے بغلگیر ہوئے اور باصرار تمام خانقاہ شیخ الشیوخ مین لائے جس مقام پر حضرت بہاؤالدین ذکریا قیام گزین رہے تھے اوسمین رہنے کی اجازت دی چنانچہ دو مہینہ وہان رہے اور فیض کثیر پایا۔ صاحب سجادہ نے نسخہ عوارف جو خاص شیخ الشیوخ کے مطالعہ مین تہا عنایت کیا اوسکو ہندوستان اپنے ساتھ لائے۔

قصبہ جیل بغداد سے چلکر یہان آئے یہ مقام متبرک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلی کا موطن دامن کوہ جودی مین جہان حضرت نوحؑ کی کشتی ٹھیری تھی بغداد سے ہفت روزہ راہ ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیری اسی جگہ حضرت غوث پاک کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئی ہین خواجہ صاحب کا حجرہ متبرکہ وہان موجود تہا جامی نے وہان پر وہ گانہ ادا کیا ہے۔

اوس مقام پر بھی انکا گذر ہوا ہے جہان شیخ عثمان ہرونیؒ نے آتشکدہ مغان کو سرد کر دیا تہا چندین ہزار آتش پرست دست مبارک پر مسلمان ہوگئے پیر مغان جس کا نام حضرت شیخ نے عبداللہ

رکھا تھا اور وہ لڑکا جیسا آپکی تصرفات سے آتش گلزار ہو گئی اور موسوم باسم ابراہیم ہوا اور بالاخر دونون اولیا رکبار سے ہوئے دونون کے مزار وہین ہین اور نہایت عظیم الشان و متبرک گورستان ہے جمالی دو ہفتہ وہان رہے اور ان مزارات سے بہت فیض پایا۔

دمشق مین محی الدین ابن عربی و شیخ فخر الدین عراقی و او حد الدین کرمانی کی زیارت کی ابن عربی و فخر الدین کے مزار متبرک برابر برابر ہین وہان کے لوگ اس طرح اشارہ سے بتایا کرتے ہین کہ ہذا بحر العرب و ہذا بحر العجم۔

شیراز مین سید نظام الدین محمود کو جو شاہ تاج الدین حسن شیخ الاسلام شیراز کے فرزند اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے بواسطہ مرید تھے مولانا کے ساتھ اتحاد عظیم اور اعتقاد مستقیم ہو گیا تھا۔

ہرات مین سید حسین صاحب نزہۃ الارواح کے مزار کی زیارت کی اور نماز ظہر و عصر وہین پڑہی اس سے بہت فیض پایا اور نہایت راحت حاصل ہوئی ہرات سے چلکر سبزوار مین مولانا محمد بخفی کے ساتھ ہم صحبت رہے یہ حضرت بزرگان سبزوار مین نہایت صاحب صلاح و تقوی تھے

مصر مین سات مہینہ قیام کیا اور زیارت انبیا علیہم السلام سے فیض یاب ہوئے۔ وہان سے بغرض زیارت سید جمال ساوجی **دیمیات** گئے پندرہ دن وہان قیام کیا۔ یہ مقام مصر سے سات آٹھ دن کا راستہ ہے۔

شہر اندلوس جو زمین مغرب مین ہے پانچ مہینہ وہان مقیم رہے اور بابا احمد اندلوسی کی زیارت کی۔

یزد و اردستان کے درمیان **قصبہ نائین** مین مقبرہ متبرکہ سید عبد القدوس کی زیارت کا شرف پایا۔ مولانا نے ذکر کیا ہے کہ **ٹھٹھہ** مین جسے **زمین الل** کہتے ہین میرا گذر ہوا وہان دو درویش صاحب حال سے ملاقات ہوئی۔

قصبہ سیوہان کے قریب ایک دیہہ ہے **بجری نام** اوس موضع مین مولانا بلال نہایت مرتاض و خوش اعتقاد درویش تھا جب مین اوسکے پاس پہنچا

(عوارف) اوسکے مطالعہ مین تھی چند مقام مجھسے دریافت کئے یہ شخص صاحبدل تھا۔ اوس سے آگے چلکر ایک موضع مین ایک درویش عزیز الوجود طاعت رب ودود مین مستغرق پایا اس کا نام تھا (حاجی آرام) جب اون سے ملا کہا نالائے اور چند لقمہ میرے ساتھ کہائے انکے پاس گائے اور بکریون کا بڑا گلہ تہا اکثر شیر وبرنج پکاکر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا کرتے تھے انکے گلہ کا کوئی چوپان ونگہبان نہ تہا لیکن نہایت شہرت تھی اس امر کی کہ کبھی اونکی گائے وبکری نے کسی کی زراعت مین منھ نہین ڈالا نہ دوسرے کے کہیت مین انکا کوئی جانور گیا۔

نقل ہے جب مولانا شہر ہرات مین پہونچے درازی سفر سے پریشانہ حالت قلندرانہ صورت تھی ایک تہ بند کے سوا بدن پر دوسرا لباس نہ تہا سفر مین اوسوقت یہ آسانیان نہ تہین جو آج ہمکو حاصل ہین نہ ریل کا نام تہا نہ ٹرمیوی کا نشان نہ شکرمون کا اثر نہ گہوڑا گاڑیون کا وجود نہ سڑکون کی کٹائی نہ راستون کی صفائی اوسوقت سفر کو نمونہ سقر کہنا بیموقع نہ تہا بس شیخ سلام علیک کرکے بیدہڑک مولانا عبدالرحمن جامی کی برابر جا بیٹھے۔ جامی ساعالی دماغ ظریف نازک خیال تیز طبع ایک اجنبی قلندر کی یہ شوخی وحرارت کب پسند کرسکتا تہا نا ک بہون سکوڑکر فرمایا۔ میان خرو تو چند فرق است۔ انھون نے بالشت بیچ مین رکہدی آبتو مولانا چوکنے ہوئے سمجھے یہ بھی کوئی چیز ہین تحمل سے کہا کیستی۔ جامی۔ از خاکساران ہند انکا کلام وہانتک پہونچ چکا تہا پوچہا از سخنان جامی چیزے یاد داری اونھون نے یہ شعر پڑہے ؎

کز کے بوریا و پوستکی	دلکے پرزور دو ستکے	لنگلکے زیر و لنگلکے بالا	
نے غم دُرد و نے غم کالا	اینقدر بس بود جمالی را	عاشق رندلاو بالی را	

جامی نے کہا طبع شعرداری یعنی تم بھی کچھ شعر کہتے ہو۔ جمالی نے فی البدیہ وحسب حال یہ مطلع پڑہا۔ ؎

مارا زخاک کویت پیراہنے است برتن	آنہم زآب دیدہ صد چاک تا بدامن

یہ کہا اور آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے بدن برہنہ تہا گرد پڑی ہوئی تھی سینہ پر آنسو گر کیے

گرد چاک چاک ہوگئی مولانا سمجھ گئے کہ جمالی یہی ہین بیساختہ اوٹھکر گلے ملے تعظیم وتکریم کی[1] بڑی عزت سے مہمان رکھا اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ باہم اختلاط رہا۔ **نقل** معمّا گوئی مین مولانا کو بڑا ملکہ تہا گویا بے نظیر وقت تہے مولانا جامی کے ساتھ اچھی صحبت رہی خوب خوب معما کہا کرتے تھے کسی نے انسے پوچہا کہ اپنے نام کا بہی معما کہا ہے فرمایا خدا پہلے ہی اپنے کلام پاک مین فرما چکا ہے جمع مالاً وعدّدہ سبحان اللہ کیسے ذہین وذکی تھے کہ فوراً آیت قرانی سے اپنے نام کا معما نکال لیا یعنی جیم کو مال کے ساتھ ملایا جمال ہوا پہر آیتہ کے حرف شمار کئے وہ دس ہین اور حرف یا کے عدد بہی دس ہوتے ہین اوسمین ی بڑہادی جمالی ہوگیا **نقل** علامہ گرامی میر غلام علی آزاد بلگرامی (خزانہ عامرہ) مین لکھتے ہین کہ شیخ جمالی دہلوی جمال باکمال اور زبان خوش مقال رکھتے تھے اونکی اصل قوم (کنبو) سے ہے۔ خدمات شرعیہ دار الخلافتہ دہلی مثل قضا و افتا اکثر (قوم کنبو) سے تعلق رکھتی تہین اور اب بہی اونہین کے متعلق ہین۔ (یعنی میر مسرور کے زمانہ تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ایک قصیدہ لکہا ہے اوسمین فرماتے ہین **بیت**

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات		تو عین ذات مے نگری در تبسمی	

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ بعض صلحا کو حضور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بیت کے مقبول ہونے کی بشارت ہوئی ہے آپنے بشاشت سے فرمایا ہذا المدحی۔ یعنی یہ میری سچی صفت ہے اور یہ صلا قسم اعلائی صلات ودسیلہ عظمیٰ نجات کا ہے شاہان روزگار نے جائیزہ سخن مین شاعرون کو سونے چاندی مین تولا ہے اونکے منہ موتیون سے بہر دیے ہین پر سچ تو یہ ہے کہ وہ داد دہش اس دولت عظمیٰ ونعمت کبریٰ کے پاسنگ برابر نہین ہوسکتی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء من عبادہ۔ سلطان سکندر بن بہلول لودی کے وقت سے تا عہد ہمایون بادشاہ شیخ کا زمانہ ہے سب بادشاہ بدرجہ غایت وبیش از بیش شیخ کی تعظیم کرتے رہے صاحب منتخب وجامع فرشتہ لکہتے

[1] صفحہ ۷۷ دربار اکبری ۱۲

ہین سلطان سکندر کی طبیعت موزون تھی (گلرخی) بادشاہ کا تخلص تھا۔ شیخ جمالی کنبو دہلوی جو اوسوقت کے نامی گرامی شاعر اور ہر قسم کے کمالات سے مملو و بہمہ صفت موصوف و جامع فضایل تھے بادشاہ کو اونکے ساتھ انتہا کا اُنس تہا اپنے اشعار اونکو سنایا کرتا اور اصلاح لیا کرتا تھا۔ **نقل** جب شیخ نے سفر عراق و ماوراالنہر و آذربیجان و روم و شام و عرب سے دہلی مراجعت فرمائی سلطان سکندر سنبہل مین اقامت گزین تہا سلطان کو شوق ملاقات نے بیچین کردیا باشتیاق تمام نامہ منظومہ بدستخط خاص لکہکر شیخ کی طلب مین روانہ کیا اور مثنوی مہر و ماہ جو شیخ کی تصنیف سے تھی منگائی ہم اوس رقعہ کو بجنسہ یہان درج کرتے ہین

رقعہ منظومہ سلطان سکندر بن بہلول بنام آب و رنگ لآلی بے مثالی شیخ جمالی دہلوی

آن مخزن گنج لایزالی	وی سالک راہ دین جمالی	ور گرد جہان بسے نزدہ سیر	در منزل خود رسیدہ بالخیر
بودی تو مسافر زمانہ	الحمد کہ آمدی بخانہ	در مکہ و در مدینہ گشتی	گوہر بودی خزینہ گشتی
ای شیخ بمارس بزودی	بسیار مسافرت نمودی	بکشای بسوی درگہم گام	تا دریابی ز گلرخی کام
چشم بجمال تو طپان است	دل مرغ مثال در فغان است	من اسکندر تقضرمای	آن بہ کہ بسوئے ما بیای
در شیخ ز دوستان نشد سیر	تشریف نمودنش کشد دیر	باید کہ کتاب مہر و ماہم	ارسال دہد چنانکہ خواہم
	از مہر کشد دو دیدہ را نور	آن مہ نشود ز دیدہ ام دور	

شیخ دولت معنوی سے معمور اور مکنت و جاہ دنیوی سے نفور ہو چکا تہا عنقائے بلند پرواز ہمت جیفۂ دنیا کی طرف ملتفت نہوا۔ بعد ملاحظہ رقعہ فرمایا فقر کو مجالست اغنیا کی پروا نہین۔ رقعہ منظومہ جواب مین لکہکر کتاب مہر و ماہ خدمت شاہ مین روانہ کردی۔ کتاب اور خط کو دیکہکر بادشاہ کا شوق بڑہا سلطان نے قطب فلک ہدایت حضرت شیخ سمار الدین (جو پیر و مرشد جمالی تہے اور اونکی دختر نیک اختر شیخ کے نکاح مین تھی) کی خدمت مین عرض وقاشت

بھیجکر بعجز و نیاز درخواست کی جسطرح ممکن ہو جمالی کو بھیجدیجئے حضرت نے بکمال توجہ شیخ کو روانہ کیا جب نزدیک سنبھل پہونچے فرط شوق سے دو تین کوس خود بادشاہ نے استقبال کیا بڑی آؤ بھگت سے لیا اکثر بندگان خدا شیخ کے ذریعہ سے فیضیاب حضور سلطانی ہوئے اور خلق اللہ کو بہت فائدہ پہنچا تا دم حیات سلطان شیخ کے ساتھ دمساز و ہمراز و ہمصحبت و ہمزبان رہا۔ ذیقعدہ ۹۲۳ھ نوسو تئیس ہجری مطابق ۱۵۱۷ء روز یکشنبہ اٹھائیس برس پانچ مہینہ سلطنت کرکے سلطان سکندر نے انتقال کیا یہ بادشاہ ہندوستان کے بادشاہوں مین نہایت نیک سیرت نورانی طلعت گذرا ہے جو اہل دل اسکے جمال باکمال کو دیکھتا بے اختیار محو صنعت خالق ذوالجلال ہوکر دل ہاتھ سے کھو بیٹھتا شیخ حسن رح جو زبدہ اولیا رکبار تھے سلطان کے عاشق جان نثار تھے۔ بادشاہ کے خوارق عجیبہ اور خصوصیات غریبہ کا یہان ذکر کرنا مخل مقصود اور موجب طوالت کلام ہے۔ الا بعض عجائب و غرائب واقعات جو اوسکے وقت مین گذرے ہین شیخ کے حالات کے آخر مین ہم ذکر کرینگے۔

شیخ نے بعد وفات سلطان کے بہت دلسوز اور پُر درد قصاید و ترجیع بند اوسکے مرثیہ مین لکھے ہین مدت دراز اہل فضل و کمال اس دلگداز نظم کو پڑھکر اشک خونی آنکھون سے بہاتے رہے یہ جان کوب اشعار شیخ کے دیوان مین موجود ہین۔

بعد ختم ہوجانے دور حکومت لودیون کے بابر[1] و ہمایون[2] بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام سے شیخ کو اپنی مصاحبت مین لیا۔ یہ دونون بادشاہ نہایت عقیدت و نیاز سے بارہا شیخ کی کلبہ درویشانہ پر گئے ہین۔ بابر و ہمایون کے نام پر بھی اوسنے قصاید غرا لکھے ہین۔ بابر کے نام کے قصیدہ کی ایک بیت

---

[1] ظہیر الدین بابر بادشاہ۔ محرم ۸۸۸ھ ہجری مین پیدا ہوا مولانا عبد الرحمن جامی فرماتے ہین ؎ چون در شمس محرم نزد آن شکم نایج مولد شہی ہم آمد شمس محرم ۸۸۸ھ ہجری مین بعزم تسخیر ہند آیا اور بمقام پانی پت بعد جنگ عظیم سلطان ابراہیم لودی مارا گیا بابر سلطان دہلی ہوا تاریخ یہ ہے ؎ کشت در پانی پت ابراہیم را۔ شاہ عادل بابر عالی نسب۔ روز و ماہ و سال و وقت آن ظفر صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲ھ ہجری مین قضا کی فرد تاریخ وفات شاہ بابر۔ در بہشد بسی و ہفت بود و ۹۳۲ تاریخ نومعمہ

[2] نصیر الدین ہمایون ابن بابر بادشاہ ۹۱۳ھ ہجری مین پیدا ہوا ۴۲ برس کی عمر مین ۹۶۳ھ ہجری مین تخت نشین ہوا خیر الملوک تاریخ ہے ۹۶۳ھ ہجری مین انتقال کیا مصرعہ ہمایون بادشاہ از بام افتاد۔ تاریخ وفات ہے ۹۶۳ تاریخ نومعمہ ۲

یہ ہے ؎

شاہ دشمن کش ظہیر الدین محمد بابر آنکہ	لشکر بنگالہ از ایلغار کابل بشکند

وفات شعر

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

شیخ نے عمر و اقبال اور کمالات لازوال سے بہرہ وافی پاکر بعد تماشائے نیرنگی ہائے قدرت بعہد سلطنت ہمایون بادشاہ دستوین دیقعدہ ۹۴۲ھ نو سو بیالیس ہجری رحمت حق مین جگہ لی کہتے ہین کہ جب ہمایون گجرات کو گیا شیخ اوسکی ہمراہ تہا اسی سفر مین شیخ کا انتقال ہوا - اور دہلی مین قریب لاڈو سرائے بمقام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ العزیز متصل روضہ مولانا مجد الدین حاجی مدفون ہوئے - جس جگہ شیخ کا مدفن ہے عالم حیات مین یہی اوسکا مسکن تہا اپنی زندگی مین قبر کی جگہ بنا دی تھی پہلے یہان دہلی کی گہسان آبادی تھی آج سنسان چٹیل میدان ہے لیکن عجب دلچسپ جنگل ہے (خسرو ہند بودہ ۹۴۲) تاریخ وفات ہی اور صاحب خزینۃ الاصفیا نے یہ قطعہ لکہا ہے

قطعہ وفات

مقتدا دین جمال دو جہان	جامع عز و کمال معرفت	شد چو در جنت ز ہاتف شد ندا
طالب اہل جمال ۹۴۲ ہجری معرفت	**ایضاً**	محو ذات خد اجمالی بود
عاشق ذات لا ابالی بود	شعر رنگین و تازہ اش بجہان	ہست عبرت فزائے پیر و جوان
دہلوی بود آن خدا آگاہ	خلد اللہ فی الجنان مثواہ	نقش را بدان بصدق و یقین
بود بے اشتباہ قمر الدین	سال نقلش بعزت و تمکین	رفعت ماہ خلد برین ۹۴۲

عمارت مقبرہ شیخ کا مقبرہ دہلی کی قدیم و نفیس عمارتون مین شمار اور ہنوز اپنے زمانہ کی عمدہ و بیش بہا یادگار ہے بندہ ناچیز مسودہ احقاق ہذا نے ذالحجہ ۱۲۷۱ھ و اپریل ۱۸۵۵ء مین اوسکی زیارت کی ہے پتھر اور چونہ کی عمارت ہے اوپر کاشانی چینی اور منبت کاری کا بہت خوبصورت و خوشنما کام کیا گیا ہے بیل و بوٹہ ایسے نظر فریب و دلنشین بنائے ہین کہ نگاہ اوس سے جدا ہونا نہین چاہتی

شعر

زفرق تابقدم ہر کجا کہ مے نگرم		کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا ست	

سیکڑون برس گذر گئے پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آبھی کاریگر اوٹھکر گئے ہین تبہ کاران قوم نے دیگر اثار سلف کی طرح اسکے نقش ونگار مٹانے مین بھی کوتاہی نہین کی جہانتک ہاتھ پہونچ سکا ہے اوسکو بگاڑا ہے بہلا ہو گورنمنٹ کا کہ اوس نے عمارات قدیم کی حفظ ونگہداشت کی طرف توجہ فرمائی مرمت تو اوس قسم کی نہین کرائی لیکن اوس موقع پر ہمنے سنا کہ گورنمنٹ نے خدام سابق کو جو برباد کنندہ تھے سزا دیکر علیحدہ کر دیا اور اپنی جانب سے چوکیدار تنخواہ دار مقرر فرمادئے ہین اور جب سے بخوبی حفاظت رہتی ہے مقبرہ کے بیرونی احاطہ مین شیخ کے خاندان واہل وعیال کی قبرین ہین اور اوس سے ملحق ایک عالیشان سنگین مسجد ہے جسکی محرابون پر اور بہرے ہوئے حرفون مین آیات قرانی کندہ ہین یہ مسجد انکے فرزند رشید شیخ گدائی کی بنائی ہوئی ہے مقبرہ کے اندر شیخ کی تصنیف عالیہ سے یہ اشعار آبدار اوسیطرح کے منبت کاری مین منقوش ہین۔

غزل

اگر بکفر کشد سر سیاہ کارئے ما	بود بعفو تو چشم امیدوارئے ما	بآستان تو شرمندۂ سگان توایم
کہ شب قرار ندارد بیاہ وزارئے ما	اگر بپردۂ راز تو محرمے یابم	فقر بہ فخر نماید بہ پردہ دارئے ما
بخاک کوئے تو در چشم مردمان خاریم	بہ نزد اہل نظر عزت است خوارئے ما	زابر لطف تو شد ناپدید گرد گناہ
ولیک شستہ نشد داغ شرمسارئے ما	بروز ہجر تو در یکسئے و تنہائی	بجز عنمت نرسد کس بغمگسارئے ما
جمالیا بدر یار النجائے آر	کہ ہست بر در دلدار رستگارئے ما	

ایضاً

زہد گذشت بعشق تو بیقراریٔ ما	امید ہست کہ رحم آوری بزاریٔ ما	جمال عفو تو کے آمدے برون زنقاب
اگر زوے نمودے گناہگارئے ما	اگرچہ در خور قہر یم از گنہگاری	بود بلطف تو چشم امیدوارئے ما
بعزت جبروت وبحرمت ملکوت	ریسم گر بفرازی بخاکسارئے ما	اگر بپردۂ راز تو پردہ دار شویم
فرشتہ را نسزد جائے پردہ دارئے ما	زنیک تہمتم ابر کرم فرو شوئی	غبار جرم زرخسار شرمسارئے ما

نظر بسوے جمالی فگن زروے عطا | مبین بجانب ستی وخامکاری ما | قطعہ
اے رحمتِ تو از غضبت برد گرو | دے قہر ترا الفت تو فرمود برو | جایکہ کہ شد از خرمنِ عفو تو سخن
آنجا گھنہ خلق بیخبید بہ جو

یہان شیخ کا تھوڑا سا کلام تذکروں اور تواریخ سے انتخاب کر کے مذاق اہل سخن کے واسطے نقل کیا جاتا ہے۔

یادِ لبِ تو در دلِ غمگین بود مرا | جان کندن از فراقِ تو شیرین بود مرا
آن جفا کار دل آرا زجگر خوار جہان | گرچہ کافر نتوان گفت مسلمان ہم نیست
میکنم فکرے کہ آن زلفِ دراز آید بدست | دست کوتہ دارم اما میکنم فکرے دراز
زلفِ نگار و توبۂ ما و سرِ رقیب | این ہر سہ را کہ نام بگفتی شکستہ بہ
ہر کس کہ بیند آن لبِ مانند قندِ او | چون نیشکر شکستہ شود بند بند او
گویند زندہ میشود اندر نماز دل | محراب ابروے تو مرا در نماز کشت
بگفتمش کہ بہ عشاق رحم کن نہ جفا | بخندہ گفت لکم دینکم ولی دینی
عشق را طے لسانی است کہ صد سالہ سخن | دوست با دوست بیک چشم زدن میگوید
چون غنچہ کند پیش دہان تو تبسم | خاکش زکفِ باد بصیاد دہن افتد

وعدہ قتلم کنی ہر شب کہ فردا میکشم
تا بفردائے دگر در انتظارم میکشی

میکشی از تیغ جورم میکنی دلشاد ہم | خونِ من ریزے و میگوئی مبارکباد ہم
عید قربانست لطفے بر من دلریش کن | یعنی این دل ریش را قربانِ روئے خویش کن
شد مرغِ دلم ز آتشِ عشقِ تو کباب | بروی زدم از دیدۂ گریان نمکِ آب
مشکم از چشم تو بیمار شدم از لبِ لعل | چہ شود گر بدہی بتِ عناب مرا
چو زندگی ہمہ شرمندگی بود بے یار | بیا اجل مکن از یار شرمسار مرا

زتیغت سینہ ام صد چاک شد ایوای ترسم		مبادا در تو بیروں عشق از سینہ چاکم	
اے از جالت ایہمہ غوغا برائی کیست		چوں جلوۂ حسن تست تماشا برائی چیست	
مرا از تیر ہائے او پرا از پر گشت ہر پہلو		کنوں پرواز می خواہم کرد سوئے آسمان ابرو	

ایک غزل انکی جسکے دو شعر ذیل مین نقل کئے جاتے ہین جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین بہت مشہور رہتے لوگ نہایت شوق سے گاتے تھے اونھون نے خود ہندوستانی راگ مین اوسکی لے رکھی تھی۔

طال شوقی اے منازلکم		ایہا الغائبون عن نظری	
روز و شب موسم خیال شماست		فاسئلوا عن خیالکم خبری	

نقل ایک مرتبہ مولانا شاہ غلام علی دہلوی نقشبندیؒ کی مجلس مین ترک و تجرید کا ذکر ہوا شاہ صاحب نے مولانا جمالی کے وہ اشعار پڑہے جو اونھون نے مولانا جامی کو اول ملاقات کے وقت سنائے تھے اور اوپر مذکور ہوئے اور فرمایا معاش اس طرح کرنے چاہئے۔

تصانیف مولانا کی تصنیفات کی تعداد کا پورا پتہ نہین چلا اسقدر معلوم ہے کہ ایک دیوان فارسی آٹھ نو ہزار شعر کا چھوڑا جو اقسام سخن سے مملو ہے۔ کتاب سیر العارفین بعض مشایخ ہندو اکابر طریقت کے حالات مین لکھی ہے حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی اجمیریؒ کے حال سے آغاز اور حضرت مخدوم شیخ سمار الدین سہروردی اپنے پیر روشن ضمیر کے ذکر پر ختم کیا ہمایون بادشاہ کے عہد مبارک مہد مین اس کتاب کی ترتیب ہوئی (مرۃ المعالی) اور مثنوی (مہر و ماہ) بھی اونکی تصنیفات سے ہے کہتے ہین کہ اور کتابین بھی انکی تصنیف کردہ ہین پر زمانہ کی اولٹ پھیر سے نہ اونکا نشان ملا نہ نام سُنا۔

شیخ کے حالات زندگی صاف بتا رہے ہین کہ اوسنے قریب قریب تمام اون دور دراز ملکون کو بپائے سیاحت طے کیا تہا جہان مسلمانون کا مسکن و مدفن ہے اور بڑے بڑے اکابر صوفیہ و مشائخ فاضل کے ساتھ اوسکی صحبت رہی اب سے چار سو برس پہلے ایسا سفر کرنا بالکل جان پر کھیلنا

تھا اس سے شیخ کی بے انتہا اولوالعزمی اعلیٰ درجہ کی فراخ حوصلگی آزادی وعالی ہمتی کا کامل ثبوت ملتا ہے لیکن آج کی حالت دیکھتے ہوئے ہمکو افسوس آتا ہے کہ شیخ نے اپنا سفرنامہ نہین لکھا کاش وہ اپنی سیر وسیاحت اور زندگی کے حالات تفصیلی طور پر لکھتا تو آیندہ نسلون کے لئے بہت مفید ودلچسپ ذخیرہ ہوتا جب وہ سفر سے واپس آیا اوسکے احباب نے حالات سفر قلمبند کرنے کی درخواست کی تھی پر اوسنے یہ کہکر اونکو راضی کر دیا کہ اس قصہ دراز کیلئے فرصت چاہیئے مین چاہتا ہون کہ افعال واقوال عارفان باکمال جو ہندوستان مین گذرے ہین معتبر طریق پر لکھدون اور اسی بنا پر اوس نے کتاب سیر العارفین لکھدی - بات یہ ہے کہ اوسوقت مسلمان آزادی پسند تھے اونمین نمایش ونمود نہ تھی اگرچہ وہ بزم شعرا مین شیوا بیان شاعر اور بادشاہون کے دربار مین معزز ہمدم ومقدس ندیم تھا پر قدرتی طور سے اوسکی طبیعت پر لذت فقر غالب تھی وہ اپنے درویشانہ حالت مین مست اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اکابر طریقت کے ساتھ اوسکو خاص تعلق تھا لہذا سفرنامہ لکھنے کی طرف اوسنے توجہ نہین کی **اولاد** مولانا کو خدا نے مثل مہر وماہ دو روشندل فرزند عطا فرمائے تھے جنکے چمکدار نامون سے صفحات تواریخ روشن ہین (شیخ عبدالحی) اور (عبدالصمد عرف شیخ گدائی) شیخ عبدالحی کا تذکرہ ہم اسی شعرا کی انجمن مین لکھین گے - اور شیخ گدائی کا فروغ بزم امرا مین دکھایا گیا ہے **واقعات غریب** اب ہم بعض حیرت انگیز واقعات عہد سلطان سکندر لودی جسکو شیخ کے زمانہ کے وقایع کہنا بیجا نہین دلچسپی ناظرین وخبرت سامعین کی غرض سے ذکر کرتے ہین - **نقل** بالائے حوض شمسی کسی مُردہ کے دفن کرنیکو قبر کھودی گئی کھودتے کھودتے ایک پتھر کی چٹان نکلی دیکھتے کیا ہین کہ اوسکے نیچے ایک مرد کملی پوش قرآن مجید رحل پر رکھے ہوئے تلاوت کر رہا ہے اوس نے پوچھا کیا قیامت قایم ہوگئی میت کے ساتھ کے لوگ یہ امر عجیب دیکھکر حیران رہگئے فوراً اوسکو بند کر دیا پھر دیر تک کان لگا کر آواز تلاوت سُنتے رہے مورخ اوراق عرض کرتا ہے وہ بزرگ، صاحب تلاوت اولیاء اللہ مین سے

ہونگے جنکی شان مین فرمایا گیا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ مقبولان بارگاہ صمدیت کی موت انتقال جسدی ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتی ہے درحقیقت وہ زندہ جاوید ہین ؎ ہر کہ دریادِ خدا دایم بود ٭ تا خدا قایم بود قایم بود ٭ اور جبکہ یہ معلوم ہے کہ حوض شمسی پر صدہا اولیاء کرام مدفون ہوئے ہین تب اس امر کے باور کرنے مین ذرا شک نہین رہتا۔ **ایضاً** ایک شخص نے شکار مین خرگوش ذبح کیا شکاری کے ہاتھ مین چاندی کی انگوٹھی تھی خرگوش کا خون لگ کر سونے کی ہوگئی بادشاہ نے دیکھا اور تعجب کیا **ایضاً** خدا کی قدرت دیکھئے ایکبار بادشاہ سفر مین تنہا شریف الملک نے جنگل مین بیچ آگ سے مسواک کی اونکی سفید داڑہی بالکل سیاہ ہوگئی بادشاہ اور تمام خلقت دیکھکر متعجب رہ گئے۔

چراغ طلسم ایک شخص مکان کی نیو کھود رہا تہا زمین کے اندر سے ایک چوکھا چراغ برآمد ہوا اوس شخص نے جلانے کے لایق سمجھکر رکھ لیا رات کو تھوڑا تیل ڈالکر روشن کیا جلاتے ہی دو شخص پیدا ہوئے مالک خانہ نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم اس چراغ کے موکل ہین جو حکم ہو بجا لائین وہ شخص سوداگر کی لڑکی پر عاشق تہا اور مواصلت ناممکن تھی تجربہ کی غرض سے اپنا مطلب بیان کیا موکل لڑکی کو معہ چارپائی جسپر وہ سو رہی تھی اوٹھا لائے بعد فراغ عیش و کامرانی آخر شب اوس شخص نے حکم دیا جہان سے لائے ہو وہین پہونچا آؤ موکلون نے تعمیل کی پھر تو ہر شب یہی معمول ہوگیا لڑکی یہ واقعہ عجیب دیکھکر حیران و پریشان تھی رفتہ رفتہ خوف زدہ ہوکر بیمار ہوگئی چہرہ پر زردی چہاگئی ناچار لڑکی نے اپنی ماں سے اور ماں نے لڑکی کے باپ سے سارا قصہ کہا سوداگر نے وسایل بہم پہونچا کر بادشاہ کی خدمت مین حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے کوتوال کو تجسس کا حکم دیا کوتوال نے ہر چند جستجو کی سراغ نہ ملا بادشاہ نے اپنے وزیر (میان بہوا)

لہ ترجمہ سن رکھو جو لوگ اللہ کی راہ مین مرے نہین بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین چلے گئے ہین نہ ڈر ہے اون پر نہ وہ غم کہا دین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہین ۱۲۔

سے جوہڑا مدبر اور دانشمند تہا اس معاملہ کی سراغرسانی و انکشاف کی تاکید بلیغ کی میان بہوانے سوداگر سے کہا لڑکی کو سمجہا دیجئے کہ وہ گلاب کا شیشہ اور زعفران اپنے ساتھ لیتی جائے اور جوان کے کپڑون و بستر و خوابگاہ پر رنگ کر آئے لڑکی نے ایسا ہی کیا۔ صبح دیکہکر جوان کو خیال ہوا کہ آج یہ نئی بات کیا ہے۔ اوسنے موکلون کو خبر کی اور تدبیر پوچہی۔ موکلون نے زعفران لاکر بادشاہ اور ملازمان شاہی اور تمام مردمان شہر کے کپڑون پر اوسیطرح چہڑک کر نشان کردئے۔ بادشاہ متحیر ہوا۔ میان بہوانے عرض کیا یہ کڑی گرہ ذرا نرمی سے کہلے گی۔ اور یہ قسم کلام اللہ سارے شہر مین منادی کرادی کہ جس شخص کا یہ فعل ہے وہ حاضر ہوکر صاف کہدے اوسکی جو مراد ہوگی پوری کیجائے گی آخر جوان نے خیال کیا ؎ نتیجہ کار بد کا کار بد ہے ✦ سو دن چور کے تو ایک دن ساہ کا ضرور ہوتا ہے۔ چراغ لیکر خدمت سلطانی مین حاضر ہوا حقیقت حال بے کم و کاست راست راست عرض کردی۔ بادشاہ نے لڑکی کا نکاح جوان کے ساتھ کرادیا اور چراغ لے لیا۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کو راز ہائے نہفتہ پر جو خبر ہوجایا کرتی تھی اور کشف اسرار نہانی اوسکو حاصل تہا اوسی چراغ کی بدولت تہا۔ اور بعض اہل خبر بادشاہ کی خوارق کے قایل ہین اس بادشاہ کے وقت مین اسلام و علم نے بہت رواج پایا ہندو اسی کے زمانہ مین فارسی لکہنے پڑہنے کی طرف متوجہ ہوئے اوس سے پہلے ہندؤن مین تحصیل فارسی کا معمول نہ تہا دہلی مین (موتہ کی مسجد) انہین میان بہوا وزیر کی بنائی ہوئی ہے جسکا قصہ مشہور ہے۔

شیخ عبدالحی خلف الصدق اولین شیخ جمالی دہلوی فضایل علمی و شعر سے آراستہ اور شیرشاہ و سلیم شاہ کے خاص الخاص ندیم و مصاحب تھے **حیاتی** تخلص تہا۔ باپ بہت چاہتے تھے گویا عشق تہا۔ اونھون نے عجیب و غریب طبیعت پائی تھی۔ ہر دلعزیز جگت آشنا تھے۔ اپنے کمال ہنرمندی قابلیت۔ وسعت اخلاق۔ اور بے انتہا داد و دہش سے ایک زمانہ کو مسخر کرلیا تہا۔ علما۔ فقرا۔ مشایخ۔ ملان۔ شعرا۔ طلبا۔ غربا۔ اغنیا۔ ظریف۔ ادیب خواص سے لیکر عامہ ناس تک سب کے ساتھ نہایت حسن سلوک و سادگی سے ملتے تھے خاطر

تواضع دلجوئی خلق اللہ ان کا مقصد اعلی تہا ہمیشہ سبکے دلون کو مٹھی مین لئے رہتے گویا اس پر پورا عمل تہا

شعر

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

کلفت و ملال کو انکے مزاج مین ذرا دخل نہ تہا - ولایت سے جس فن کا آدمی آتا انکا گہر اوسکے لئے وقف تہا اوسکے ساتھ ہر طرح کی رعایت و خدمت کرتے - دولت کثیر جو تر کہ پدری سے پائی تھی سب صرف اوقات یاران معاش کردی - اور باوجود بے انتہا عزت و بزرگی کے جو خدا نے اونکو دی تھی نہایت بے تعلقی و بے تکلفی کے ساتھ زندگی بسر کی غایت بے تکلفی سے خاص درجہ قبولیت حاصل کرلیا تہا - باوصف صحبت سلاطین و ذوق و شوق و سیر و تماشا و خطوط دینوی اور اُمنگ بہری ہوئی طبیعت کے فقر و فنا اور دردمندی کا جو سرمایہ سعادت ابدی ہے پورا مذاق رکہتے تھے سرور باطنی کا کامل حصّہ پایا تہا - شعر مین بدیہہ گو اور لبیار گو تھے جو قوت و قدرت شعر گوئی مین انکو حاصل تھی کاش اوسکے ساتھ فکر اور دقّت نظر بھی ہوتی تو آثار غریبہ اوس سے ظہور مین آتے - خلاصہ یہہ کہ جیسی اوسکو کلام پر قدرت تھی بوجہ عدم تفکر ندرت نہ تھی شیر شاہ بادشاہ کو شیخ کے ساتھ لطف خاص تہا اکثر سفر و حضر مین اپنے ساتھ رکہتا اور ہرگز جدائی گوارا نکرتا تہا -

نقل ملو قادر شاہ خاندان شاہان مالوہ (مندو) کے غلامون مین امیر کبیر تہا سلطان بہادر شاہ بادشاہ مالوہ کی قتل کے بعد ملک پر قابض ہوکر قادر شاہ اپنا نام رکہا جن دنون شیر شاہ ہمایون کے ساتھ لڑ رہا تہا شیر شاہ نے قادر شاہ کے نام اس مضمون کا فرمان بہیجا کہ جب مغلیہ سپاہ بنگالہ مین آوے تم خود آگرہ پہونچکر یا اپنی فوج بہیجکر خلل انداز ہونا - قادر شاہ فرمان پڑہ کر زود دلتی کے غرور مین ایسا ناراض ہوا کہ جواب مین شیر شاہ کے نام فرمان لکہا اور پیشانی پر مہر کرکے روانہ کیا سیف خان اوسکے ندیم نے سمجہایا کہ شیر شاہ اسوقت جونپور کا بادشاہ ہے اور شوکت اوسکی اس درجہ بڑہ گئی ہے کہ دہلی کے بادشاہ سے مقابلہ کر رہا ہے اوسکا

تیرے نام فرمان لکھنا اور اوسپر مہر لگانا حق بجانب ہے - قادر شاہ نے جوابدیا وہ جونپور و بنگالہ کا بادشاہ ہے تو مین مالوہ کا بادشاہ ہون مین کیون دب کر بات کرون - جب یہہ فرمان شیر شاہ کی نظر سے گذرا اوسکو طیش آیا اور نشان مہر علیحدہ کر کے بطور یادداشت غلاف خنجر مین رکھہ لیا اور کہا انشاء اللہ تعالے حاضری کے وقت اس گستاخی کا سبب پوچھا جائے گا - جب شیر شاہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا ۹۳۹ھ نو سو انتالیس ہجری مین بعزم تسخیر مالوہ حوالی سارنگپور مین پہنچا قادر شاہ کے چھکے چھوٹ گئے ہراسان ہوکر بصلاح سیف خان بلغار حاضر آیا - شیر شاہ نے پوچھا ڈیرہ کہان ہے عرض کیا حضرت کے قدمون مین شیر شاہ کو یہہ بات پسند آئی - خلعت و پلنگ خاص معہ جامہائے خواب و اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور سرکار لکھنوتی عطا کر کے حکم دیا اہل و عیال کو وہان پہونچا کر خود حاضر خدمت رہونا چار قبول کرنا پڑا - ایکدن قادر شاہ دربار کو جاتا تہا دیکہا کہ مغل جو اسیری مین آئے تھے بیلداری و گل کاری کا کام کر رہے ہین اور لشکر کے گرد خندق کھودتے ہین - ایک مغل نے اسکی طرف مخاطب ہوکر یہہ مصرعہ پڑہا **مصرعہ** مرا ہے مین یدین احوال و فکر خویشتن مکین قادر شاہ ڈرا اور موقع پاکر دو تین نخمین مفرور ہوگیا شیر شاہ نے اوسکے بہاگ جانے کی خبر سنکر کہا **مصرعہ** باباچہ کرد دیدی ملو غلام گیدی ٭ شیخ عبدالحی موجود تھے اونھون نے فی البدیہہ جوابدیا **مصرعہ** قولیست مصطفیٰ را لاخیر فی عبیدی ٭ جوقت شیر شاہ نے کوہستان پر فتح پائی شیخ نے مبارکباد مین کہا **مصرعہ** مبارک بادشاہا کوہستان ٭ شیر شاہ نے مہربانی سے جوابدیا **مصرعہ** تو ہم اے شیخ یک لکھ ٹنکہ بستان ٭ اور لاکھہ ٹنکہ شیخ کو مرحمت فرمائے - ٹنکہ ایک سکہ تہا چاندی مین کچھ تانبا ملاکر بناتے تھے اوسکی قیمت بقدر نصف روپیہ اکبری کے ہوتی تھی اکبری روپیہ اور گورنمنٹ انگریزی کا روپیہ قریب برابر ہے لہذا ایک ٹنکہ آٹھ آنہ بہر سمجھنا چاہیئے -

---

[1] شیر شاہ ہندوستان کے نہایت عمدہ بادشاہون سے تہا بنگالہ سے پنجاب رہتاس تک بمسافت ڈیڑہ ہزار کوس پر مہمان سرائے آباد کرتا اور مسجدین بنانا ہندو مسلمان مسافرون کو یکساں چشم زدن تمام سراؤن مین خشک و تر کہانا تقسیم کرانا ذریعہ ڈاک چوکی دو تین دنین بنگالہ سے رہتاس تک خبر پہونچانا آسایش مسافرون کے لئے سرکون پر میوہ دار درخت لگوانا گھوڑے کے داغ کا رواج دینا ٹنکہ کی جگہ روپیہ ایجاد کرانا انکے صدہا کارنامے ہین رویا رصادقہ جب مان کے پیٹ مین تہا اسکی مان نے خواب مین دیکہا کہ چاند آسمان سے اوتر کر میری گود مین آگیا ہے حسن خان پانچے طہور سے ذکر کیا پہلمان نے تو یہی جہالت اونکے لئے وسیل اصالت تھی شیر شاہ چند کوڑے پہنکا رد کئے بکبخت بابی کی راہ کر بولا میرا کیا گناہ کیا تہا جسکی یہ تعزیر دی گئی اوسنے کہا یہ خواب مژدہ ہے ایک فرزند

شیر شاہ کے انتقال کے بعد سلیم[1] شاہ کے دربار مین بھی شیخ کا اوسیطرح طوطی بولتا رہا سلیم شاہ نہایت قدر و منزلت کرتا تھا شیخ نے اوسکی تعریف مین بہت قصیدے لکھے ہین **شیخ کی وفات**

دور و زر ایک وضع پہ رنگ خزان نہین	وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہین
ہر گل ہے اس چمن سے گریزان برنگ بو	سرو چمن ہے کون جو سرگرداں نہین

شیخ ابھی عالم شباب مین تہا جوانی کی پوری بہار نہ دیکھ پائی تھی کہ پیغام اجل آپہونچا ۹۳۲ھ ہجری اوسکی پیدایش کا زمانہ ہے ۹۵۹ھ ہجری مین بعمر چہتیس ۳۶ برس رہ تورد ملک بقا ہوا دہلی مین مزار پدر کے پاس صفہ بیرونی مین راحت پائی سید[2] شاہ میرک متوطن آگرہ نے جو شیخ کا شاگرد تہا تاریخ وفات مین یہ قطعہ لکہا ہے **قطعہ وفات**

تتمہ صفحہ سابق قوی طالع پیدا ہونے کا ارباب تجربہ کا قول ہے اچھے خواب پہ کہ آنکہ کہول جائے تو یا قیامندہ شب سونا چاہئے تاکہ نتیجہ زایل نہو مینے ناخوشی سے تمکو دکہ نہین دیا غرض یہ کہ اس دو سے بقیہ شب تمکو نیند نہ آئے۔ بشارت ایکدن چار برس کی عمر مین شیر شاہ جیسا کہ لڑکون کی عادت ہو روکر اپنے باپ سے ایکدرم مانگتا تہا ایکدرویش حسنا حال جارہا تھا ہنس کر فرمانے لگے سبحان اللہ ہندکا بادشاہ ایکدرم کے لئے رو رہا ہے حسن خان خوش ہوا اور بالاخر خواب بشارت کے موافق ظہور مین آیا۔ **عدل** ایکدن شاہزادہ عادل خان بڑا بیٹا بادشاہ کا فیل سوار آگرہ کے کوچہ مین گذرا ایک بقال کی عورت اپنے گھر مین برہنہ نہا رہی تہی سکن کی دیوار مین نیچی تہین شاہزادہ نے اوس جملہ کو برہنہ دیکہکر بیڑہ پان اوسکی طرف پھینکے یا عورت تھی یا کر اوس شرم سے جان دینے پر آمادہ ہوگئی اسی اثنا مین شوہر آگیا اوسنے سمجہا بوجہا کر اوسکا کہ بازار گیا اور بیڑہ پان لئے ہوئے جرگہ فریاد نویس داخل ہو کر بادشاہ سے عرض حال کیا بادشاہ نے افسوس کیا اور بمقتضاء انصاف حکم دیا کہ اسیطرح بقال کو ہاتہی پر سوار ہو کر عادل خان کی عورت کو اوسکے سامنے کیا جاوی تاکہ وہ اوسکی طرف بیڑہ پان پھینکے اور درزکی الماس و عرض معروض پر فداء التفات نکیا اور فرمایا امیر و وزیر فرزند رعیت عدل مین میری نزدیک سب برابر ہین ہرگز نہ انہین کمیر کی فرزند رعایا کے ساتھ ایسی بےجا حرکت کرین اخر بقال نے خود راضی نامہ دیا تب بادشاہ نے سکوت کیا دیگر افغانان سور جو بمقوم شاہ تھے متدعی ہوئے کہ اپنی قوم کی زیادہ رعایت کرنی چاہیے تاکہ دوسری قومون مین اونکی عزت ہو ذرا تامل کر کے جوابدیا اگر مین ایسا کرون تو قوم سور کا بادشاہ کہاؤنگا اور جو سب پر عاطفت شاہانہ برابر ہوگی تب ساری قوم افغان کا بادشاہ مانا جاؤن گا **رحلت شاہ** ۱۲- ربیع الاول ۹۵۲ھ ہجری کو جبکہ قلعہ کالنجر کا محاصرہ کئے ہوئے تہا بانون مین آگ لگ جانے سے جلکر مرا لیکن تادم واپسین قلعہ فتح کرنے کے تاکید کرتا رہا بالاخر قلعہ تو ہاتھ آگیا پر اسکی جان ایسی گئی کہ پہرہ آسکی **بشعر** امید بد تبر آید وے پہ قائدہ زانکہ ۱ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ۲ **قطعہ وفات** یعنے ہے ۹۵۲ شیر شاہ آنکہ از صلابت او ۱ شیر و نر آب را بہم مے خورد ۲ چون برفت از جہان بدار بقا ۱ گشت تاریخ او ز آتش مرد ۲

[1] سلیم شاہ بنے اسلام شاہ بھی کہتے ہین بعد پدر آٹھ برس چند مہینہ بادشاہی کر کے ۹۶۰ھ ہجری مین مر گیا۔

[2] سید شاہ میرک سید عالی نسب میر سید شریف جرجانی کی اولاد سے جزئیات فنون اور نوادر امور مین بےنظیر تہا

نادرالعصر شیخ عبدالحی	کہ بوصفش مرازبان نبود	وقت نزعش بسرسیدم من	گفتم ای چونتو در جہان نبود
سال تاریخ خویش خود فرما	کہ چو او در دبرزبان نبود	گفت تاریخ من بود نامم	بندہ وقتے کہ درمیان نبود

شیخ عبدالحی مین سے لفظ عبد دور کردیا شیخ الحی رہا اور مین سن وفات نکلتے ہین۔

شیخ محمد دہلوی - دہلی کے اکابر علما اور اماجد شرفا مین تھے۔ صاحب منتخب نے بضمن شعرار عہد اکبری انکا ترجمہ یون لکھا ہے۔ علو حسب و نسب و فضایل مکتسبی و موروثی مین یگانہ زمانہ تھے بعد آشنائی غریبانہ چندسالہ کے جس سال شاہی لشکر تسخیر قلعہ چیتوڑ کے واسطے جارہا تھا اتفاقاً قصبہ (باری) کے نواح مین میری انسے ملاقات ہوگئی وقت بہت تنگ تھا ایک ساعت بھی یکجائی وہمکلامی کا موقعہ نملا ؎ ملگئے راہ مین مگر نملے ٭ وہ اودھر ہم ادھر چلے آئے ٭

اگرچہ نظر بعظم شان وجامعیت فضایل ذیل شعرامین اونکا ذکر کرنا موزون نہ تھا الاگاہ گاہ نظم فرماتے تھے لہذا یہ مطلع اونکا بطور یادگار لکھا گیا۔ **مطلع**

اگر بروز عمت صبر اختیار کنم		چو اختیار نماند بگو چہ کار کنم	

اوسی کتاب کے صفحہ ۱۹۹ مین ذکر کیا ہے ملا نورالدین محمد ترخان نوری تخلص کو تاتارخان حاکم دہلی کے ساتھ ناخوشی تھی ملا نے اوسکی ہجو مین اڑہائے سو بیت کا قصیدہ لکھا ہے اور بزرگان دہلی کے ساتھ گستاخیان کی ہین بہتیرے اوسی قصیدے کے ہین ؎

آہ زد ہلے و ہزار اہ	زر زخرابئے عمار اہ	مفتئے دہلی است میان جہال	مفت ندادست فتاد اہ
حاکم شہر است زتاتارخان	خادم او چہرہ حمار اہ	شیخ حسن چکنے نہ بزہری	چک چک بسیار و چکا جاہ
وقت صلواۃ است طہارا ہ	مقبری برآمد بمنار اہ	شہر کشی و شہر کش شہر کش	لک لک بسیار و لکا لاہ

شیخ محمد کنبو نے جو فضلائے دہلی سے تھے تمام قصیدہ کا جواب دو بیت مین دیا ہے **قطعہ**

نوردین لادہ پدر او ازین	زادہ چنین لادہ زلاداتہ	جنگ دہ آن آیلہ بیہودہ گو	لیس جوابٌ لخرافاتہ

اوسی زمانہ ۹۸۰ ہجری مین جبکہ شہنشاہ اکبر نے حکیم مرزا پر لشکر کشی کی تھی شاعر ہجو گو براہ خیرہ سری وخلاف ورزی پنجاب سے اپنی جاگیر کو لوٹ گیا بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اوس سفر سے مراجعت

کرنے کے بعد فتحپور پھونچکر چند سال معرض عتاب اور کشاکش حساب و کتاب مین رکھا شاعر ہذیان سرا نے بہت ذلت و تکلیف اوٹھائی کہتے ہین کہ اوسی گستاخی و بے ادبی کے سبب جو اوس نے بزرگون کے ساتھ کی تھی یہ خواری اوسکو نصیب ہوئی۔

بہادر شاہ باپ کا نام محمد حیات تہا (مارہرہ) کے رہنے والے تھے۔ سلسلہ نسب نو واسطون سے خواجہ حسن ملتانی مارہروی تک پہونچتا ہے۔ اور چودہ واسطون سے شیخ عبد اللطیف مجاہد کے ساتھ ملتا ہے شاعر نامدار خوش فکر بدیہ گو بلاغت شعار تھے عربی مین مصباح تک تحصیل کی تھی فارسی مین تبحر حاصل تھا۔ انکے دقیقہ سنج طبیعت نشتر زن عروق معانی اشکالات۔ اور قوۃ حافظہ پر یگانہ فراداں معلومات تھی۔ حدت ذہن و جودت طبع سے مسایل علمی مستحضر۔ اور حکایات لطیف وصدہا اشعار و قصاید و مثنویات طولانی ازبر تہین۔ محمد جعفر اصفہانی و دیگر ماہران سخن کے ساتھ ہمصحبت رہی۔ پہلے محمد پہر شاہ تخلص کیا وضع نہایت سیدہی سادی تھی مزاج مین مطلق تکلف نہ تہا گدشتگی و شکستگی شعار خاکساری و فروتنی عادت تھی معاصرین اوستاد مانتے اور عزت کرتے تھے ؎ بہادر شاہ سلطان معانی ۔ سر سیر علم را صاحبقرانی ۔

غزل۔ قصیدہ۔ تاریخ۔ معما۔ پہیلی۔ ہر قسم کلام پر قادر تھے بسبب وسعت حوصلہ کبھی کلام فراہم کرنے کا خیال نکیا یہی سبب ہے کہ بہت سا کلام انکا دست برد فنا ہوگیا بعض عزیزون نے کچھ جمع کرلیا تہا کہ بصورت دیوان اس ہیچمدان کے پاس موجود ہے اوسمین سے تھوڑا سا شادابی خاطر ناظرین کے واسطے یہان درج کیا جاتا ہے **وہو ہذا**

قطرۂ خوبے زرخش رخیت فرو گل گردید	نالہ از دل من سرزد و بلبل گردید
داغ آغشت بخون لالہ حمرا گل کرد	آہ پیچید بخود طرۂ سنبل گردید
دوش از عکس رخ یار و نگاہ مستش	جام مل گل شد و گل در کف او مل گردید
ہمچو مرغے ز قفس جستہ کہ در دام افتد	دل ز خط جستہ گرفتار بہ کاکل گردید
نیست مطلوب کلام دگر استاد ادرا	شاہ تا معتقد طالب آمل گردید

	ایضاً	
طلبِ دردکن وخاطرِ مسرور گذار		پنبہ بردار نمک بر سرِ ناصور گذار
شاہ طوفِ دلِ خود کن کہ شفا خوش گفت		حلقہ زن بر درِ دل کعبہ بہ جمہور گذار
	ایضاً	
گہ زیبِ حرم باشی گہ شمعِ کلیسائی		تا چند کنی جلوہ در پردۂ رعنائی
ہر کس کہ نظر آید زنار ببر دارد		کافر شدہ یک عالم زان زلفِ چلیپائی
بردار ز رخ پردہ یک لحظہ تماشا کن		اے بر سرِ راہِ تو خلقے است تماشائی
در بزم چو بنشینید صد فتنہ بپا سازد		بر خاستنش باشد یک آفت بالائی
	ایضاً	
از تیغ آن ستمگر در ہر گذار و کوئی		غلطان سری بطرفی رقصان تنے بسوئی
آمد شبی بخوابم سرمست ناز نینی		کاکل بپا فگندہ نازک میان چو موئی
زلفِ سیہ چہ زلفی از مشک ناب چوگان		سیب ذقن چہ سیبی از سیم سادہ گوئی
اے شاہ گر توانی حرفے بزن کہ حیف است		مُہر سکوت بر لب مثل تو تازہ گوئی
	ایضاً	
نشنیدی بخاکم قد نباز افراختی رفتی		قیامت بر سرِ این خستہ بر پا ساختی رفتی
کشادی زلف را و دادی از نہادِ دل بر آوردی		نمودی روئے خود آتش بجان انداختی رفتی
ز بیدادِ تو در پیش کہ نالم ای شہ خوبان		سپاہِ غمزہ بر اقلیمِ جانم تاختی رفتی
زدے لاف از تحمل شاہ در پیشِ نگاہِ او		بیک دیدن دل و دین صبر و طاقت باختی رفتی
بلبل نکند یاد ز گل گر بدن انیست	ایضاً	یک غنچہ نخندد بچمن گر دہن انیست
گل چاک زند جیب اگر پیرہن انیست		روشن نشود شمع دگر گر بدن انیست
رضوان بہ ثمرہائے بہشتی نکند ناز		گر در چمنِ حسن تو سیبِ ذقن انیست

بولیش مبر اے باد کہ جیب مہ کنعان
گردد چو گلستان پارہ اگر پیرہن انیست

ای شاہ ز اوصافِ کلامت چہ تو انگفت
گوہر بصدف آب شود گر سخن انیست

با این قد و قامت بقیامت چو در آئی
آید چہ قیامت ز تو بر جانِ قیامت

حشرے دگر از بہرِ شہیدانِ تو سازند
تنگست بعشاقِ تو میدانِ قیامت

زہم پاشش یکے گفت کائے وفا دشمن
زد رد دورئے تو مرگ شاہ درپیش است

بخندہ گفت خمش باش این چہ جائے غم است
بہر کدام ہمین شاہراہ درپیش است

دی شب بکہ برخوردئے و مہمان کہ بودی
اے کانِ ملاحت نمکِ خوانِ کہ بودی

بیمار تو از حسرت دیدارِ تو جانداد
بید رد بگو در پئے درمانِ کہ بودی

در گوشۂ چشم تو بود نقطۂ خالے
یا نافۂ مشک است کہ افگندہ غزالے

گفتمش قتل من خستہ چسان میخواہی
گفت گاہے بتغافل بہ نگاہے گاہے

چو زخم از خندہ خون گریم زحالِ من چہ پرسی
نشاط من باین رنگ از ملالِ من چہ پرسی

بر لعلِ تو سبزہ رنگ بستہ
یا چشمۂ خضر زرنگ بستہ

ز سبزہ پشت لبش نو بہار پیدا کرد
کہ در نواح یمن سبزہ وار پیدا کرد

من دوشتی کہ جائے گل دل صد چاک می روید
اگر از نخل پرسی آہِ آتش تاک می روید

زمینِ میکدہ دارد عجب خاصیت ای زاہد
کہ گر مسواک بنشانی بجایش تاک می روید

چو افشانم سرشک از دیدہ انجم از زمین خیزد
چو دود از دل کشم نیلوفر از افلاک می روید

آمد فروز اسپ دو بہ قتلم شتاب کرد
سر بر گرفت از تن و پا ور رکاب کرد

ساقی بگیر جام کہ من بے خبر شدم
کیفیت نگاہِ تو کار شراب کرد

از سرو سہی بار دگل از بید بر آید
امانہ امید از تو کہ امید بر آید

شہر است ہمہ منتظر از گوشۂ ابرو
یک عشوہ بفرما کہ مہ عید بر آید

بر داشت ملک سوئے فلک این غزل شاہ
تا نغمہ زہ از لبِ ناہید بر آید

طرفہ بیدادے بمن زان جنبش ابرو گذشت | کار جان از تاب و تاب زلف و دل از پہلو گذشت
کو مسیحا تا کند بیمارے دل را علاج | صبر از غم غم ز درد و درد از دارو گذشت
شاہ ایام جوانی رفت و پیری در رسید | خواہش از دل دل ز قوت قوت از بازو گذشت
از بہاران نکشم منت تکلیف جنون | خضر دیوانگیم سبزہ نوخیزے است
ناصحا پند تو تلخ است بہ پیشم کہ دلم | چاشنی گیر کلام شکر آمیزے است
خال کہ جا بر لب جانان گرفت | مور وطن در شکرستان گرفت
خوردن خون گشت نصیب دلم | بوسہ ز لعل لب تو پان گرفت
پے رخ آنسرو گل اندام شاہ | خاطرم از سیر گلستان گرفت
دل چاک شد از تیغ نگاہ تو جگر ہم | باقی است ہنوزم ہوس زخم دگر ہم
گر دید میان دو عدم ہستیٔ ما گم | تنہا نہ دہانش زدہ رہ بلکہ کمر ہم
دشنام دہی گاہ و گہے بوسہ کنی لطف | زہر است نہان در لب لعل تو شکر ہم
با آتش مے نشاند لالہ رارویے کہ او دارد | ز سنبل مے برآرد دود گیسوئے کہ او دارد
فریبد حور و غلمان را بخود رویے کہ او دارد | برد از راہ جنت را سر کویے کہ او دارد
نماید شمع را پامال حسرت سان نعشش | دل آئینہ سازد آب زانوئے کہ او دارد
سبرے افگند خورشید پیش رویٔ تابانش | بماہ نو کشد ابرویے کہ او دارد
صفائے عارضش صبح وطن از زندہ می سازد | خیر از شام غربت میدہد موئے کہ او دارد
خدای شاہ از تندیٔ طبع شوخ بے پروا | بجان برق آتش مے زند خوئے کہ او دارد
بفریب وعدہ تا کے رہ انتظار گیرد | بقرار خود وفا کن کہ دلم قرار گیرد
چو ز باده رخ فروزد بہ فرنگ و روم تازد | چو ز طرہ چین کشاید ختن و تتار گیرد
بچمن خرام یکرہ کہ خزان ز پا در آید | لب خود ز خندہ وا کن کہ جہان بہار گیرد
پس مرگ شاہ خواہد کہ بحشر مثل باقر | چو سبز از کفن برآرد رہ کوئے یار گیرد

بہ بابِ مسجدم نے لایقِ دیر — کس از گبر و مسلمانم ندانست
حسن شد زندۂ جاوید بفیضِ نگہم — چشمۂ آبِ بقا و نظرِ پاک یکے است
دادہ ام شاہ دلِ خویش بہ طفلیکہ برش — سیرِ گلزار و تماشا ردلِ چاک یکے است
بیمارِ ترا چارہ ز عیسی شدنے نیست — باشد ز لبت بہ شدن اما شدنے نیست
حسن را پروازِ شہرت مے دہد بازوی عشق — شورِ شیریں در جہان از کوہکن برخاست است
ہمچو شمع کشتہ از کم التفاتی ہاش شاہ — داغ بر دل آہ بر لب زانجمن برخاست است
نظر بہ حال کن در درسگاہِ دہر ای نادان — کہ چندان اعتباری نیست استقبال و ماضی را
مثلِ آن شمع کہ مے میرد و بازش سوزند — داغِ نو بر سرِ داغِ دگر افتاد مرا
باطن ز درد پُر بود ارباب فیض را — بنگر کہ گریہ از تہ دل ہست چاہ را
پوشیدہ ماند جوہرم از دستِ مفلسی — چون تیغ زنگ پارہ بشناخت کس مرا
بوترابی ہست مشربم اے شاہ — بے سبب نیست خاکسارے ما
شاہا فروتنی نکند کسرِ شانِ تو — قدر از نزدل کم نشد جبرئیل را
لبش جان بخشد و چشمش بکشتن میل مے دارد — مخالف دیدہ ام در دینِ عیسی این فرنگی را
رخش گل چشم نرگس سرو قد زلفش سنبل — بحسنِ اتفاق این تازہ باغے کردہ ام پیدا
چون سیلِ اشک نیست صدائے زبا بلند — باشد روان بغیرِ جرس کاروان ما
یکدم آسودہ نباشم چون نبض — زندگانی است طپیدن مارا
عمر بگذشت بگنج قفسم — شد فراموش پریدن مارا
دلا با خاکساری ساز کو سامان ترا باید — کہ دانہ چون بخاک آمیخت برگ و بر شود پیدا
چشمِ ابغام زردشن گہران دار کہ ماہ — فیض از پرتوِ خورشید ربا یدہر شب
سنگے دوران کند ہموار جانِ سخت را — نرم آخر میکند سوہان کمانِ سخت را

رباعیات

از باغِ جہان لالہ عذاران ہمہ رفتند
وز بزمِ طرب بادہ گساران ہمہ رفتند

مجنون بہ بیابان شد و فرہاد بہ کہسار
ما یاکہ نشینیم کہ یاران ہمہ رفتند

برمندِ اقبال نشستی داری
غفلت تا چند ہمچو مستی داری

بیدستان را یدِ ستگری دریاب
فرصت مدہ از دست کہ دستے داری

حجام پسرہست حرامی پرفن
نایدز پئے حجامت ہرگز سوئے من

چون شانہ دلم چاک بود از کفِ او
چون آئینہ حیرانم ازان گندہ دہن

تاریخ تولد فرزند

چو امدادِ حسن را خلعتِ ہستی بر آمد
بحمد اللہ کہ نخلِ آرزویم را ثمر آمد

پئے تاریخ میلادش رقم زد خامہ ام مصرعہ
سرورِ سینہ نور دیدہ پوند جگر آمد ۱۲ھ

عیدی

عید قربانست یدخواہِ تو قربانِ تو باد
خالقِ اجسام وجانہا حافظِ جان تو باد

بخت سعد و طالع فیروز دایم یاورت
دولت و اقبال و عزت زیبِ سامانِ تو باد

پھیلی پلنگ

ایک پورکھ وہ سیہ کہادے
چار پانون اور چلا نہ جاوے

شاہا اسکو بوجھے کو
سر کاٹے سے لنگڑا ہو

پھیلی شطرنج

مر

دو لشکر ہم دیکھے بھائی
بن ہتیارون کرین لڑائی

گہرے نکل کرین نہسین کام
گھر ہی مین ہوسبکا سنگرام

چپراس

اُلٹا سیدہا واکا نانوُن
جسکے دیکھے ہالے گانوُن

نیکے لگے موہے وہ جہنکار
چوراسی جس کا ارت اسی اور چار

فی الجملہ شاہ نے سب کچھ سنکر بالآخر ۱۲۵۳ ہجری مین ہمیشہ کے لئے کنج خموشی مین جگہ لی افسوس

شعر

آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

وو فرزند ذی علم متقی و متشرع چھوڑے۔ محمد حسن پسر خرد نے ہند سے بیت اللہ کو ہجرت کرکے ۱۲۶۰ ہجری مین مدینہ طیبہ مین انتقال کیا اوسی بقعہ متبرکہ مین مدفون ہوئے انکی نسل باقی نہین۔ امداد حسن پسر اکبر بھی زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوآئے تھے جس سال باپ کا انتقال ہوا اوسی سن کے آخر مین بمقام باغپت ضلع میرٹھ رحلت کی وہین دفن کئے گئے۔ اونکے بیٹے منشی امیر حمزہ ہنرمند فارسی مین کامل الاستعداد سیاق مین ماہر تھے۔ اونکے بیٹے محمد حمزہ پولس مین سب انسپکٹر ہین شاہ کے مرگ کی بہت سی پُر اثر تاریخین لکھے گئے ہین ہم بخوف اطناب چند قطعات پر اقتصار کرتے ہین۔

قطعہ تاریخ وفات از منشی کریم حسن کنبو مارہروی

شاہ فردوس خوابگاہ کہ بود	کہتہ سنج یگانہ رفت افسوس	انکہ میر سخت از نے قلمش	غزل عاشقانہ رفت افسوس
قمری خوش نوا نماند ایوای	بلبل خوش ترانہ رفت افسوس	انکہ با اہل علم دانش داشت	صحبت جاودانہ رفت افسوس
انکہ در عرصہ سخن تیرش	آمدی بر نشانہ رفت افسوس	انکہ بودہ است شہرہ اش در ہند	از کران تا کران نہ رفت افسوس
انکہ دایم بطاعت حق داشت	فرق بر آستانہ رفت افسوس	انکہ نادیدہ عالمش بودہ	مخلص غائبانہ رفت افسوس
	بادل چاک گفت و اغبرار	الوری زمانہ رفت افسوس	
	۱۲ ھ ۵ ۰		

ایضاً ریختہ قلم معجز رقم حضرت مولانا سید شاہ صاحب عالم مارہروی

خاقانی عہد چون ز دنیا بگذشت	زین درد بگفت پیر و برنا افسوس	تاریخ وفات او خرد گفت زدرد	شاہ شعرا نماند ایوا افسوس

ایضاً

سخن سنج کہن شیرین کلامی	کہ بود او طوطیٔ ہندوستان آہ	شکر ریزی ہا شعارش ہمیداد	عجب لذت بگوش ہا سعادت آہ

افادات وکمالات چه فتاش	نگنجد در هزاران داستان آه	بهر وادی که دریا بیش بوده	وحید عصر و یکتای زمان آه
ازین دار فنا آن عازم خلد	چو بسته رخت هستی ناگهان آه	قلم تاریخ سال رحلت او	نوشت آن شاعر شیرین بیان آه

وله

حیف مرده آنکه بحر آتش رفت	تا فلک نالهٔ وآه شعرا	روز روشن ز فراق رخ او	تیره شب شد بنگاه شعرا
سر بر هنه بفرقش شد اند	از سر افتاد کلاه شعرا	آه صد آه که از رحلت او	ماند پے شاه سپاه شعرا
بردی ادرا و نکردی ای چرخ	رحم بر حال تباه شعرا	چه دهم شرح که چون میگذرد	در غمش شام و پگاه شعرا
گشت بزم شعرا بے لذت	ایزد پاک گواه شعرا	شعرا چون نه سر اسیمه شوند	که شد آن پشت و پناه شعرا
یارب اکنون که شود رهبر شان	شد نهان خضر ز راه شعرا	مضطرب چون نشوند آه که رفت	مایه حشمت و جاه شعرا
بنظر ها شده عالم تاریک	در خسوف آمده ماه شعرا	گرده بر شعرا بیداد دسه	ایفلک چیست گناه شعرا
	اگر کسے سال چهالش پرسد	گوز دنیا شد شاه شعرا	

عالم شاه متخلص به والا ابن محمد پناه متوطن قصبه طیبه مارهره سلسله نسب چار واسطون سے محمد امین کے ساتھ ملتا ہے جو عہد محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی کے امرا مین سے تھے شیفتہ مشرب وارستہ طبع نازک مزاج عالی دماغ سخن مین بدیہہ گو خوش گفتار شیرین مقال نازک خیال تھے امرا وقت عزت واحترام کرتے رہے سن بارہ سو بیس ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا **مصرعہ** بہر اد دروازہ جنت شود پ تاریخ وفات ہے زمین سخن مین انکی گلکاریان ملاحظہ کیجئے۔ **وله**

مرگ است منت حضر از بهر زندگی	خوشتر بود ز آبحیات آب ر دهرا	دیوانهٔ گلیم که بوے وفا دهد
نتوان فریفتن بهمین رنگ و بو مرا	گو با ما سخن ایواعظ از نه گامهٔ محشر	تماشا کردهٔ قد قیامت دستگاهش را
گر همه توبه نصوح است شکستن بهتر	ساقیا گرد و سه جامی کنی امداد مرا	هر شام میزند چو شفق جوش خون ما
موقوف بر بهار نبا شد جنون ما	گر همین جلوه دهی سم خود آرائی را	تاب نظاره کجا چشم تماشای را
مشتاق تو زنده با میدخبر ست	جان بر لب و چشمش بره نامه بر ست	صیاد ندارد خبر از حال اسیران

افتاده بکنج قفسے مشت پرے هست — امروز دهندش بسر خود همه کس جا — والا بکف انکه چو گل مشت زرے هست

چو یار دیر رو کعبه ره دورے روند — ورنه کدام دل که در و منزلے نیست — ذوق شهید ناز تو یابد اگر مسیح

میرد بحسرتے که چرا بسمل تو نیست — شمعے بخلوت دل من بے داغ نیست — محتاج خانه ام بفروغ چراغ نیست

یارب چه عذابست بران مرغ گرفتار — بسمل به پسندد و طپیدن نگذارند — تب جان بخش و چشمش آبخه یاما می گذارد والا

نه از اعجاز می آید نه از سحر و فسون آید — شهید آن کف دست حنا زگم عجبے خود — ز خاکم جائے سبزه پنجه مژگان بردن آید

سپندم شعله ام بر قرص شرارم — بهر رنگی که هستم بیقرارم — ندانم رنگ و بوئے عافیت را

گل داغم بهار لاله زارم — دل شیدا نداغم محو دیدار که شد یارب — که چون آئینه از سر تا قدم چشم چرانم

برنگ نخل شمعم شعله باشد برگ و ساز من — چو خار خشک دارد آب از آتش بهار من — بصحرا لفتے باقی است شاید روح مجنون را

هنوز از خاک این وادی سر لیلی جنون آید — نه آهے هست اینجا کز جهان تا بیستون آید — نهال غم مگر روئید و بالیده به آید

مرا گذار ز کویش چه مشکل افتاده است — بهر طرف که نگه میکنم دل افتاده است

بسکه تن صاف ترا از آب زلال است ترا — میتوان دید که در دل چه خیال است ترا

تو کے در زندگی روزی نشستی در کنار من — که بعد از مردنم باشی بتے شمع مزار من

فزون تر میشود از گریه من سوز داغ من — کند آب سر شکم کار روغن با چراغ من

یکویت بود غوغائے ز جور چشم و گیسویت — نشد معلوم اے ظالم کرا کشتی کرا بستی

فلک شد کاغذ آتش زده از شعله آهت — قیامت کرده والا طلسمی بر هوا بستی

فصل بهار میرود ساقے گلذار کو — رخ خمار میکشد باده خوشگوار کو — قاصد اگر چه میرود وعده وصال میدهد

جان بلب رسیده را طاقت انتظار کو — پذیرونق از اهل کرم بزم هستیان — فروغ مهر میسازد چراغ ماه را روشن

بوده سائیده سنگ جفا منظور خوش چشمان — مرا اینعنی باریک شد از تیار دشمن — نوائے شور بلبل گشت شور بال پروانه

مگر از آتش گل بود شمع بزم مارشن — ازان چاه زنخدان او سواد خط تعلیم شد — که در ظلمات باشد چشمه آب بقا روشن

مگر کحل الجواهر بود خاک پائے شاه حمزه — کزو والا مرا میگشت چشم شهد عارشن — معجز عیسی و سحر سامری

غمزه بود از چشم جادوئے کسے — سر ز راه دم چو والا در چمن — یاد م آمد قد دلجوئے کسے

بمہر تقی ہیستم بس خشاش و بشاشے براہت آبیاشی کردہ ام از چشم خونپاشے	منتبش ایجان مخلص بدشمن گرم پرخاشے	سرت گردم چہ خواہد شد اگر یارہ فرمائی
چون جملہ توئی تن وروانت خوانم نزدیک بدل زدیدہ دوری دایم بخیال در حضوری	**رباعی** باانکہ رقیدایں دوآں آزادی قرب معنی است بعد صوری	زیباست اگر جان جہانت نوانم لیکن بمثال ایں و آنت خوانم بردیم زہجر رہ بوصلت

محمد شفیع حافظ محمد نظام جیوری مارہروی کے پوتے علوم وفنون خصوص یہاں کا ہندی ہین یادگار اکابر پیشین سمجھے جاتے تھے راجہ ہردے سہائے پسر راجہ ستر سال مسند نشین حکومت بوندیلکھنڈ کو انکے ساتھ دلی اُنس تہا ایک ساعت کے لئے علیحدگی گوارا نہ تھی بڑے ثقہ ومہذب تھے قدرۃ العارفین سید شاہ برکات مارہروی کی تاریخ وفات مین یہ قطعہ ہندی انکا مشہور ہے۔ **قطعہ**۔ جوئون رہے تھے یا کالکال سبی جگ دین کے بیل بئے بارعاسورا کون ساہ برکات بیکنٹھ جائے سمادہ لئے۔

سن گیارہ سے بیالس جوہتے گنتی جوسوجان گنائی وے
سب دیکھو بچارے کے آج ہے اب جوت مین جوت سمائی گئے

عطا حسین متخلص بہ عطا حکیم نجف علی مارہروی کے بیٹے نہایت خوش مزاج نیک خوبذلہ سنج لطیفہ گو تھے فارسی کی عمدہ استعداد تھی ہر شخص کے ساتھ خلوص نیاز اور دلسوزی سے ملتے قلب رقیق تہا غریب وآشنا کی تکلیف دیکھکر دل بہر آتا تہا آبدیدہ ہوجاتے تھے عمر معلم گری مین بسر کی شعر وسخن کا چسکہ رہا مثنوی (شکایت سعایت) اُردو زبان مین انکی تصنیف سے مشہور ہے۔ یہ مثنوی بغرض اصلاح نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان غالب دہلوی کے پاس بھیجی گئی تھی حضرت غالب نے چندہی جگہ خفیف ترمیم کی ہے اور جو عبارت اوسکی نسبت تحریر فرمائی ہے ہم بجنسہ اوسکو یہان نقل کرتے ہین **غالب** صاحب یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہوگئی ہے اس بزرگوار کے جگر مین کیا گیا

گھبا ؤپڑے ہونگے تب یہ تراوش خونتا پہ ظہور مین آئی ہوگی حزہ یہ ہے کہ عنوان بیان سے حق بجانب انہین کے معلوم ہوتا ہے چونکہ اصل کار میری نظر مین نہین اور حقیقت حال مجھپر مجہول ہے اس واسطے انجام و آغاز اندازہ و انداز کچھ نہین سمجھا حاک و اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرمالین میرے بحسب دستور اپنے ہر جگہ بنشار اصلاح لکھدیا ہے - میرا شیخ صاحب سے سلام کہیے گا اور کہیے گا کہ کیا کرون دور ہون معذور ہون مدد نہین کرسکتا اعانت کے مراسم تقدیم کو نہین پہونچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام ۲ مثنوی کا آغاز اس قطعہ سے ہے

چندے غم دل بدل دروں پروردم	از خوف جنون کنون برون آوردم
اعداد وقوع چون موافق افتاد	۱۲ ہمنام شکایت سعایت کردم

اے سخن آفرین ماہرہ	عکس انگین ماہرہ	خلل انداز بزم مہ چہرگی	تفرقہ ساز بزم یکجہتی
نمک خوان تفرقہ سازی	شورش انداز فتنہ پردازی	ناوک سینۂ نیاز درون	کاہش خاطر دل محزون
زلف سر دادۂ پریشانی	آئینہ دار روئے حیرانی	سرمۂ دیدۂ سخن چینی	خال رخسار زیب خود بینی
کاوش سینۂ نیاز قرین	خارش دیدۂ نثار آئین	عالم نکتہ ہائے غازی	واقف رمز افترا سازی
کینہ توز دل محبت کیش	سینہ سوز سر وفا اندیش	رونق مسند سخن چینی	آبروئے نگاہ خود بینی
باعث سردی وفا و وداد	سبب گرمئے عناد و فساد	تو ہے کون اور کیا ہی تیرا دین	اہل دین کے تو یہ نہیں آئین
مین تو در لدادۂ محبت ہون	اور گرفتار دام الفت ہون	ہر کسی سے نیاز رکہتا ہون	سور کے ساتھ ساز رکہتا ہون
گل ہون مین گلستان الفت کا	سرو ہون گلشن مروت کا	رنگ و بوئے گل وفا ہو نہین	مست بوئے گل وفا ہو نہین
بلبل گلستان یاری ہون	قمرے سرو جان نثاری ہون	نہ ہی خوبون مین افسانہ	اچھی باتون کا ہون تو دیوانہ
بے حقیقت ہون جو ٹکڑے سفال	باحقیقت ولے بہ صد اغال	مستمند و غریب و بیچارہ	دشت ادبار مین ہون آوارہ
دل شکستہ ہون اور غمزدہ ہون	خستہ تن اور مین تمزدہ ہون	دردمند جگر گداختہ ہون	ایک غم سے مین سہرہ باختہ ہون
تاب و طاقت رہین وحشت ہے	خواب و آرام وقف حسرت ہے	نہ چمن ہون نہ باغبان چمن	مرغ گم گشتہ آشیان چمن
کیا کہون کیسا بے نصیب ہون	ہون وطن مین ولے غریب ہو نہین	ماجرا اپنا گر سناؤن کبھو	چشم خورشید سے گرین آنسو

ابر کا سینہ چاک ہو جاوے	برق بھی جلکے خاک ہو جاوے	اشک سے میری شک چھوں کو	آہ کی تاب کب ہے گردن کو
غنچہ گر بیکلی میری دیکھے	نام کو بھی ہنسی کا نام نہ لے	لالہ ساں گریہ دیکھے داغ دلی	چشم نرگس ہے کہلی کی کہلی
گل میرا حال دیکھ جلتے ہین	کف افسوس برگ ملتے ہین	ایک ای کینہ جو صفا دشمن	اس قدر میرے ساتھ سو الظن

اسیطرح بہت سی تہید و بیان کے بعد داستان حال پُر ملال بر سبیل اجمال یون لکھتے ہین۔

دیکھکر حال خرچ دون پر در	کی معلم گری مین عمر بسر	گرچہ کچھ اس قدر نہ تھی پر وا	مقتضا زمانہ پر یون تھا
ایکدت برنگ فصل بہار	رہی مکتب کی گرمے بازار	پھر کچھ اوسمین کساد آنے لگا	آخر آخر فساد آنے لگا
گو متاع سخن تہی بالا دست	تھا ہر اک مشتری کا حوصلہ پست	ناد ہندی کو کام فرمایا	اسم دادن بہ لب تلک آیا
اور شاید جو کی طلب تنخواہ	حاصل امر خود سخن تھا مخواہ	جب ہوا حال ماضیے مطلق	خواستن سے مخواہ کر مشتق
حرف مطلب پر رکھکے بیٹھے لب	متحرک کیا کہا مطلب	خوب مصدر سے اشتقاق کیا	متعدی کو لازمی جانا
فعل مجہول سب نہ قول قرار	تھا مذاد ون قریب استمرار	نا تگنے مین سمجھ کے رسوائی	نہوا اوس کا مین تمنائی
دلکو اسپر بھی جب سکون نہوا	پھر بھی مکتب مین تفرقہ ڈالا	کرکے اثبات علت و معلول	فعل معروف کر دیا مجہول
	ہو گیا خط کے آنے جانے پر	اور تبیان تمام زیر و زبر	

ہمدمان سیتیزہ خیز کے ساتھ اسطرح خطاب نصیحت امیز کرتے ہین۔

ہمدمو کس لئے یہ کاوش ہے	کونسے بغض کی ترا دش ہے	جرم ٹھیرا کے دو سزا اوسکی	حرکت دیکھو یہ نہین اچھی
مین تو تعظیم مین ہون سرگرم	تمکو اسکی بھی کچھ نہ آوے شرم	جرم کارون کو یون منا لانا	رحم کی جا یہ غیض فرمانا
پئے ازار یہ کمر بندی	الشالله رے خردمندی	عیوض خدمت زر و اطفال	خون میرا تمکو کیون ہوا ہے حلال
ای سر سروران دولتمند	کون کرتا ہی یہ طریق پسند	اوٹھ کے کیون آئی ہو ڈرائی کو	دیکھنے خر دے دیڑائی کو
گھر پہ چڑھ آنا طرفہ تھا مضمون	مانیا قطرب اور تھا یہ جنون	ورنہ یہ کیا وفور دانش تھا	یہ تو صاحب قصور دانش تھا
	کہو کیا عقل تھی یہ فرماؤ	اپنے دلمین ذرا تو شرماؤ	

غرض یہ مثنوی نہایت پر سوز و گداز ہے۔ ایک قطعہ اسی پیرایہ مین انہون نے لکھا ہے جسکے مختلف جگہ کے یہ اشعار اپنی یاد پر لکھتا ہون۔

کاوشِ اہلِ وطن سے یہ جی کی حالت	کہ مشک ہے جگرِ خانۂ زنبور صفت	جیتے جی ہی یہ ارادہ کہ وطن لوٹ چلیں
بعد مرنے کے مگر اخذ کفن کی نیت	اے عزیزِ دلِ استاد فلان سلمہٗ	تا کے در جگرِ این نشتر کین و نقمت
ایک غزل کے یہ اشعار ہین	کہین جو شیشۂ مے ساقیا ذرا ٹوٹا	تو جانیو کہ میرا دل ہزار جا ٹوٹا
مصاحب آئینہ ٹھہرا ہے اوس خود آرا کا	اب اپنی دید کا ہی اوس کا آسرا ٹوٹا	کسی کا بال بھی ٹوٹے تو سالس لیتا ہے
یہ میرا شیشۂ دل تھا کہ یہ صدا ٹوٹا	میری شکستہ دلی کی دلیل ہے یہ عطا	کہ ہو ردیف غزل مین بھی جا بجا ٹوٹا

بالآخر جوان ہونہار اکلوتا بیٹا جو عصائے پیری تہا اوسکی یہ وقت موت نے کمر توڑ دی باقیماندہ عمر تلخی سے کاٹکر ۱۲۰۹ ذالحجہ ۱۲۰۹ ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا۔

ذکر اطبا

محمد مرشد المخاطب بہ حکیم قوام الدین خان انکے باپ اعظم الدین خان محمد معظم بہادر شاہ کے زمانہ کے علما و امرا مین تہے سلسلہ النسب نوین پشت مین امام العارفین مخدوم شیخ سماء الدین سے ملتا ہے علوم عقلی و نقلی مین اپنے پدر بزرگوار کے شاگرد تہے۔ معتمد الملوک[1] حکیم علوی خان سے مطب

[1] سید محمد ہاشم علوی خان ابن سید عبد الہادی محمد شاہ کے وقت مین ایران سے وارد ہند ہوکر زمرہ اطبائے پائے تخت شاہی مین داخل ہوا معتمد الملوک محمد شفائی خان خطاب پایا طب مین بے نظیر وقت تہا نقل ہے کہ جب نادر شاہ بعد غارت گری دہلی کا ملین فن کو انتخاب کے لیے اپنے ساتھ ایران لے چلا منزل پر پہونچکر علوی خان کو بلایا اور کہا تین مریض ہون تم علاج کرو پر شرط یہ ہے کہ نبض و قارورہ دیکھکر نسخہ حال نکہون گا دوا نہ پیون گا مثل ضماد ات وغیرہ خارجی تدبیر نکرو نگا یا تمہیں مارینگے دولت کو صحت ہو جاوے ورنہ تدارک مناسب کیا جائے گا حکیم صاحب کو پہلے تو سناٹا ہو گیا پہر ذرا سنبہل سوچکر بادشاہ کے چہرہ پر نظر ڈالی دیکھا آتشین سرخ ہین چہرہ پر پیوست دیدہ مزاجی پیدا ہے اوس روز گرمی کی شدت اور آفتاب مین حدت تہی سمجہا کہ دوسرا لاحق ہے عرض کیا جاکر تجویز کرتا ہون اور نماز ظہر پڑہ کر حاضر ہوتا ہون وہان سے آکر نماز پڑہی خدمت گار کو حکم دیا کہ سدا گلاب کا پنکہا بناؤ عطر صندل و عطر خس مین بساؤ خادم نے تعمیل کی علوی خان پنکہ اپنے ہاتھ مین لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا علاج کی فکر کر رہا ہون پنکہا مجکو دیجاتا کہ حکم ہو تو خدمت سلطانی بجا لاؤن اجازت پاکر پنکہ جہلنے لگا پہولون کی خوشبو دماغ مین پہونچی قطرات عطر چہرہ و پیشانی پر پڑی روح و قلب نے تفریح پائی غنودگی شروع ہوئی اور غافل سو گیا علوی خان اپنے خیمہ مین چلا آیا قریب دو پہر کو جب خواب استراحت سے اوٹہا درد کا مطلق اثر نہ تہا علوی خان کو بلا کر اوسکی دانائی کی تعریف کی اور کہا جو چاہے مانگ لے اوسنے ایفاء وعدہ کی شرط لیکر مراجعت دہلی کی اجازت چاہی بادشاہ نے کہا افسوس تجہ جیسا لایق طبیب اس حیلہ سے جدا ہوتا ہے اور بعزت واپسی کا حکم دیا حکیم صاحب نے اوس عالم کے پنجہ سے چھٹ کر دہلی مین دم لیا ۱۱۵۱ ہجری مین رحلت کی فرد۔ چو سال رحلت علوی بہ جستم ز بگفت ہاتف طبابت از جہان رفت ۱۱۵۱ یہ بھی نقل ہے کہ ایک مقام پر بحالت سرور

کیا تہا۔ شاہی طبیبون مین منتخب اور دارالشفا دہلی کے مہتمم تہے۔ تین لاکھ روپیہ سالانہ دارالشفا کا خرچ معین تہا۔ سنہ جلوس محمد شاہی مطابق ۱۱۴۸ھ ہجری مین برسالہ روشن الدولہ ظفرخان منصب پانصدی ذات پر سرفرازی پاکر دہلی مین انتقال کیا۔ مقبرہ مولانا شیخ سمار الدین مین مدفون ہوئے۔ انکے والد نے مذہب امامیہ اختیار کرلیا تہا یہ بھی اوسیکے متبع تہے اور اوس زمانہ سے اب تک اونکی اولاد جو قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد محلہ سدو مین آباد ہے اسی مذہب پر قایم ہے۔ انھون نے دو فرزند نامور چھوڑے حکیم امام الدین خان و حکیم رضی الدین خان **حکیم امام الدین خان مخاطب بہ حکیم الملک** اطبا رنامدار و مرجع امرا روزگار سے تھے علوم معقول و منقول خوب جانتے تھے تصوف سے بھی شوق تہا فصوص الحکم و مثنوی معنوی مولانا روم کا درس ہوتا تہا نہایت خوشرو قوی بازو و شجیع جوان تہے سنہ جلوس احمد شاہ (سنہ ۱۱۶۶ ہجری) مین پانصدی ذات کا منصب تہا۔ اعزالدین محمد عالمگیر ثانی[1] نے حکیم الملک کا خطاب دیا اور ایکہزار پانصدی منصب مقرر کیا ذوالفقار الدولہ امیرالامرا نواب بیخف خان بہادر وزیر سے برابر کی ملاقات رہی۔ نخبۃ التواریخ مین مذکور ہے کہ یہ عہد شاہ عالم[2] شاہ عالمگیر ثانی کے ضعف سلطنت کی وجہ سے سکونت دہلی ترک کرکے امروہہ مین توطن کیا اونکے بہائی حکیم رضی الدین خان انکے ساتھ ہی دہلی سے اوٹھ آئے شاہجہان آباد مین انتقال کیا مقبرہ مولانا سمار الدین مین مدفون ہوئے اونکے دو بیٹے تھے حکیم مضمان علیخان و حکیم غلام علیخان

تتمہ صفحہ گذشتہ۔ نادرشاہ نے محمد شاہ کے گاین سے جسے اپنے ساتھ لے گیا تہا اور گانے مین سرآمد وقت تہے کچھ گانے کی فرمایش کی اوسنے یہ غزل گائی اور ایسی گائی کہ حیران بندہ گیا ؎ بازہوائی چمن آرزوست ٭ جلوۂ سرو و سمن آرزوست پنکہت گل را چکنم اے صبا بوئے آزان پیرہن آرزوست ٭ بادشاہ نے نہایت خوش ہوکر فرمایا مانگ کیا مانگتے ہی اوسنے قول لیکر دست بستہ دہلی جانے کی درخواست کی بادشاہ نے اوسکو بہی تاسف کے ساتھ اجازت دیدی ۱۲۔

[1] اعزالدین بن احمد شاہ غرہ محرم ۱۱۹۹ھ مین پیدا ۱۰ شعبان ۱۲۱۱ھ تخت نشین ہوا ۱۰ ربیع الآخر ۱۲۵۳ھ بادشاہ نواب غازی الدین خان مہدی علیخان کشمیری نے دہوکہ سے ایکمکان مین لیجاکر بیرحمی سے کام اوس کا تمام کیا وقت قتل یہ شعر اوسکی زبان سے جاری تہا۔ شعر مرا بظلم بکشتی طریق ٭ ادا این بود ٭ زیاد شاہی حسن توام مراد این بود ٭

[2] شاہ عالم ۱۱۷۳ھ ہجری مین پیدا ۱۱۷۳ ہجری مین تخت نشین ہوا ۱۲۲۱ ہجری مین انتقال کیا ۱۲۲۴ ہجری و ۱۲۲۶ھ مین غلام قادر خان نے اندہا کردیا تہا ۱۲۷۴ھ تک مرہٹہ کی عملداری رہی پہر انگریزی اگئی ۱۲۔

حکیم احمد رضا عرف حکیم رمضان علیخان سنہ ۲۳ جلوس شاہ عالم عالی گھر یعنی سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین بر سالہ مرزا نجف خان ہزاری ذات اور دو سو سوار کا منصب اور خطاب خانی انکو عطا ہوا اونکے بیٹے مشتاق علیخان تھے اونکی اولاد نے لکھنو کی سکونت اختیار کی۔ آغا علیخان و الطاف حسین خان کو گورنمنٹ انگریزی سے خطاب خان بہادری کا عطا ہوا اور کانپور کے انریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے شہر مین نہایت معزز و مقتدر تھے۔ ہاشم علیخان برادر آغا علیخان راج چرکہاری مین ناظم اور اونکے چچا **حکیم بندہ حسن** سرکار چودہری صاحب رئیس سندیلہ مین بعہدہ طبابت ملازم ہین۔ اسی خاندان کے بزرگ **شیخ اکرام الدین خان** آصف الدولہ کے عہد فرمانروائی مین مقام (رہٹروا) ضلع بجنور کے چکلہ دار تھے اور بعد آجانے عملداری سرکار انگریزی کے شیخ علی بخش اونکے داماد یعنی حکیم بندہ حسن کے دادا ٹھاکر دوارہ کاشی پور کے تحصیلدار تھے

حکیم غلام علیخان حکیم امام الدین خان کے دوسرے بیٹے شاہجہان آباد مین پیدا ہوئی علم عربی فارسی طب اپنے باپ سے پڑہا امراض عسر البسر کو باتون مین اچھا کرتے تھے سنہ ۴۴ جلوس محمد شاہ بادشاہ (سنہ ۱۱۴۴ ہجری) مین بر سالہ روشن الدولہ ظفر خان منصب پانصدی ذات و تو سوار کا تہا حسین علی خان خطاب ملا اور شاہ عالم عالی گہر کے وقت مین پانصدی ذات و پانسو سوار کا منصب عطا ہوا ۲۰۶۱۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۴ ہجری انتقال کیا امروہہ مین مدفون ہوئے انھون نے دو فرزند چہوڑے حکیم بو علیخان و حکیم عظیم علیخان۔

حکیم بو علیخان ۸۔ جمادی الثانی سنہ ۱۱۸۲ ہجری بمقام شاہجہان آباد پیدا ہوئے چار برس کی عمر مین اپنے والدین کے ساتھ امروہہ آئے علوم درسیہ صرف و نحو و منطق فقہ حدیث مولوی سید محمد حیات متوطن امروہہ محلہ شفاعت پوتہ شاگرد سید دلدار علی نصیر آبادی سے حاصل کئے۔ حکمت طب ریاضی مین اپنے حقیقی نانا حکیم رضی الدین سے مستفیض ہوئے۔ بعد تحصیل علوم کسب معاش کی طرف توجہ کی ۲۳ برس کے سن مین بتقریب نوکری بمقام (باندہ) گئے وہان ایک برس کوتوال اور ۶ مہینہ نائب تحصیلدار و سارہے تین برس تحصیلدار رہے پہر مستعفی ہوکر

برفاقت اسکاٹ صاحب جج میرٹھ پہونچے اور آخر عمر تک عدالت دیوانی جج میرٹھ کے وکیل رہے
۲۱- صفر ۱۲۷۳ھ ہجری کو رحلت کی امروہہ مین مدفون ہوئے ایام قیام میرٹھ مین بوجہ شوق علمی
مفتی سید محمد قلی خان امامیہ متوطن کنتور ملک اودھ شاگرد سید دلدار علی صاحب مجتہد مذہب
امامیہ سے جو اوسوقت میرٹھ مین صدر الصدور تھے تلمذ حاصل کیا بالجملہ فن طب مین نکتہ دقیق
اور نظر عمیق پائی تھی ہر گروہ معزز و معتمد علیہ ابناء زمانہ تھے علم کلام و طب مین اکثر رسالہ تالیف
و تصنیف کئے کتاب طب اکبر پر حاشیہ مسمی بہ تعلیقات اکبر لکھا ایک رسالہ موسوم بہ فواید حسنیہ
تحریر کیا اسمین ہندی دواؤن کے مزاج و افعال و خواص نفع نقصان و نسخہ ہائے مجربہ و سوال
و جواب متفرقہ متعلقہ فن طب کا بیان کیا ہے- **حکیم امجد علی خان** انکے بیٹے ہین ۱۲۷۰ھ ہجری
۱۲۷۳ھ ہجری بمقام امروہہ پیدا ہوئے صرف و نحو و طب از موجز تا قانون شیخ الرئیس اپنے والد سے
پڑہا دیگر علوم منطق حکمت ریاضی سید سراج الدین ابن مفتی محمد قلی خان سے پڑہی طب مین
علماً و عملاً اچھی استعداد ہے عہدہ ہائے تحصیلداری و ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز رہے اب بعزت
و امتیاز خانہ نشین و پنشن خوار سرکار دولتمدار ہین مجکو ان حضرت سے ملاقات صوری کا اتفاق
نہین ہوا البتہ اس مختصر کی ترتیب کے وقت بضرورت تلاش ایک کتاب کے باہمی مراسلت ہوئی
کتاب تو نملی پر جس خلق و عنایت و مہر و محبت سے انھون نے جوابات تحریر فرمائی اوس کا اثر
میرے دل پر ہے انکے بیٹے **حامد علیخان بیرسٹر** ۱۴- دسمبر ۱۸۶۶ء بمقام بانس بریلی پیدا ہوئے
فارسی صرف و نحو شرح تہذیب عبداللہ یزدی تک منطق انٹرنس تک انگریزی ہندوستان مین پڑہکر
۱۵- اپریل ۱۸۸۸ء واسطے تحصیل علوم عقلیہ کے یورپ گئے اور انگلستان سے سند بیرسٹری حاصل
کرکے بماہ نومبر ۱۸۹۵ء اپنے وطن واپس آئے اپنی قوم مین یہ پہلے شخص ہین جنھون نے لندن
جاکر بیرسٹری کی سند پائی بوجہ بیرسٹری کے لکھنؤ رہتے ہین قومی کامون مین سرگرم اور معروف شخص ہین
حکیم عظیم علیخان حکیم غلام علی خان کے دوسرے بیٹے اور اونکے اخلاف حکیم صادق علی خان
و حکیم جواد علی خان سب معزز خوش اخلاق و صاحب علم ہوئے ہین الانجبۃ التواریخ و تاریخ امروہہ

سے مستنبط ہوتا ہے کہ **حکیم صادق علی خان** کا تجربہ وسیع اور طب بڑھا ہوا ہے اور خلقت کا اونسے بہت رجوع ہے باقی اصحاب خاندان دیگر تعلقات کی وجہ سے اسطرف کم توجہ رکھتے ہین ۔

حکیم رضی الدین خان دوسرے بیٹے حکیم قوام الدین خان کے مثل اخوان و اسلاف خود بانام و نشان و معزز و محترم تھے ۲۹ جلوس محمد شاہ مین برسالہ فخر الدین خان چین اونکو پانصدی ذات کا منصب تھا ۲۷ جلوس شاہ عالم عالی گہر مین برسالہ صاحب عالم مرزا محمد اکبر شاہ بہادر انکے فرزند **حکیم فیروز علی خان** کو ملا انکی اولاد پسری نہین ہے **حکیم نیاز علیخان** پسر شیخ نیاز علیخان برادر حقیقی مولانا تراب علی لکھنوی حکیم فیروز علی خان کے نواسے ہین رسالہ تدبیر النفیر انکی تالیف سے مطبع علوی علی بخش خان واقعہ لکھنؤ مین چھپ کر شایع ہوگیا ہے بسبب کاروبار علاقہ مطب کی طرف کم توجہ ہے ۔ خوش اخلاق و پیش حکام وقت معزز و محترم ہین ۔

مسٹر ویٹ وی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر مراد آباد نے انہین حضرت سے امروہہ کی تاریخ لکھنے کی فرمایش کی تھی اونھون نے تاریخی حالات جمع کرکے یہ خدمت سید اصغر حسین نقوی متوطن امروہہ کو سپرد کی اور سید صاحب نے ۱۲۹۱ ہجری مین سید التواریخ مشہور بہ تاریخ اصغری اردو زبان مین مرتب فرمائی ۔ بندہ ناچیز جامع مختصر ہذا نے بزرگان امروہہ کے حالات اس کتاب اور نیز نخبۃ التواریخ و خلاصۃ شمس التواریخ و تلخیص التواریخ سے اخذ و استنباط کئے ہین ۔

حکیم منصور علیخان بن **حکیم محمد مسعود خان** بن **حکیم محمد محفوظ خان** بن **حکیم محمد دایم خان** برادر عینی دیوان محمد عاقل خان خاندانی طبیب فقیر دوست خیر متقی پرہیزگار بزرگ تھے ثروت و اقتدار حاصل تھا راجہ ٹکیت رائے بہادر نائب وزیر دولت نواب اصف الدولہ والیٔ اودہ کے ساتھ برابر کی ملاقات تھی ۔ راجہ تعظیم و تکریم کرتا تھا ۔ نواب کی سرکار مین راجہ کے توسل سے بصیغہ طبابت پانچ سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ تھی ۔ جب ۱۲۱۳ھ مین انگریزی عملداری روہلکھنڈ مین آئے مواضعات بگوارہ گوپال پورہ کیرت پوری گوبند پور جگدیش پور عنایت پورہ خطا پور ۔ واقعہ اضلاع بجنور و مراد آباد عطیہ شاہان سلف انکی جاگیر تھی ۔ انکا خاندان ہمیشہ سے

روشناس بارگاہ سلاطین تہا چنانچہ انکے جد اعلی حکیم محمد دانم خان اور اونکے بہائی محمد عاقل امرا عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے ہتے۔ دہلی قدیمی وطن تہا۔ غدر نادرشاہی کے بعد جبکہ دہلی تباہ اور سلطنت تیموریہ برباد ہوگئی۔ ہر ذرہ انادلا غیری بولنے لگا جس نے چاہا بادشاہ کو مہرہ شطرنج کی طرح اوٹھالیا جس نے چاہا بٹہادیا یہ قوم گزیدہ جو شمل خوشہ پروین وابستہ دامن دولت سلاطین ہتے بنات النعش کی طرح منتشر ہوگئے اور دہلی جو اونکا پرانا زاد و بوم اور دیرینہ وطن تہا اوسے چہوڑکر بلاد غیر مین جا بسے۔ چنانچہ حکیم صاحب بذات خود دہلی سے امروہہ تشریف لائے اور اس محلہ مین جسکو (شاہی چبوترہ) کہتے ہین بود و باش کی انکی اولاد ہنوز اوسی جگہ آباد ہے انکے بیٹے۔

حکیم عنایت رسول طبیب حاذق اور حاصرین پر فایق تہے عربی فارسی مین استعداد کامل تہی ایسٹہ برس کی عمر مین انتقال کیا اونکے بیٹے۔

حکیم اشفاق رسول جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول طبیب لاثانی تہے حافظہ اور ذہن بلا کا پایا تہا۔ موجز سے قانون شیخ الرئیس تک جملہ کتب طبیہ نوک زبان تہین جس مقام کا ذکر آتا ورق کے ورق اور جزو کے جزو از بر پڑہ جاتے۔ ذکاوت کا یہ حال تہا کہ استنباط مسایل طبیہ کے لئے اونکو مجتہد فن کہنا بیجا نہین۔ پر افسوس ہے کہ عمر فانی نے وفا نکی مین شباب یعنی اڑتیس ۳۸ برس دنیا مین رہکر انتقال کیا۔ **نظم**

جس سے دنیا نے آشنائی کی		اوس سے اخر کو کج ادائی کی	
تجھ پہ ہوے کوئی عبث اے عمر		جس سے کی تو نے بیوفائی کی	

انکے بیٹے **حکیم اخلاق رسول** بھی عربی فارسی مین کامل الاستعداد ہین علم کا چہا وہ جا حرجہ ہے۔ **حکیم فیض رسول** دوسرے بیٹے حکیم منصور علی خان کے نہایت خوبرو وجیہ لطیف مزاج ذہین (اخلاق یا مروت عربی فارسی مین ذی استعداد اور حاذق طبیب تہے بیوفا عمر نے انکا بھی ساتھ ندیا پینتیس ۳۵ برس کے سن مین انتقال کیا۔ **قطعہ**

مغنی خبردہ ازان داستان	کہ بودند چون گل درین بوستان
چمن را تر و تازہ آراستند	چو شبنم نشستند و برخاستند

حکیم محمد منیر بن فاخر علی خان انکے دادا دیوان محمد عاقل خان عالمگیر بادشاہ غازی کے عہد مین صاحب منصب وجاہ تہے جیساکہ ہمنے بارہا ذکر کیا ہے سلطنت بگڑجانے کی وجہ سے انکے باپ جماعت قوم کے ساتھ دہلی وطن قدیم سے ہجرت کرکے امروہہ چلے آئے وہین اقامت کی۔ حکیم صاحب ذی علم طبیب اور اعلی درجہ کے باوضع وخلیق تہے۔ اونکی اولاد بھی صاحب علم ودانش ہوئے اور ابتک وجاہت ووقار اور عزت واعتبار کے ساتھ اونکی نسل قایم ہے حکیم صاحب کے تین فرزند گرامی تھے۔ منجملہ اونکے۔

حکیم غلام شرف الدین طبیب نامی تھی۔ دوسرے بیٹے انور علی تہے نواب وقار الدولہ ووقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر انتصار جنگ جنکے اوصاف گزیدہ وخصایل حمیدہ سے ہماری کتاب کے ناظرین بخوبی واقف ہونگے اونکے نواسہ ہین۔ تیسرے بیٹے حکیم محمد منیر کے محب اللہ تھے اونکے پوتے مولوی مظہر اللہ گورنمنٹ نظام حیدرآباد دکن مین عہدہ مددگار ہوم سکرٹری پر بمشاہرہ سات سو روپیہ ماہوار ممتاز ہین عربی فارسی مین دستگاہ کامل حاصل ہے (رسالہ نور العینین فی مشہد الحسین) مصنفہ علامہ اسفرائینی جو تیسری صدی کے امام اہل سنت وجماعت ہین اور رسالہ (قرۃ العین فی اخذ ثار الحسین) تصنیف امام ہمام عبد اللہ ابن محمد عربی سے اردو زبان مین انہین کا ترجمہ کیا ہوا ہے جو (تنویر العینین) اور (تاریخ دوامام) کے نام سے مشہور اور قالب طبع مین آکر معروف نزدیک ودور ہے۔ یہ ترجمہ انکی استعداد علمی وزبان دانی کے لئے ثبوت کافی اور واقعات شہادت کے بیان مین نفیس کتاب ہے۔

حکیم عنایت حسین قصبہ (ماہرہ) ضلع ایٹہ متعلق کمشنری اکبرآباد بمقام (امین پوری) مدفن ہے اونتیسوین محرم ۱۲۹۲ھ گیا۔

صبح جلوہ افروز عالم ناسوت ہوئے لفظ (غلام سبحان ۱۱۹۲ھ) مین سن ولادت نکلتے ہین شیخ فتح اللہ ابن مولوی حافظ محمد نصر اللہ والد کا نام تہا۔ سلسلہ نسب حضرت مخدوم شیخ اسحاق برادر اکبر و اعیانی مخدوم شیخ سمار الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دسویں پشت مین ملتا ہے۔

صغر سنی تربیت تعلیم پیدائش سے پانچ مہینہ بعد سایہ مہر مادری سر سے اوٹھ گیا یعنی مادر مشفقہ نے بقضاء الٰہی دنیا سے انتقال کیا شفیق باپ نے خود اپنی آغوش شفقت مین لیکر پرورش کیا چونکہ باپ قابل تھے ہونہار بیٹے کی عمدہ طور سے تربیت کی۔ نطق آشنا ہونیکے بعد دستور کے موافق پہلے قرآن شریف پڑہایا گیا جو مسلمانون کا جان و ایمان ہے پہر فارسی کی تعلیم شروع ہوئی اوستاد ان فن سے اوسکو پڑہا اور استعداد کامل حاصل کی۔ ان کی تصنیفات سے اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ فارسی عمدہ لکھنے پر قادر تھے۔ اونکی تحریر مین صفائی بیان اور زور قلم عیان ہے۔ بجائے پُر شکوہ اور مغلق الفاظ کے مطالب کو نہایت صاف و شستہ و سلیس و شیرین عبارت مین دل پسند طریقہ سے ادا کرتے ہین۔ چونکہ اوس زمانہ مین تکمیل فارسی اور قابلیت بہم پہونچانے کے لئے عربی کا حاصل کرنا ضروری امر سمجھا جاتا تہا لہذا ایک بزرگ مولوی صدر الدین اتردلوی شاگرد مولوی نذر محمد شاہجہان آبادی سے جو مارہرہ مین سکونت پذیر ہوگئے تہے عربی صرف و نحو پڑہی اور بعد ازان مولوی نور محمد دینی سے اس علم کی تکمیل کی۔ اگرچہ یہ عربی کے عالم نہ تہے تاہم انکی تصانیف کے دیکہنے سے پایا جاتا ہے کہ عربی صرف و نحو کے علاوہ فقہ حدیث اصول وغیرہ سے بھی ناآشنا نہ تھے لیکن نہ اس لایق کہ مشاہیر علما مین شمار ہوتے۔

شاعری طبیعت موزون پائی تھی شعر و سخن کا ذوق تہا عالم شاہ والا و محمد منیر کینو مارہروی و منشی ریاض الدین بہسوانی سے جو اس فن کے ماہر گنے جاتے تہے اصلاح لی تھی انکی مجموعہ نظم تلف ہوجانے کے سبب اس بات کا پتہ نچلا کہ اصناف شاعری مین کس طرف طبیعت زیادہ مایل تھی چند قصاید جو حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچھے صاحب مارہروی

قدس سرہ العزیز کی شان مین لکھے ہین احقر کی نظر سے گذرے ہین اونمین سے مختصراً یہان نقل کیا جاتا ہے **من افکارہ**۔

۱

معدنِ فیض ومحیطِ کرم وابرِ عطا		کام بخشِ ہمہ آفاق چہ شاہ وچہ گدا
ملک وجن وبشر بردرِ تو سر بسجود		بزمینِ تو بود چرخ برین پشت دوتا
خوشہ چین خرمنِ حسن رخ خوبت خورشید		ذرّۂ مہرِ تو بخشید بہ مہتاب جلا
حکمِ تقدیر رضا جوئی رضایت باشد		اے رضائیتو بود عین رضائے مولا
ذاتِ پاک تو خود آن مظہرِ ذاتِ احدی		نامِ پاکِ تو بنامِ احمدِ پاک است ہمتا
چو نتو نشگفتہ گلے در چمنِ زارِ جہان		ہر سحر تازہ بوصفِ تو دمِ بادِ صبا
مثلِ تو مادرِ ایام نزادہ پسرے		چو نتو پیرِ فلک از دیدہ نہ دیدہ اصلا
اے کریم ابنِ کریم ابنِ کریم ابنِ کریم		اختر برجِ نبوت گہرِ درجِ ولا
شدہ مخلوق وجودِ تو پئے رحمتِ حق		بخدا یک نظرِ لطف بحالم فرما
آمدم بردرِ تو سایل ومحتاج وغریب		بامیدِ نظرِ عاطفت ولطفِ شما
الغیاث اے شہ کونین وامام الثقلین		از جفا کارئے ایام وتبہ کارئے ما
گر بفریادِ منِ زار نیاری گوشے		پس کرا دادرسا آدرم اے دادرسا
نے مرا یاد رویارئے ونہ حسنِ عملی		نامِ تو ورد زبان ست چہ صبح وچہ مسا
بادشاہا ملکا بندہ نوازا رحمے		برمنِ بندۂ مسکین وپریشان وگدا
سیدی خذ بیدی خذ بیدی خذ بیدی		کہ بگرداب فنا غرق فتادم تا پا

۲

ایضاً

السلام اے مظہرِ ذاتِ خدا		السلام اے جانِ جانِ مصطفٰے
السلام اے قرۃ العینِ علیؑ		السلام اے زندۂ ۱۲
السلام اے واقفِ اسرارِ غیب		السلام

السلام اے عالمِ علمِ ازل — السلام اے حاکمِ قدر و قضا
السلام اے مہبطِ صوتِ اَلَسْت — السلام اے مصدرِ قالُو بلیٰ
السلام اے سرِّ سرِّ سرمدی — السلام اے معنیٔ قولِ اَنَا
السلام اے سرورِ دنیا و دین — السلام اے خواجۂ ہر دو سرا
السلام اے مقتدار عارفان — السلام اے کاملانرا پیشوا
السلام اے فخرِ اسلافِ کرام — السلام اے زینتِ فقر و ولا
السلام اے محیٔ دینِ احمدی — السلام اے مبدئ ایمانِ ما
آلِ احمد سیّدِ عالی جناب — قطبِ برحق شاہ ختم الاولیا
اے کریم ابن الکریم ابن الکریم — کامبخش عالم از شاہ و گدا
دے امام ابن الامام ابن الامام — بارک اللہ علیک المرحبا
ذاتت آمد رحمتِ پروردگار — ذاتت آمد شافعِ روزِ جزا
ہمسرِ تو جز تو باشد چون کسے — اے مقامت برتر از عرشِ علا
آسمان با اینہمہ قدرِ رفیع — آستانِ عالیت را جبہہ سا
از ادب قدّوسیان باصد نیاز — خاکروبِ روضہ ات صبح و مسا
کردہ از فیضِ تو حاصل عقلِ کل — مطلبِ ایجاد و ابقا و فنا
تا چہ گویم وصفت اے والا گہر — پایۂ مدحت کجا و قالِ ما
روئے رحمت از عنایت خود متاب — صدقۂ آن شاہ ختم الاولیا

ولہ

نسیم شو بریاضِ قدم بلند خرام — شمیم زان گلِ رعنا بدہ بروحِ مشام
کہ باغبانِ قضا از ضایعِ قدرت — بآب و رنگ خودش داد رنگ و بوئے تمام

نقل مینے اپنے والد ماجد کی زبانی سنا ہے کہ (بہادر شاہ) کنبو مارہروی جو فن شعر و سخن مین

اوستاد وقت مانے جاتے تھے اونھون نے جلسۂ شب مین کسی اوستاد کے یہہ دو شعر پڑہے **اوستاد**

ہر قطرہ خون کہ از دلِ گرمم برا وفتد	دو تو رخ شود چو قطرہ بکوثر درا وفتد
آہ این شہید کیست کہ خونش زمان زمان	خیزد ز خاک و بر قدم خنجر ا وفتد

اشعار سنتے ہی حکیم صاحب کی طبیعت گرم ہوگئی اوسیوقت ایک غزل لکھی جسکے چار شعر مجکو یاد ہین اور درج ذیل کئے جاتے ہین۔

سیلِ سرشکِ من کہ ز چشمم تراوفتد	شور از نہادِ عنصرِ بحر و برا وفتد
از کوہ و دشت یکنفسِ آتشین شود	برقے کہ از دخانِ دلِ مضطرا وفتد
دیوانِ عشق خواندہ ام از مکتبِ جنون	اینجا کتابِ عقل و خرد ابتہ ا وفتد
می آورد ز تیشہ سرِ کوہ کن بیاد	ہر صدمہ کز عشق تو ام بر سرا وفتد

میرے دوستو اسمین شک نہین کہ اوستاد کے گرمیٔ سخن نے کوثر کے جگر مین آگ لگا دی ہے پر حکیم صاحب کے نئے قلم کی آتش افشانی اور تراوش خامہ کی طغیانی نے بھی جہان کے بلا دینے اور عالم کے بہا دینے مین کچھ کمی نہین کی **تصوف وغیرہ** حقایق تصوف جفر و تکسیر پر بھی عبور تھا یہہ علوم علامہ وقت شاہ عبدالہادی مرید و خلیفہ سلطان المحققین سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ العزیز سے حاصل کئے تھے۔ حافظ مراد شاہ باشندہ خوشاب پنجاب جو اوسوقت مین جفر کے بڑے ماہر تھے اون سے بھی جفر مین تلمذ کیا تہا۔ اور حضرت قدوۃ العارفین سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت سے مرید و مستفیض تھے۔

تاریخ اس فن لطیف سے حکیم صاحب کو خاص دلچسپی تھی چنانچہ نہایت مفید تین کتابین مخصوص اس فن مین آپکی تصنیف کی ہوئی نظر افروز شایقین ہین جنکے دیکھنے سے آپکی وسعت نظر کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

طب سب سے زیادہ انکی طبیعت کو جس علم سے لگاؤ تہا اور جسمین خاص قابلیت اور عام شہرت پائی وہ طب ہے۔ اپنے پیر روشن ضمیر قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے موافق اس فن کا شوق کیا قانونچہ نفیسی ابتدائی کتابین

مولوی محمد عباس باشندہ بردوان صوبہ اوڈیسہ سے پڑہین اوپر کی کتابین انتہا تک (حضرت سید شاہ آل برکات سہتہرے صاحب مارہروی) سے ختم کین اور فنون نظری وعملی کی خوب تکمیل کی ایک مدت اوستاد شفیق کے پاس اور نیز حکیم اسد علی کی خدمت مین مطب کیا حکیم اسد علی طبیب حاذق وہمدرس اوستاد تھے۔ بالجملہ انکی تجویز وتشخیص بے خطاتہی اور دست شفا ایزدی عطاتہی۔ ایک زمانہ معتقد تہا۔ عالم وجاہل سب انکے علم وعمل اور تجویز وتشخیص پر بہروسا کرتے تھے امرا واعیان وقت اعزاز وتکریم کے ساتھ پیش آتے فاضل وہمہ دان اوستاد کو انکی حذاقت پر ناز تہا۔ خاص خاص امراض واہم اغراض مین انسے شورے کرتے اور انکی راے کو پسند فرماتے تھے یہ بات بالخصوص مشہور ہے کہ چھوٹے بچون کے علاج مین منکہ بنظیر لاعلاج رہتے

تصنیف وتالیف کتب بینی کا ہمیشہ شوق رہا اور اوسکے ساتھ ہی تصنیف وتالیف کا ذوق رہا۔ تین کتابین فن تاریخ مین لکہین ایک (کاشف الاخبار) اسمین ابتدا آفرینش عالم وآدم سے بحث کی ہے آثار انبیا اقوال اصفیا وحکما اذکار واشغال اولیا اصول اقسام علوم وفنون وحالات طبقات سلاطین اسلامیہ روے زمین نہایت خوش اسلوب طریقہ سے لکہی ہین یہ کتاب کم وبیش چار سو اسی ۴۸۰ صفحہ پر ہے ہر صفحہ مین اکیس ۲۱ سطر ہر سطر طول مین سات انچ۔

دوسری (آثار احمدی) یہ کتاب خاندان (برکاتیہ) مارہرویہ کے بزرگون کی نادر تاریخ ہے۔ یہ حضرات سادات صحیح النسب حسینی زیدی واسطے بلگرامی مارہروی ہین جنکے انوار وبرکات کا غلغلہ مُلک سے ملکوت تک پہونچا ہوا ہے۔ اس کتاب مین خاندان مذکور کے بزرگون کے حالات اونکے مریدون کے جذبات آغاز حال سے فرجام کار تک باندازِ دلپذیر تحریر کئے گئے ہین۔

تیسری (سلسلہ عالیہ) اس کتاب مین اون شیوخ قریشی کا بطور سلسلہ نسب مذکور کیا گیا ہے جو بلقب (کنبو) شہرت پذیر اور چار سو برس سے قصبہ (مارہرہ) مین سکونت گزین ہین اس سے پہلے کوئی کتاب اس جماعت باکرامت کے حالات اور اس طرز خاص کی موجود نہ تہی قابل مصنف نے مردہ قوم کو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ایک کتاب فنون نظری وعملی طب مین نہایت جامع ومبسوط لکہی ہے۔ امراض۔ اسباب وعلامات۔ تدبیر وعلاج۔ قرابادین۔ مفردات۔ افعال وخواص ادویہ اوزان واعمال وصناعات ولغات

طبیہ کوئی بات اوسنا نہین رکھی اسکے ہوتے ہوئے طبیب کو دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہین رہتی۔

ریاض احمدا وسکا نام ہے۔ اس کتاب کی ضخامت ۲ ہزار ۲۶۰ صفحہ ہے ہر صفحہ مین اکیس سطر ہر سطر طول مین پانچ انچھ **نظم**

نوشت است علم وعمل را بہم	بیالاستہ فی المثل بوستان	بدانند اوراق ریاض حیات	طبیبان دانشور وعالمان
زاسباب علامت بشرح تمام	قوانین حکمت نمودہ عیان	بتشخیص وتدبیر امراضہا	کتابے نباشد دگر مثل آن
	طبابت نباز وز تالیف او	علالت گریزد ز تعلیم آن	

بالجملہ حکیم صاحب ایک روشن دماغ عالی خیال علم دوست وجامع الفنون تھے۔

عادات وخصایل نہایت حلیم سلیم نیک مزاج خوش صحبت طیب النفس وسیع الاخلاق ثقہ باوقار عابد متقی شب بیدار ذاکر وشاغل بزرگ تھے۔ ہر خویش وبیگانہ کے ساتھ شفقت ومرحمت سے پیش آتے۔ دل آزاری ایذارسانی کسی مخالف کی بھی گوارا نہین کی **شعر**

مباش در پئے آزار وہر چہ خواہی کن	کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

اس پر عمل رہا۔

شادی واولاد حالات صغیر سنی کے دیکھنے سے ناظرین معلوم کرچکے ہین کہ انکی والدہ ماجدہ نے انکو پانچ مہینہ کا چھوڑکر سفر اخرت اختیار کیا تہا باپ ہی انکی پرداخت وپرورش کے متکفل تھے۔ لہذا شفیق باپ نے دلبستگی کے لحاظ اور خانہ آبادی کی ضرورت سے زیادہ عمر تک شادی کا التوا مناسب نہ سمجہکر حدسنباب مین قدم رکھتے ہی شادی کردی۔ شیخ ممتاز علی ابن محمد طالع ابن خیراللہ جو وزیر محمد خان قانونگوی سے پانچوین اور خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے آٹھوین پشت مین معزز شخص تھے اونکی دختر نیک اختر کے ساتھ عقد شرعی ہوا۔ اولاد مین ایک فرزند رشید اور ایک دختر سعید ایزدی عطا ہوئی بیٹے کا نام نامی (حکیم امداد حسین) ہے جنکا ذکر ہم آیندہ کرینگے۔ بندۂ ناچیز جامع مختصر ہذا **فیض احمد** انکا پوتا اور انکی دختر نیک اختر کا نواسہ ہے۔

زمانہ نے کیسا ساتھ دیا مکان باغ زرعی املاک ترکہ پدری سے انکو ملی تہین حسب ایما پیر

روشن ضمیر اونھون نے طبابت کو اپنا ذریعہ معاش قرار دیا تمام عمر اسی پیشہ مین نہایت اعزاز و اعتبار و آسایش و وقار سے بسر کی - یہہ ظاہر ہے کہ لیل و نہار کی رفتار ہمیشہ یکسان حالت پر نہین رہتے - **شعر**

ڈھنگ ایک سے نہین چمن روزگار کے		کچھ دن خزان کے ہوتے ہین کچھ دن بہار کے	

ایک مرتبہ شان رب قابض کا ظہور ہوا انسداد ابواب مداخل کیوجہ سے عسرت لاحق حال ہوئی اپنے پیر سے جو عارف باصفا تھے عرض حال کیا کرتے - حضرت نے فرمایا سفر کرو اور فلان مقام پر رہو تعمیل حکم کی گئی مگر ابھی جلوۂ شیونات رب باسط نہوا تہا - انھون نے بلازمہ بشریت تنگ آکر عرضداشت لکھی اور یہہ شعر درج کیا **شعر**

نشاختہ بودم درے از غیب در تو		مارا بچہ تقصیر فلک دربدر انداخت	

حضرت نے جواب مین تحریر فرمایا **شعر**

آصفے عاقبت کار مرا پیر مغان		دربدر ساخت کہ واقف کند از ہر بابم	

آخر مین بعد تسلی لکھا تہا گھبراؤ مت **مصرعہ** مردے از غیب برون آید و کارے بکند - چنانچہ قریب ایک رئیس وارد ہوا اوس کا بیٹا احتیاس بول سے جان بلب تہا اطبا وقت ہر طرح کا علاج کرکے عاجز ہو چکے تھے کوئی تدبیر سود مند نہوتی تھی کسی نے انکی اطلاع کی فوراً بلائے گئے اور باندک حیلہ تدبیر مرض رفع ہوگیا اوسنے بہت نقد و جنس نذر کیا اور مدت العمر معتقد رہا اوسکے بعد فتوحات شایستہ ہوتے رہے - الغرض اس فن مین معجز نما تھے امیر و غریب عالم جاہل سبکو اعتماد و اعتقاد تہا زمانہ نے انکے ساتھ بیوفائی نہین کی خوشحال و فارغ البال رہے مگر نہ ایسے کہ بڑے دولتمندون مین شمار ہوتا -

وفات دنیا مین آنا جانے کا پیغام ہے **شعر**

ہر آنکہ زاد ناچار بایدش نوشید		زجام دہر مئے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَان	

بمقام (مین پوری) جو مارہرہ سے سمت مشرق چھبیس کوس کے فاصلہ پر ہے مولوی محمد حسن خانصاحب صدر الصدور خلف مولوی محمد محسن خانصاحب رئیس شاہجہان پور کے علاج کی غرض سے اقامت گزین تھے - قدیم سے عادت تھی کہ طعام شب تناول فرماکر سارے قضیون جھگڑون اور انسانی ضرورتون

سے فارغ ہوکر نماز عشا پڑھتے کوچ کی رات وقت مین اتنی مہلت نہ تھی مضمون- اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ - پورا ہوچکا تھا لہذا طیاری سفر مین عجلت ضرور ہوئی دنیا کے کامون سے طبیعت نفور ہوئی خلاف معمول قبل از فراغ طعام نماز کا تہیہ کیا- یاران معاشر نے استعجاب سبب تعجیل دریافت کیا فرمایا آج جی یون ہی چاہتا ہے- مسجد قریب تھی تجدید وضو کرکے دوگانہ تحیۃ الوضو پڑھنے لگے- اور سجدہ مین ایسے گرے کہ پھر نہ اوٹھے- سبحان اللہ حافظ شیراز کے شعر کی کیا اچھی تفسیر فرمائی گویا شعر کا مطلب بدیدۂ حال برارالعین دکھا دیا- **شعر**

این جانِ عاریت کہ بحافظ سپرد دوست		روزے رخش بہ بینم و تسلیم او کنم	

جب دیر ہوئی اور آستانۂ یار سے سر نہ اوٹھایا رفقانے دیکھا اور قفس عنصری عقار بلند پرواز روح پرفتوح سے خالی پاکر شور وشیون کیا- اور اوس مرغ ہمایون فال کے ہاتھ سے نکل جانے پر سر دھنا کف افسوس ملا آہ

عمرے اگر بگریہ میسر شدے وصال		صد سال مے توان بہ تمنا گریستن	

بائیسوین جمادالاول ۱۲۶۵ھ بارہ سو پینسٹھ ہجری وقت عشا یہ حادثہ پیش آیا وہین مدفون ہوئے تہتر برس کی عمر پائی قوی ہر طرح صحیح وتندرست تھے-

قطعہ تاریخ وفات از حکیم امداد حسین خلف ممدوح

حضرتِ ایوی چو زین دارِ فنا		کرد رحلت داد بر دل کوہ رنج	
شد رقم سالِ وفاتش از دو طور		یکہزار و دو صد و دان خصت و پنج	

دیگر از حضرت سید صاحب عالم صاحب امداد حسین طبیب

رفتہ بقراط دہر و ایلاہ

خلف الرشید حکیم عنایت حسین مارہروی- **نظم**

آن طبیب لبیب مارہرہ	انتخابِ اماثل واقران	طب مسیحا بحسن تشخیص
بعد اداء امر مطب نازان	خوش دل وخوش مزاج وخوش اخلاق	شاد اور انتخاصِ شایان
یافت در اسم با مسمایش	لفظِ امداد با حسین قران	یارب از جانبِ امامِ ہمام

بادامداد او بہرد و جہان | چھٹی رجب دوشنبہ کے دن صبح کیوقت سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری عالم شہود مین آئے - انکے والد ماجد نے یہ قطعہ تاریخ ولادت لکہا ہے - **قطعہ سال ولادت**

یا بخت سعید شد تولد چون ماہ	امداد حسین عمرہٗ طال اللہ
از سال تولدش بجو جستیم نوید	گفتا کہ مبارک ششم شہر اللہ

لفظ ششم شہر اللہ سے سنین ولادت پیدا ہین - بڑے نامی گرامی وحاذق طبیب ہتے طب علماً وعملاً اپنے قابل باپ سے پڑہی تہی اونہین کے پاس مطب کیا تہا معالجات مین فی المثل احیاء اموات کرتے تہے بڑے بڑے فاضل قانون دان اور قابل طبیبون کو مجمعون مین انکے سامنے بولنے اور بات کرنے کی کم جرارت ہوتی تہی - نہایت وجیہ قدآور قوی بازو مارعب وطلیق اللسان تہے - جس مجلس مین بیٹہتے سب مین سربلند رہتے اور انہین پر نگاہ پڑتی - سیمار نورانی سے شان بزرگی اور فرمشیخت ظاہر ہوتا تہا - نظم ونثر خوب لکہتے تہے - سخاوت یہ رجشی عالی ہمتی فراخ حوصلگی انتہا کی تہی کبھی روپیہ کو ٹہیکری کی برابر بھی نجانا - فنون مکسوبہ وخصایص فطریہ کے ساتھ حسن قبول خداداد حصہ تہا - حضرت قدوۃ العارفین سند الکاملین سید شاہ آل احمد اچہے میان صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز سے مستفیض بیعت تہے حضرت مرشد کو انکے ساتھ لطف خاص تہا حضرت نے ایک خاص حالت مین اپنے منہ کا ادگال ایک گونگے کی زبان کہلنے کیواسطے اوسکے باپ کو دینا چاہا وہ نہ سمجہے باوصف صغرسنی اونہون نے لیکر فوراً کہالیا - کہتے ہین کہ قدرت سخن سنجی وقوت معانی آفرینی وحسن کلام اوسیکا اثر تہا امرا علما - اطبا - فقرا - مشایخ ہر قسم کی صحبتون اور جلسون مین سرپر آوردہ رہے - جلالت قدر ایسے تہے کہ رئیس ومرءوس کسیکو انکے خلاف مین یارائے گفتار نہوتا تہا - جب کبھی انکے جلسہ مین نواب الحکما علوی خان کا ذکر آتا اوسکی تعریف مین مبالغہ کرتے پر ساتہون ساتھ فرماتے علوی خان تو اب بھی موجود ہین مگر افسوس کہ محمد شاہ نہین - یون تو ہمیشہ ہی انکا مطب نمونہ اعجاز تہا سرسے پا تک ہر مرض کے علاج مین دستگاہ کامل تہی پر تب کی شناخت وعلاج مین خاص ملکہ تہا یہ بات مشہور تہی کہ اقسام تپ کو پہلے دن معلوم کرلیتے ہین - الا بعض بعض علاج عجیب وغریب کے ہین جو محض متعلق بفراست ہین -

چنانچہ ایکبار کا ذکر ہے کہ ایک شخص کو جفاف اللسان عارض ہوا زبان وحلق کی رطوبت بالکل خشک ہوگئی اکثر اطبا علاج کرگذرے کچھ ہوا نہین بالاخر انسے رجوع کیا گیا تدبیر بیسود ہوئی - ایک روز حکم دیا کہ من دو من لیمو خرید کئے جائین اور متعدد آدمی مریض کے پاس بیٹھے کر تراشین چوسین چنانچہ ہزارین تعمیل کی گئی - جب قریب نصف کے لیمو کٹ گئے ایکبارگی مریض کے موہنمین پانی بھر آیا اور پچکاری سی چھوٹ گئی انصراف طبیعت سے مریض بھلا چنگا ہوگیا اور بہت خوشی ہوئی **دیگر** ایک مرتبہ ایک سید صاحب کے ہان علاج کیا مریض کو غسل صحت ہوا جایزہ ملنے کی توقع تھی کہ میر صاحب کی بہو یعنی لڑکے کی بیوی جو نہایت شرم والی حیادار عورت تھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسنے لگی یہانتک کہ معزز خسر جسکے سامنے حیا وادب نے معمولی بات کرنے کی بھی اجازت ندی تھی اوسکی روبرو زور زور سے ہنستی اور کسیطرح ہنسی بند ہی نہوتی تھی - جن بہوت پری سحر دیوانگی وغیرہ کے گمان ہوئے بجائے شادی گھر ماتم کدہ بنگیا حکیم صاحب کی توقعات پر پانی پھرنے لگا مریض جس نے صحت پائی تھی عورت کا عزیز خاص تہا حکیم صاحب نے ازروئے فراست آثار شادی مرگ پائی - عورت کا بہتیجا تہا خرد سال اوسکے ساتھ عورت کو محبت بدرجہ عشق تہی حکیم صاحب نے پس چلون میباختہ اوس لڑکے کے سر سٹر چند تجویان جمائین کہ بلبلا کر زمین پر لوٹ گیا یہہ دیکھکر عورت بے اختیار رہ کر اوسپر گری چھاتی سے لگا لیا پیار کرنے اور بہلانے لگی - خیال دوسری طرف رجوع ہوگیا اوس جان کس حالت سے نبہل گئی - اول تو میر صاحب اپنے ان سمجھے سے لڑکے کو بے خطا مارنے پر دل ہی دل مین آزردہ ہوئے حکیم صاحب کا جبروت تہا کہ کچھ کہہ نہ سکے لیکن پھر متنبہ ہوکر بہت ثنا خوان ہوئے اور خدمت شایستہ بجالائے - **دیگر** ایک نوجوان آدمی مطب مین آیا بظاہر معمولی زکام اور خفیف حرارت تھی نسخہ لکھدیا وہ چلا گیا - حاضرین سے فرمایا یہ شخص تین چار مہینہ بعد دیوانہ ہوجائے گا - عرض کیا گیا کہ ابھی سے علاج ہونا چاہیے - ہنس کر سرسری طور سے فرما دیا جو زندہ رہے گا کرے گا - بات آئی گئی ہوئی خدا کی قدرت ایسا ہی واقعہ ہوا اوس مدت کے بعد اوسکو دیوانگی ہوئی اور زور وشور سے ہوئی اتفاق یہ ہے کہ اس اثنار مین حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا تہا بعد بہت علاج معالجہ کے مدت دراز مین وہ شخص جیا ہو

آغاز حال مین گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری کی اور تحصیلداری تک کے عہدہ پر سرفرازی پائی پھر بخوشی خود ترک ملازمت کرکے طبابت کو شعار کیا کچھ ایام نواب جعفری بیگم صاحبہ رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد دختر نیک اختر نواب فضل علیخان وزیر شاہ اودھ کے ہان اور ایک مدت رانائے اودیپور کی ریاست مین بشغل طبابت بمواجب تین سو روپیہ ماہوار و تجمل حشم و حشم بسر کی بالآخر وہان سے بھی علیحدگی اختیار کرکے خانہ نشین ہوئے۔ ہرچند کہ اعیان وقت نے خواہش کی لیکن آزادی پسند طبیعت کسیکی پابند نہوئی۔ اسی شغل مین تاپایان عمر نہایت وقعت کے ساتھ بسر کی اور اوورظائف کے پابند رہے اور کچھ ایسے خوش قسمت تھے کہ تمام عمر کوئی صدمہ نہین اوٹھایا ہمیشہ زمانہ موافق رہا۔ کتب بینی کا شوق تہا اوسوقت چھاپہ خانون کی یہ کثرت نہ تھی جو آج ہے۔ مطب بڑہا ہوا تہا بیشمار مریض آتے اور اوراد اشغال کی اوقات منضبط یاران ہمصحبت و جلیسان خاص کے معمولی جلسے با اینہمہ مشاغل ذوق طبیعت وزور قلم سے جونئی کتاب سامنے آتی جھٹ نقل کرلیتے۔ تفسیر عزیزی کی مجلدات تحفہ اثناعشریہ کیمیاے سعادت مفرح القلوب طب الاکبر ریاض احمدی کی ضخیم جلدین اور دیگر کثیر التعداد کتابین جنہین دیکھکر ہم جیسے پست حوصلہ لوگون کے ہوش اوڑتے ہین اونکی دستی لکہی ہوئی موجود ہین۔ اسکے ساتھ تالیف و تصنیف کا بھی مذاق تہا۔ ایک میلاد شریف رسول کریم موسوم بہ (تلخیص الکلام) ایک رسالہ منظومہ توضیح القرآن۔ جسمین آیات رکوع حروف الفاظ زیر و زبر پیش وغیرہ اعراب قرآنی کی شمار بتائی گئی ہے۔ ایک رسالہ (ورد و وظایف احمدی) جسمین اعمال و اذکار و اشغال خاندانی جمع ہین۔ فن طب مین کتاب (ریاض احمدی) تالیف پدری سے بوجہ مرگ ناگہانی اونکی ناتمام رہگئی تہی اوسکو پورا کیا

مصرعہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صحبت مین چہوٹے بڑے امیر غریب عالم جاہل ہر قسم کے اشخاص معمولاً آتے الا باوصف رعب وقار کے اخلاق و اشفاق اور ادائے کلام سے سب محظوظ اور خوش ہوتے ہر کسی سے اوسکی مذاق کے موافق کلام کرتے۔

وفات انکی سفر آخرت کے لئے بہی خدا نے ایسی صاف و شستہ سڑک بنادی تہی جو بلا خم و پیچ سیدہی جنت کو جانیوالی تہی۔ جب وقت رحلت آیا رمضان شریف کی چودہ ۱۴ ہوین اچھے خاصے تنومند

دن کو روزہ رکھا ڈیڑھ پہر رات گئے نماز عشا پڑہنے کو مصلے پر کہڑے ہوئے نیت باندہی قرارت شروع کی خدا جانے اوسی حالت مین بشکل لمعہ طور کیا جلوہ دیکھ لیا کہ بجسب تحیر موسیٰ صعقا مار کر بیہوش ہوکر" فرش پر گرے اور ایسے گرے کہ پہرنہ اوٹھے پانچ وقت تک حرکت بنض ونفس تو قایم رہی لیکن نہ اہل دنیا کی طرف چشم واکی نہ کلام دنیا سے لب آشنا ہوئے۔ حقیقۃً پردہ اثنینیت اوٹھ گیا تہا اور اوسیوقت داخل بحق ہوگئے تہے۔ شمار النفاس مین جو کمی تہی اوسکو پورا کرکے رمضان کی بیسوین تاریخ ایک ساعت دن چڑہے ۱۲۸۳ بارہ سو بیاسی ہجری وہ حرکت دم بھی ساکن ہوگئی اور عالم قدس کو سدہارے اللہ اللہ

شعر

حیات جاودان باشد چنین مرگ		اگر میرد کسے بارے باین مرگ	

انکے ماتم مین ایک عالم خونچکان اور اشک فشان تہا تمام شہر پر اداسی چہائی ہوئی تہی امیر وغریب ہندو مسلمان ہر شخص کف افسوس ملتا اور سر دہنتا تہا۔ مارہرہ اپنے اسلاف کے خطیرہ قدیم مین مدفون ہوئے وفات کی بہت سی تاریخین لکہی گئی ہین جن سے سچے اوصاف بلا مبالغہ شاعرانہ ظاہر ہوتے ہین لہذا اونمین سے چند قطعات یہان ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔ ایک عزیز نے حضرت سید شاہ صاحب عالم مارہروی سے عرض کیا آپ زیادہ تاریخین کیون لکہتے ہین ایک دو قطعہ کافی تہا۔ فرمایا میان اس جوہر قابل کے اوٹھ جانے سے جب جی بہر آتا ہے اور سینہ جوش کرتا ہے بے اختیار کچھ زبان وقلم سے نکل جاتا ہے اور حق یہہ ہے کہ جو کچھ لکہتا ہون وہ اوسکے بیکم وکاست صفت ہوتی ہے شاعرانہ تکلف واغراق کو ذرا دخل نہین ہوتا۔

قطعہ تاریخ وفات از حضرت مولانا سید شاہ صاحب عالم سجادہ نشین سرکار خرد مارہرہ

دریغا ز نیرنگ آسمان		دریغا ز بیدادِ دورِ زمان	
دریغا ز تقلیبِ لیل ونہار		دریغا ازین انقلابِ جہان	
دریغا کہ جمعیتِ ما گسیخت		دریغا یکے رفتہ از ہم سنان	
دریغا ز گلہائے احبابِ ما		گلے ریخت بر خاک بادِ خزان	
دریغا یکے از محبانِ خاص		نہان گشتہ از چشمِ ما ناگہان	

دریغا حکیمی مسیحا نفس — بحکم قضا و قدر داد جان — مرکب کن اعداد را حسین — پس نام نامئ او را بخوان

دریغا گذشت آنکه بودی ببزم — توانیج چون بلبل بوستان — دریغا نماند آنکه در شهر بود — بگفتار طوطئ شیرین زبان

دریغا که رفت آنکه در دهر بود — بهر سوز او صاف او داستان — دریغا بمرد آنکه میکرد زیست — یعنی و به شان و بنام و نشان

دریغا چه شد آنکه مدحش کنند — چه خرد و کلان و چه پیر و جوان — دریغا کجا آنکه علم و فنش — نگنجد به تفصیل و شرح و بیان

طبیبی حبیبی لبیبی ادیب — دریغا سفر کرد از این خاکدان — دریغا نیارد طبیبی چو او — بصد سال هم گردش آسمان

دریغا بتدبیر و تشخیص او — پزشکی نبود از کران تا کران — دریغا ز نسخه نگاری که بود — پئے عمر بیمار کلکش ضمان

دریغا عقیلے نموده رحیل — بدانائیش متفق عاقلان — دریغا فهیمی ز دنیا گذشت — ندارد کسے درک و فهمی چنان

دریغا ازان ناثر خوش کلام — دریغا ازان ناظم خوش بیان — دریغا ازان خوش خط خوش قلم — بقرطاس ازضامه گوهر فشان

دریغا ازان شخص اخلاقمند — دریغا از انمرد اداب دان — دریغا ازان خوش سلیقه سفیر — مهمات افاق را در میان

دریغا ازان پر فراست دبیر — سخنها ز ناگفته پیشش عیان — خجل از سخنهاء رنگین او — گل و سنبل و لاله دارغوان

دل از بزم او بیخبان می شکفت — که نه شکفتی از تخته زعفران — وجاهت ثقاهت نباهت همه — باد داد خلاق کون و مکان

زبس بود مسعود در طالعش — تو گوئی که سعدین کرده قران — عبادات آن نیک کردار را — تو ان گوش فرمود اسی سامعان

فرایض سنن واجب و نافله — همه عمر مانده مواظب بران — باوراد و اشغال و اذکار هم — سر و کار او همچنان جاودان

ببزم مشایخ نشستی اگر — مشیخت شدی از جنبش عیان — مرتب ز اوراد او نسخه — نگردد فراهم دگر همچنان

بفن طبابت کتابے عجیب — که باشد ریاض احمدی نام آن — ز تالیف ابا نده بدنا تمام — تمامش نمود آن بلاغت بیان

نوشت است علم و علم را بهم — بیاراسته فی الشل بوستان — بدانند او را ریاض حیات — طبیبان و انشور و عالمیان

ز اسباب علامت بشرح تمام — قوانین حکمت نموده عیان — به تشخیص و تدبیر امراضها — کتابے نباشد و گر مثل آن

طبابت نباز د ز تالیف او — علالت گریزد ز تعلیم آن — همه حال مرحوم منظوم شد — بجز یک که باقی بود نظم آن

ازان حال صدق و صواب اشتمال — قلم مے طراز د کنون داستان — که در خانه اندی می چهار شت — سپرده همه در نماز اندجان

کرم با بدا ینگونه دولت بارث — کرا این سعادت بود در جهان — چه خوش حالها نداین فرخان — توان رشک بردن بر احوال شان

شنیدی باجمال این حال را — به تفصیل کن گوش اے نکته دان — که نصر الله ان فرخ جد امجدش — فضیلت نشان قابلیت قران

برائے ادائے نماز عشا — شد ایستادہ آن پیر راستان — ہمانم بگلگشت باغ بہشت — شدہ روح پاکش قالب روان

چو فتح الثدان جد مغفور او — بعلم و ادب انتخاب زمان — درآمد بتحریر فرض فجر — شدہ واصل رحمۃ قدسیان

بگردید فوت ان ہمایون خصال — ہزار و دو صد سی و سہ بیگمان — ازان پس پیدری عنایت حسین — یکے سرافراز باعز و شان

بورد و وظیفہ بصوم و صلوۃ — شمارش تو انکر ز اعابدان — بفن شعر یفہ طبابت چو اد — ندیدہ نہ بیند کسے در جہان

بہ حسن تدابیر او خلق را — رسوخ بدل اعتقادی بجان — شدی بر طبیبان مشکل علاج — کشادی گرہ آن خداوند شان

زہے عتاد بالا شہ عمر او — قوایش صحیح و قوی ہمچنان — ز بہر ادای صدر الصدور — دو منزل زما بہرہ گشتہ روان

بجائے رسیدہ کہ در وزن شعر — نگنجد زکاوکیش نام آن — دریغا ز انفاس دفیضہا — بصدر الصدور و بدیگر کسان

شبے درمیان نماز عشا — ز مسجد بفرمود سر شد ناگہان — ز بہر مرادای صدر الصدور — سن رحلتش را بیابے نشان

تصانیف معدود و خوب و لطیف — ازو ماندہ خوش یادگار جہان — چو پور کمالات گنجور او — کزو شد رقم حال صدق اقتران

در اخر بماہ صیام و بصوم — شد آمادہ کوچ ازین خاکدان — چو فرجد واب در نماز عشا — بگردید راہی بہ سوی جنان

چنین فوتہا در میان نماز — خدا کردہ مخصوص این خاندان — ز درگاہ حق رحمت جاودان — بر ارواح انجلہ دارد نزول

عنایات او تا بروز جزا — شود شامل ہمہ دودمان — دریغا صفہا ربسیار او — نگنجد درین ظرف اندک بیان

دریغا ازین دادی پس دراز — کیست قلم بارئ پیچد عنان — دریغا کنون خامہ بادرد و غم — نماید رقم حال وابستگان

ضعیفہ نحیفہ عفیفہ زنش — ستودہ ترین زنان جہان — ز مرگ چنین شوہر نامور — فتادش بسر طرفہ کوہ گران

بہ تسلیم صبر و سکون و رضا — فرو بستہ لب راز آہ و فغان — شرف بخش اولاد طول زمان

دریغا ز غمہا را نبائی و نیست — بہ حد و حساب است ہیچ حصر آن — ز آہ و زر افغان شان الامان

خدایا بدہ صبر آنجملہ را — بیفزای بر صبر شان اجر شان — خوش و خرم و شادمان کامران

دعا میکنم بہر شان بر زمین — ملایک بر افلاک آمین کنان — الم سفتہ در سینہ شان سنان

کند شرح غمہائے آنہا رقم — دریغا ز حال قبر بیان او — ز فوت چنین زبدۂ دوستان

کہ شاش نیارد فلک در وجود — دریغا ملال و الم صد حیا — سر شکم تریز د ز دیدہ چسان

در یغا کہ رفت از کف روزگار — چنین گوہرے بہار ایگان — کنون تا کہ باقیست ما را حیات — بود یاد او مونس ما بجان

زیاران مارہرہ بلگرام | رد انشد بسوئے مدم کاروان | فراہم کند ماہمہ را بخلد | رب ستغفات وحق مستعان
قلم سال این یار مارہروی | رقم زد عجب یار خلد آشیان | زرضوان شنیدیم تاریخ او | گلے نو بیاید بباغ جنان
رفت آنکہ زلب شکر فشاندے | گفتے شیرین کلام ہر گاہ | تاریخ جز این کسے چہ گوید | شخصے گویا نماند صد آہ

وادریغا شد روان از دار فانی ناگہان | آنکہ در طب بود بروے اعتقاد خاص و عام
سال تاریخ از سر یاس است صوری معنوی | یکہزار و دو صد و ہشتاد و دو ماہ صیام

ایضاً از تراوش خامہ چودہری عبدالغفور سرور مارہروی

زبیداد از حد زیاد فلک | عجب واقعہ داد رو یا نصیب
بہ مارہرہ پیش آمد آن حادثہ | کہ شد غمزدہ ہر قریب و بعید
باندوہ و درد و بہ رنج و غم اند | شریف و رذیل و امیر و غریب
ز دار فنا رفت واحسرتا | ہمایون معالج نجستہ طبیب
بہم آور امداد را باحسین | گل نام او تا کند نشر طیب
باخلاق و آداب خوب و خوش | کجا در زمانہ خلیق و ادیب
بہفتاد و یک سال عمر عزیز | بسے کردہ طے از فراز و نشیب
خردمند عہدے کہ مانند او | نبود و نباشد عقیل و ادیب
بعلم و ہنر ہم بنام و نسب | در امثال و اقران حسیب و نسیب
مسیحا دمے کش توان وصف کرد | کہ او بود نایب مسیحا منیب
ز قیمت فتادہ پس از مرگ او | چہ مشک و چہ عنبر چہ عود و صلیب
جگر خون حسنا ز غم بر زمین | بخون غرقہ بر چرخ گفت الخطیب (نام ستارہ ۱۳۷۰)
بہ بستم ز ماہ صیام آنجناب | بعزم سفر کرد پا در رکیب
مہ صوم شد چون مہ فوت او | بفردوس اعلیٰ رود بے حسیب

سرورِ حزین راز سوزِ غمش		جگر پر شرار است و دل پر نہیب	
بیاد عنایات والطافِ او		کشد ہر زمان نالہ چون عندلیب	
ندانند درین درد و غم چارہ را		بلب باشدش النصیب والنصیب	
قلم بہر تاریخ چون برگرفت		رقم زد دریغا طبیبِ لبیب ۱۲۸۲	
دعا میکند بہرِ او بر زمین		دعایش اجابت بکن یا مجیب	
	ولہ		
دریغا ازین دار ناپایدار		فلاطون سفر کرد و سقراط رفت	
سنہ عیسوی گفت کلکِ سرور		کہ درحینت از دہر بقراط رفت ۱۸۶۶	
	ولہ		
جنابِ قبلۂ امداد حسین آہ		نماند و فخر ناقدقات گفتم	
سن فصلی بتاریخ وفاتش		طبیبِ حاذقے مہیات گفتم ۱۲۷۳ فصلے	

حکیم صاحب نے پانچ فرزند دانشمند چھوڑے سب صاحبِ اولاد ہین - طبابت کا سلسلہ انکے خاندان مین ابتک موجود ہے -

حکیم ابوصالح انکے پوتے خلف حکیم احمد سعید جوان خوش فہم خوش تقریر روشن ضمیر علم طب مین نکتہ رس مرجع و معتمد علیہ خواص و عوام ہین اور فیض خاندانی انسے جاری ہے - مناسبت طبیعت امداد فطرت تھی اپنے قابل ہوشمند دانشور محجون سے تعلیم فن پائی ازل آور دشوق سے مشق مطب بڑہائی - ذیلعلم معمر تجربہ کار و نامور طبیبون نے مثل حکیم (اعظم خان) رامپوری طبیب ریاست پٹیالہ مولف رموز اعظم و اکسیر اعظم وغیرہ و حکیم (اصغر حسین) فرخ آبادی جو علوم و فنون مین صاحب تالیفات رشیقہ اور ہر قسم کی قابلیت مین مشہور و معروف شخص ہین اس نوجوان ہونہار کی تشخیص و تجویز کو بعد امتحان و تجربہ خوب جانچ کر بنظر اعتبار دیکھا ہے - حکیم اصغر حسین تو یہانتک بہرہ دے کرنے لگے تھے کہ اپنے ایک عزیز خاص کے معالجہ مین خود انکو بلا کر

انکی رائے وشوری پسند کرکے اوسکے انمول اور پیاری جان انکے ہاتھ مین دیکر خود دست کش ہوبیٹھے اور اخیر تک انکی تدبیر کے پابند رہے تقدیر نے تدبیر کے ساتھ مساعدت کی اور خدا نے شفا دی۔ حکیم صاحب بعض موقعون پر یکجا ہونے کی وجہ سے انکی طبیعت وفکر کا اندازہ کرچکے تھے۔ حکیم اعظم خان نے اول ہی ملاقات کے ایک معرکہ مین ہر طرح علمی وعملی ٹٹول کے بعد بکمال انصاف پسندی بے اختیار اپنی چھاتی سے لگالیا نہایت خوش ہوکر اپنی تصنیف کی ایک جلد ہدیہ دی اور انتہا تپاک ظاہر فرمایا خداوند تعالیٰ اس یادگار سلف کی عمر وعلم واقبال مین برکت دے۔

حکیم الطاف احمد حکیم امداد حسین مارہروی کے پہلے بیٹے عالی ہمت فراخ حوصلہ پُر مذاق زندہ دل خوش تحریر خط عربی ونستعلیق مین شیرین رقم طبیب حاذق معتمد روزگار پابند صوم وصلوٰۃ وورد ووظایف تھے۔ طب اپنے قابل باپ دادا سے پڑہی تھی۔ ابتداءً نواب جعفری بیگم صاحبہ کی سرکار مین انتظام علاقہ پر مامور رہے۔ پایان عمر مین وہان سے قطع تعلق کرکے طبابت پیشگی مین بعزت بسر کی ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے **فضل الرسول** اسم تاریخی ہے شب دہم جمادالاخر روز چارشنبہ سن تیرہ سو ہجری ۱۳۱۰ھ آدہی رات کیوقت بعد ادائے نماز عشا تسبیح پڑہتے ہوئے بعلہ مرض تپ انتقال کیا۔ **قطعہ تاریخ وفات ریختہ قلم اندوہ رقم منشی بہادر علی صاحب کنبو مارہروی جو انکے اور اونکے اخوان باصفا کے حالات کا فوٹو ہے** درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ ؎

چرا خون جگر گردد ازدو دیدہ روان		چرا شود نہ دل مضطرب بسینہ طپان	
چرا تحمل وصبر وتوان ز دل نرود		چرا زبان نکند آہ ونالہ واغفان	
چرا ز اتش اندوہ وغم نہ سوزد دل		چرا جگر نشود چون کبا بہا بریان	
چرا ز غم نشود سوز شش جنون پیدا		چرا نہ جیب شود تا تار تا دامان	
چرا نہ خاک شود جان زار از تپ دل		چرا ز سینہ نہ برخیزد آہ شعلہ فشان	

که بود آنکه چنین زار و سوگوارم کرد — که بود آنکه مرا داد درد پے درمان
که بود آنکه وفاتش ز سر ربود خرد — که بود آنکه ز تن رحلتش ربود توان
که بود آنکه فراقش نمود زار و حزین — که بود آنکه ز هجرش شکسته گشت روان
شنو که نام عبد الطاف احمدش مشهور — رواست انیکه برین نام جان کنم قربان
اجل رسیدش و کرد از جهان سفر افسوس — برفت خرم و خندان روان دل بجنان
دریغ رفت مسیحای دهر از عالم — دریغ عیسیٔ دوران گذشته شد ز جهان
به فن طب چو خود در جهان نظیر نداشت — صفات اوست در بیاض خارج از امکان
گرفته بد ز اب و جد خویشتن تعلیم — که بود یکیک ازین هر دو بوعلیٔ زمان
بسا کسان که در امراض مهلکه بودند — بمثل فالج و لقوه تپ ق و خفقان
بسا مرض که به فهم کسے نے آمد — که بود رائے اطبا بدرک آن حیران
علاج آن همه کرد انچنان برائے سلیم — که از مرض به تن کس نماند نام و نشان
بلطمه بازئے امواج بحر پیشهٔ طب — گذشت گوهر عمرش بآب رو و لبشان
مرا بخدمت او اتحاد صادق بود — هم او بمن نظر مهر داشت تا دل و جان
صباح و شام شب و روز همدگر بودیم — بروئے مهر باحوال همدگر پرسان
بهم نشینئے و هم صحبتیٔ و همنفسی — بچشم خلق تو گوئی دو قالب و یک جان
کنون مگر که نیم آه من بهیچ شمار — بمانده ام به تن زار با دو لخت روان
بصدمه که شدم مبتلا ز مردن او — دلم بداند و یا من و یا خدائے جهان
بوصفهائے دگر بود متصف بشنو — رقیق قلب گداز و دوست شناسا عرفان
اگر به مجلس وعظ و نصایح بنشستی — بذوق و شوق شنیدی و میشدی نالان
کسے گدا چو به پیش آمدے دریغ نبود — ز کفش پاؤز پوشیدنے ز نقد و ز نان
نماز فرض و نوافل مدام کرد ادا — کهے نکرد قضا بود صاحب عرفان

ورد و دورد دعا ہا مدام میخواندے — گہے نہ ترک نمودے تلاوتِ قرآن
شب وفات نماز عشا ادا فرمود — نمود نام خدا تا اخیر ورد زبان
رواست اینکہ ہمہ عمر ماتمش سازند — عزیز و یار و زن و مرد و طفل و پیر و جوان
ز حالِ زار شنیدی بکن صفاتش گوش — کہ تا شود ہمہ حالش بخاطرِ تو عیان
بدانکہ پنج برادر بدند نیک صفات — بہم چو پنج حواس اندرون جسم زبان
ہمہ شناور بحرِ فنونِ دانائی — ہمہ مبارز میدان دانش و برہان
کنم بہ تیغ قلم جوہر جمیع رقم — در حقیقتِ ہر یک کشم بسلکِ بیان
چہار ازین بسن و ماہ و سال کم بودند — مراین خجستہ نفس بود از چہار کلان
چقدر بودند انستہ ام بہم الفت — یکے ز فرطِ محبت بدیگرے قربان
ضرورتاً چو فتادے یکے بہ مشکلہا — شدے شتاب ز امدادِ دیگرے آسان
چنانکہ بود باجماع پنجتن سرور — بخویش برد ہمان قدر حسرت و حرمان
کہ پیش او سہ برادر جوان جوان رفتند — شگفتہ و تر و تازہ چو گل بباغ جنان
یکے ز پنج کہ بود او علی حسین بنام — کلان بہ عمر ز یک کہتر از دگر اخوان
برفتن او ز ہمہ پنجتن ربود سبق — کہ زد بگوے حیاتش مداخلِ چوگان
دوم کہ کرد وداع اینچہان فانی را — ز دو برادر خود بود خرد از دو کلان
بہ احمد و بہ سعید است نام او مشہور — تو باو و او ز ہم کن جدا و نامش خوان
سوم کہ رفت ز دارِ فنا بدان نامش — حسین آخر او ہست و ادش سلطان
ز ہر چہار دگر بود این خجستہ صفات — بسن صغیر و پئے کار آزمودہ جہان
چہارم اینکہ کنون شد از و جہان خالی — پر است از مئے خونِ غش خم دوران
کنون ز پنج تن پاک ماندہ است یکے — بفعل ہمچو فلاطون بنطق چون سحبان
فہیم عاقل و دانا ذکی و دور اندیش — عدیل نیست مرا در اسے درین دوران

به منتخابِ قوانینِ عهدِ انگریزی — مقابلش وکلا همچو طفلِ بیچه‌دان
بسوئے سهل شود رهنما بنیتِ نیک — به مشکلے که صلاحًا ازو شوی پرسان
به فنِ طب مراین راهمیتوان دانست — که هست رشک ارسطو و ثانئے لقمان
زواقعاتِ وفاتِ برادرانِ چهار — بجا رعنصرِ اوراه یافته نقصان
زفرطِ رنج والم گشته ناتوان ضعیف — که یادِ جان شدگان هردم است کاهشِ جان
کفیلِ حاجتِ پس ماندگانِ مرحومین — همین ستوده صفت راهمی شمرد توان
مراین ستوده که دلدار احمد است بنام — خدائے عزّوجل وارثش بحفظ و امان
اگرچه صبر محال است اندرین حالت — بهیچ نوع نگردد بهر کسے آسان
بمقتضا رخرد لیکن این یگانهٔ دهر — زبان کشاده بشکر و بسته لبِ فغان
دلا تو نیز بکن صبر و با قضا مستیز — زبان به بند و بآه و فغان مشو گریان
به فاتحه و درود و دعا بکن یادش — که مستمزاد شود بروے رحمتِ یزدان
بس اے بهادرِ غمگین نویس سالِ وفات — طبیب رشک مسیحا بحق سپرد روان ۱۳۰۰

حکیم دلدار احمد خلف دوم حکیم امداد حسین مارہروی بائیسویں رمضان المبارک ۱۲۳۹ھ بارہ سو اونتالیس ہجری کو عالم شہود مین قدم رکھا لفظ (والا اختر ۱۲ ۳۹) سے اس سال ہمایون کے عدد نکلتے ہین۔ علم و عمل طاعت و ریاضت مین ہم پہلوئے اسلاف ستودہ اوصاف تھے کبھی سخت سے سخت اضطراری حالت، اور جان گسل امراض مین بھی فریضہ قضا نہین کیا۔ مدت العمر تلاوت قران و ردیمانی و بشبیح وغیرہ ناغہ نہین ہوا۔ فنون نظری و عملی طب مین جو اپنے باپ دادا سے حاصل کیا تھا طبیب عدیم النظیر اور معالج روشن ضمیر تھے نسخہ بہت کم قیمت کا لکھتے کوڑیون کی دوا سے روپیون کا کام لیتے قابل اوستاد دہمہ دان باپ باہمی یکجائی کے زمانہ مین علاج سے دستکش ہو جاتے اور نہایت شفقت سے فرمایا کرتے تھے کہ منجھلے میان کے آجانے سے مجھکو بہت آرام ملتا ہے وہ ہمارا سب بار اوٹھا لیتے ہین۔ خلقت کو بھی ان سے بیش از حد اعتقاد اور اس فن خاص مین انپر نہایت اعتماد

تہا۔ اسی پر منحصر نہین دینی و دنیوی ہر کام مین فکر صائب اور ذہن رسا پایا تہا۔ قوانین عدالتہا انگریزی وربط و ضبط معاملات مین اعلیٰ درجہ کی سوجھ بوجھ تھی عقلا آپسے صلاح لیتے وبحسب المستشار مؤتمن۔ ہر شخص کو مشورہ نیک دیتے وبحکم الصلح خیر۔ واصلحوا ذات بینکم۔ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما۔ انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔ رفع خصومات و دفع مناقشات مین سعی بلیغ فرماتے تہے۔ دیانت صداقت سنجیدگی پر لوگونکو ایسا بہروسا تہا کہ فریقین متخاصمین بڑے بڑے پیچیدہ و سنگین معاملات مین مختصر علیہ حکم قرار دیکر آپکی تجویز و فیصلہ پر بخوشی راضی ہوجاتے تہے اور جو کچھ زبان اعجاز بیان وکلک معجز مسلک سے نکلتا ہر فریق اپنے لئے نسخہ کیمیا سمجھتا تہا ؎

ہو گیا دلپہ نقش جو لکہا		قلم اوس کا تہا اور اوسکی دوات	

انکے بعد کوئی ایسا نیکدل پاک نہاد با اثر معاملہ فہم اور مقبول پنچ شہر مین نہین پایا گیا جو گھر بیٹھے ہوئے آپس کے جہگڑے چکا کر قوم کو کشمکش عدالت و مصارف بیجا اور مصائب جانفرسا سے بچالے ؎

ملک یکسر ہوا ہی بے آئین		اک فلاطون نہین جو یونان مین	
ختم تہی اک زبان پہ شیرین		ڈہونڈہنے کیا ہو سیب زمان مین	

ہر نزاعی موقعون اور خستہ حالتون مین اس دانشمند مصلح اور مشفق طبیب کی یاد ہوتی ہے شعر

کوئی ویسا نظر نہین آتا		وہ زمین اور وہ آسمان نرہا	

ہم انکی قانونی قابلیت و معاملہ فہمی کے نسبت کچھ زیادہ لکہنا نہین چاہتے فاضل حکام ہائی کورٹ کے چند فقرے نقلاً نذر ناظرین کرتے ہین جو ہمارے اثبات دعوی کی دلیل واضح و برہان ساطع ہین بابو پنی لعل ساہوکار جنکی سرکار مین حکیم صاحب کو مختارانہ تعلق تہا اونکی بیوی (مسماۃ چینی کنور) کی جانب سے بغرض رفع قضایا رآیندہ و حق رسی مستحقین کی تقسیم و تحفظ جائداد کی ایک دستاویز تملیک نامہ ۲۱۔ جون ۱۸۸۶ء کو حکیم صاحب کی رائے و تجویز و دست و قلم سے لکہی گئی کچھ عرصہ کے

---

۱ ترجمہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے ۱۲ ۲ ترجمہ صلح اچہی چیز ہے ۱۲ ۳ ترجمہ صلح کرو آپسمین ۱۲ پارہ ۹ سورہ ۸ انفال۔ ۴ ترجمہ اور اگر دو فرقہ مسلمانون کے آپسمین لڑپڑین تو اونمین ملاپ کرادو مسلمان بہائی بہائی ہین سو ملا دو اپنے بہائیون کو ۱۲ پارہ ۲۶ سورہ حجرات۔

بعد ایک فریق کی طرف سے دیوانی مین دستاویز مذکور کی منسوخی کا دعویٰ دایر ہوکر عدالت العالیہ ہائی کورٹ الہ آباد تک نوبت پہونچی اس مقدمہ مین ہمہ دان حکام نے نہایت بسیط وطولانی تجویز لکھی ہے لیکن ہم اونہین فقرات کا اقتباس کرتے ہین جس سے ہمارا مقصود ہے اور وہ حسب ذیل ہین

"اب ہم دستاویز مورخہ ۲۱- جولای ۱۸۵۸ء کا ذکر کرتے ہین جج ماتحت کی اس رائے سے کہ وہ کاغذ وصیت نامہ ہے ہمکو کلیتہً اختلاف ہے یہ دستاویز صریحًا نہایت دانشمندی وقابلیت کے ساتھ طیار کی گئی ہے اوس سے زیادہ عقل وہنر سے یہ دستاویز مرتب کی گئی ہے جیسی کہ معمولًا دستاویزات اضلاع بیرونی اس جزو ہند مین طیار کی جاتی ہین یہ دستاویز اسٹامپ قیمتی ۱۰۰۰ پر تحریر کی گئی ہے وصیت نامہ کے لئے کوئی اسٹامپ ضرور نہین ہے[1]"

ہرچند کہ متاع دنیا سے خداوند تعالی نے بہرمندی دی تہی پہر بہی سادگی سلامت روی بے تکلفی آپکا شیوہ تہا دنیا کے عروج کو بڑی بات نہ سمجہتے تہے طلب مال وحُسب جاہ مین کبہی افزون طلبی نکی ہمیشہ قاعدہ کو فائدہ پر مقدم رکہا حفظ وضع وپابندی اوقات کا ہر حال مین خیال تہا کار فروزرا بفروگذار پر پورا عمل رہا غربا اور اہل استحقاق کے ساتھ سلوک کرنے مین کشادہ دل تہے اپنے نفس پر تنگی کرتے مگر عزیزون ومستحقون کی کلفت دیکھ نہ سکتے داد ودہش مین اعتقاد نظر رہنا ہرگز نمایش نہ چاہتے متانت واستقلال ایسا کہ کبہی کسی مشوش حالت پر گہبراتے نہ تہے کوئی بدی کرتا تو بوجہ کمال وقار کے درپے انتقام نہوتے اور مراعات سابقہ بدستور مرعی رکہتے یہانتک کہ وہ خود بخود نادم وخجل ہوجاتا فرمایا کرتے تہے ہرگاہ بداپنے افعال ذمیمہ سے باز نہین آتے نیکون کو نکوکاری سے کیون درگذر ہو۔

خیرے کن ایفلان وغنیمت شمار عمر		زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند	
چنان بانیک بدعرفی بسر کن کز پس مردن		مسلمانت بزمزم شویدو ہندو بسوزاند	

[1] پتہ مقدمہ بابو گلزاری لعل ودا کہا کنور اپیلانٹ بنام سماۃ چنی کنور وغیرہ رسپانڈنٹ نمبر ۵۰ ۱۸۶۰ء منفصلہ ۲۴- اپریل ۱۸۶۱ء اجلاس اترپیل سرجان ایچ صاحب ناٹ چیف جسٹس واترپیل جی ئی ناکس صاحب جسٹس۔

نزلہ حار کا دایمی خلش تہا اور بھی امراض جان گسل اکثر مخل صحت اور عافیت سوز رہے عذا قلیل جسم نحیف کاروبار عدالت کا تعلق مریضون کا ہجوم اہل حاجت کی کثرت باایںہمہ سیر کتب اور تحریر کا شوق تہا کسی حالت مین مطالعہ و تحریر کتب سے معطل نرہتے۔ دست و قلم مین زور تہا بڑی بڑی ضخیم کتابین بہت جلد لکہہ لیتے تہے۔ تالیف کا بہی چسکا تہا۔ چنانچہ گلزار احمدی و گلشن احمدی فن طب مین لکہی۔ عبارت خطوط بہت سلیس و متین قلم برداشتہ بے تامل فارسی مین لکہتے تہے۔ تہوڑے سے رقعہ اس بندہ ناچیز نے یکجا جمع کردئے ہین انشا فیض احمدی اوس مجموعہ کا نام ہے۔ سوائے ایک سرکار کے دوسری جگہ آپکو اتفاق ملازمت نہین ہوا۔ آغاز شعور سے اتمام حیات تک نواب جعفری بیگم صاحبہ بنت نواب فضل علی خان وزیر شاہ اودہ و کدبانوی نواب محمد علی خان عرف نواب دولہ دہلوی جو رئیسہ شمس آباد ضلع فرخ آباد و مالک علاقہ وسیعہ و صاحب تجارت کثیرہ تہین اونکی سرکار مین تعلق رہا بیگم صاحبہ محدوحہ اور بابو جہوٹے لعل و بابو پنی لعل مدار المہام و کارپردازان ریاست و شرکا تجارت کی طرف سے مختار عام تہے عدالت العالیہ صدر دیوانی و نظامت ہائے کورٹ کے مقدمات کی پیروی و نگرانی آپکے متعلق تہی۔ اسی غرض سے بلدہ اکبرآباد دار القیام رہا دیگر اضلاع کی عدالتون مین جو بڑے واہم معاملے دایر ہوتے اور عقدہ ہائے مالاینحل پیش آتے اونکی اصلاح و گرہ کشائی کیواسطے امداد اُجانا ہوتا تہا تمام عمر اعلیٰ درجہ کی عزت و اعتبار کے ساتھ بسر ہوئی آپکی خیر خواہی نیک اندیشی راستی معاملہ شناسی کاردانی حق پسندی کا آقاکے دلون پر سکہ جما ہوا تہا۔ نیز جس شخص کو آپ سے ذرا بہی تعلق ہوا وہ آپکی کمال نیک نیتی اور مجموعی قابلیتون کی وجہ سے آپ پر پورا بہروسا رکہتا تہا۔ آخر عمر مین تعلقات دنیوی سے کراہت بڑہ گئی تہی عبادت و مطالعہ کتب حقایق کی جانب زیادہ اشتغال ہوگیا۔ عزیز بہائیون کے بیوقت مرنے کا الم نیکبخت بیوی کی موت کا صدمہ اعلال جسمانی اضمحلال قوی سوہان روح ہوگئی۔ فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً کا مضمون اشکر گیا اور موتو قبل انتموتو کی تصویر بن گئی تپ لاحق ہوئے چہ چہینہ علیل رہے مرض موت تہا علاج سود مند نہوا یکم محرم روز جمعہ سنہ ۱۳۱۲ تیرہ سو ایک ہجری بعد ادائے نماز صبح تسبیح پڑہتے

اور نام حق لیتے ہوئے داعی اجل کو لبیک اجابت فرمائی اور واصل بوصال حق ہوئے۔ ان للہ وان الیہ راجعون۔ ایسا شخص جو ایک زمانہ کا سازگار ہو جسکے غم مین اغیار اشکبار و ماتم دار ہون اوسکے مرگ اور دایمی مفارقت کا وقت بدنصیب اولاد کے لئے کیسا بلا خیز و قیامت زا وقت ہے کیا کہون کہ جان حزین پر کیا گذرے

شعر

بر شمع نرفت از اثر آتش دل سوز		آن دود کہ از سوز جگر بر سر ما رفت	

اخیر مین دو خواہشین تہین ایک جمعہ کا دن دوسرے اس بندہ ناچیز کی موجودگی جو بپابندی ملازمت التزاما نہو سکتی تہی رحیم مطلق کی رحمت کاملہ سے دونو مرادین حاصل ہو گئین مجکو آخری وقت کی خدمات کی سعادت حاصل ہوتی تہی رحلت سے ایک روز قبل حاضری کا اتفاق ہو گیا اور اگلے دن جمعہ کو انتقال ہوا۔ شدت مرض و ضعف و نقاہت سے نشست و برخاست کی طاقت نرہی تہی الادم واپسین تک خیالات رفیع اور فکر وسیع بدستور تہی۔ آخری وقت تک تلاوت قرآن مجید و نماز فریضہ و اوراد معمولی قضا نہوئی آخر مین چارپائی پر لیٹے ہوئے نماز پڑہی تہی۔ نصایح شرعیہ و مواعظ حکمیہ سے حق شفقت پدری و اخوت اسلامی اولاد و عزیزون کے ساتھ ادا کیا اور براہ تامل اندیشی نظر بحالات زمانہ واسطے رفع قضایا رما بعد باہمی اولاد کے تقسیم ترکہ کر کے وصیت نامہ لکہدیا اور حسب ضابطہ گورنمنٹ انگریزی رجسٹری سے اوسکی تکمیل کرادی چنانچہ اوسی پر عمل ہوا ماہ شوال سنہ ۱۳۱۱ تیرہ سو ہجری مین نہر زبیدہ خاتون کی مرمت کے چندہ مین سو روپیہ مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفا کو روانہ فرمائے۔ ایک پختہ کنوان اپنے خطیرہ مین لب سڑک تعمیر کرا کر اپنے مان باپ و بیوی کے نام پر وقف کر دیا۔ جنگ روم و روس کے زمانہ مین سات سو تیرہ روپیہ چندہ کر کے مجروحان و ارامل و ایتام ترکیون کی امداد کے واسطے قسطنطنیہ بہجایا یہ چندہ تمام ہندوستان سے حسب مرضی گورنمنٹ بہیجا گیا تہا خود گورنمنٹ انگلشیہ اور یورپین لندن نے امداد مجروحان ترک مین فیاضی و اولوالعزمی ظاہر کی تہی اکثر شریف لیڈیون نے براہ ہمدردی انسانی زنمیون کی مرہم پٹی کی خدمت بخوشی خود اپنے ذمہ لی تہی۔ غرض حیات مستعار سے حظ

واقعہ اوٹھایا اور نام نیک صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑا ایک زمانہ آپکا مرثیہ خوان اور یاد کنان ہے اکثر اصحاب روزگار نے تواریخ وفات نظم کی ہین جس سے بچے اوصاف آپکے ظاہر ہوتے ہین ۔

قطعہ تاریخ وفات از نتایج طبع منشی بہادر علی کینو ماہروی

دردِ دل باکہ توانگفت کہ دلدار نماند	آہ صد آہ طبیبِ دلِ بیمار نماند
یعنی از دارِ فنا رفت چو دلدار احمدؐ	ذرّہ ہم کیفیتِ ماندنِ این دار نماند
پائے دل گشت زخارِ الم و ریخ فگار	بہ سرِ مہر و محبت گلِ و بستار نماند
حیف و صد حیف رفیقے و شفیقی و نیس	جان بحق داد کسے یار و مددگار نماند
خاست یکبار ہمہ لطف نشست و برخاست	مزہ ہم سخنی لذّتِ گفتار نماند
چون نیفتد بجہان غلغلۂ ماتم او	کہ درین دہر چو او عاقل و ہشیار نماند
از کہ پرسیم کنون رسم و رہ و روئے صواب	ہادیٔ راستی و قافلہ سالار نماند
اقربا را کہ از و بہرہ وری حاصل بود	رفت او بر سرشان حیف کہ غمخوار نماند
بزبان و بقلم سہلِ کن مشکلہا	ہمچو او ہیچ کسے حیف کہ زنہار نماند
ماندہ با عزت و شان در ہمہ دربار مدام	از خوش اطواریٔ خود پیش کسے خوار نماند
کردہ حاصل ہمہ اسباب بتائید سپہر	حاجتش بار دگر باز و دینار نماند
بقوانین و بتقریر عدالت جائے	پیشِ او پرسشِ بار ستر و مختار نماند
بود ملاّئے و دانا و طبیب حاذق	مستتر سرّے ازان ماہر اسرار نماند
مہر کرا کرد علاج از نظرِ شفقت و مہر	ورتن او اثرے زحمت و آزار نماند
ناگہان گشت چنان زار کہ سرو قدِ او	قابلِ خاستن و لایقِ رفتار نماند
شد مرض غالب و گردید طبیعت مغلوب	زیستن را برخش ذرّۂ آثار نماند
اندرین حال بسے مال بہ محتاجان داد	باز از جود و کرم دستِ گہربار نماند
چاہ تعمیر نمودہ بہ سرِ رہ پئے وقف	تشنہ را ماہروی شکل و دشوار نماند

زرفرستادپئے نہر زبیدہ خاتون
خیر جاری است مگر زبدۂ اخیار نماند

ورثار انبود ازرہ دور اندیشی
آن وصایا کہ بہم خدشۂ تکرار نماند

ہر کرا انچہ بگفت از سرِ دانائی گفت
سامعان را پسِ او حجت و تکرار نماند

ہم نگہداشت درینوقت نماز و اوراد
از خداوند بجز عفو طلبگار نماند

روز ادینہ ادا کرد نمازِ سحری
شکر ایزد کہ ازین بار گرانبار نماند

تا دمِ فرقتِ جان سجدہ بدستش دیدند
یکدم از یادِ خدا غافل و بیکار نماند

خاست فریاد یکایک کہ روانِ شمس روش
طالبِ حق برِ حق رفت و درین دار نماند

۱۳۰۰ھ

ہاتفِ غیب بگفت از سرِ افسوس کہ حیف
آہ آن زبدۂ اخیار باین دار نماند

ایضاً از منشی اکرام الدین حسین خان منصف کنونا رہروی

ہوئی رحلت حکیم باخدا کی
کہ جس سے ہو گیا مارہرہ خالی

بڑے عالی منش اور متقی نے
یکایک کر دیا مارہرہ خالی

ہماری قوم کا ادبار ہے یہہ
کہ نیکون سے ہوا مارہرہ خالی

تاسف ہے کہ خاصانِ خدا سے
بسی جنّت ہوا مارہرہ خالی

ہے بیماری کی کثرت ہائے افسوس
طبیبون نے کیا مارہرہ خالی

۹۹ ۱۲ھ

ہوئی تاریخ یہی از روئے بیآرہ
عمایدسے ہوا مارہرہ خالی

۱۳۰۱ھ

ایضاً از بنی داد خان متخلص بہ فنا مارہروی

صفائی دیکھ کر خلد برین کی حور و غلمان نے
خدا سے عرض کی یون دست بستہ ہو کے حیرت مین

الٰہی کس کی آمد ہے جو یہہ ہر سو ہے آرایش
مصلّے وہ بچھائے ہین جو کبتا ہین جنت مین

۱۳۰۱ھ

ندائے غیب یہ آئی پئے تاریخ ہاتف نے
پڑھین گے یہ جمع دلدار احمد آکے جنت مین

ولہ

عجب یہ بندۂ خاصانِ حق سے نیک بندہ تھے — ہمیشہ عمر کی اپنی بسر حق کی عبادت مین
نہایت اونکے دلکو شوق دیدارِ خدا کا تھا — زبس بچپن رہتے ہے نبیؐ کی وہ محبت مین
نہ آیا جب قرار اونکو تپ فرقت سے بستر پر — سفر کی کین ہزار اون فکر پھر اپنی طبیعت مین
پسند آیا جمعہ اکیسوین ماہِ محرم کی — انہین احسن سمجھہ داخل کیا سامای جنت مین
خدا کی شان پورا حسب منشا کے ہوا وعدہ — گئے دارِ فنا سے وہ نہا کر آب رحمت مین
ہراک سے یہ پیے تاریخ کہتا تھا فنا اوسدم — جمعہ دلدار احمدؐ نے پڑہا لو جا کے جنت مین

بجری ۱۳۰۱

بدعات سیۂ اور مرسومات ناجایزہ سے جو تقریبات میت و ممات و شادی غمی مین جاہلانہ رایج ہوگئے ہین ہمیشہ طبیعت نفور رہی اور حتی الامکان اوسکا قلع و قمع فرماتے رہے چنانچہ انتقال سے سولہ برس پہلے کسی مرض مین مبتلا ہونے کے وقت آپنے ایک وصیت نامہ لکہا تھا جو صندوقچہ مین رکہا ہوا ملا اوسکی نقل بجنسہ درج ذیل کیجاتی ہے۔ **وہو ہذا**

ہر شخص کو مرنا ہے اور امر ممنوعہ شرعی کے عدم ارتکاب پر وصیت کرنا ضرور ہے لہذا مین بندہ خدا دلدار احمدؐ اپنے بہایون حکیم الطاف احمدؐ صاحب و احمدؐ سعید و علی حسین و سلطان حسین و برخوردار فیض احمدؐ خصوصاً احمدؐ سعید و سلطان حسین کو جو اکثر وطن مین موجود رہتے ہین تاکیداً وصیت کرتا ہون کہ بعد فوت میرے جو طریقہ ممنوعہ شرعی اجماع نسوان کا جاری ہے ہرگز ہونے نپاوے اور سر کوبی و سینہ زنی اور منہ نوچنا کپڑے پھاڑنا اور بیان کرنا جیسا کہ ماتم مین عادت نسوان ہے نہو عورات قریب و بعید سے جو ایکبار رسم تعزیت ادا کر جائے پھر وہ اوس صیغہ مین نہ آئے اور سوم دہم بستم چہلم سالیانہ دوشنبہ جمعہ عرفات وغیرہ مین حسب طریقہ مروجہ اجماع نسوان نہونے پائے غرض کہ جملہ ممنوعات شرعی سے احتراز رہے اور جس کا قصور مجھسے سرزد ہوا ہو للہ معاف کرین اور حتی الوسع دعا و خیرات و کلمہ طیبہ درود و قرآن وغیرہ سے حسبۃ للہ مجکو مورد ثواب فرمائین فقط والسلام

بندہ خدا دلدار احمدؐ مرقوم ۲۵۔ رمضان المبارک ۱۳۰۲ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ شرمندہ جامع اوراق ہذا گذارش کرتا ہے کہ والدین کے انتقال سے جسے اب تک سولہ برس کا عرصہ ہوا کبھی ایکدن کو بھی ہدیہ کلمہ و درود و تلاوت قرآن مجید مین ناغہ نہین کیا بلکہ کل اجداد و جدات مادری و پدری اور جمیع مومنین و مومنات کو اومین شامل کرلیتا ہون خداوند تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے میرے اس ہدیہ محقر کو اونکے حق مین قبول کرکے اونکے لئے ثمر ثمرات نیک فرماوے واللہ مجکو اس بیان پر ذرا بھی فخر نہین نیک نیتی سے میرا صرف خیال یہ ہے کہ شاید کوئی سعادت مند بچہ میرا ہو یا غیر کا ہدایت پائے اور ابلاغ تحفہ درود دعا و خیرات و مبرات سے اپنے بے بس اموات کے امداد کی اوسکو توفیق نصیب ہو۔ بالجملہ حکیم صاحب نے تین لڑکیان اور دو لڑکے چھوڑے سب صاحب اولاد ہین۔ لڑکون مین ایک ابو سعید احمد دوسرا یہی بندہ ناچیز ہیچمدان **فیض احمد** سراپا عصیان ننگ قوم و خاندان ہے جو اپنے نامہ اعمال کیطرح ان اوراق کے سیاہ کرنے مین دلیر ہوا اور اپنے جہل و کم مائیگی سے بزم اعزہ مین کسی جگہ بیٹھنے کی قابلیت نہین رکھتا ؎

	خجل ز انجمن و شرمسار از چمنم		نہ عندلیب نہ پروانہ کردہ اند مرا

مین اپنی ذات مین کسی قسم کا کمال اور اپنی واقعات حیات مین کوئی مضمون غریب نہین پاتا جو اس صحیفہ مین قابل نگارش ہو۔ ہان بطور یاد داشت عرض کرتا ہون کہ نوین ربیع الاخر روز شنبہ کے دن آدہی رات کیوقت ۱۲۶۲ بارہ سو باسٹھ ہجری مطابق ۶ - اپریل ۱۸۴۶ء اٹھارہ سو چھیالیس عیسوی نزہتگاہ ارواح سے کدورت کدہ آب و گل یعنی عالم ناسوت مین لایا گیا منشی کریم حسن کنبو مارہروی نے تاریخ ولادت کا یہ قطعہ لکھا ہے جس کے اعداد سے سنہ ہجری نکلتے ہین **قطعہ تاریخ ولادت**

	بہ بخشید ایزد بجان عزیز		بوقتِ نکو طفلکِ خوش سرشت
	خرد سالِ تاریخِ آن نیک پے		زہے نیّرِ اوجِ عشرت نوشت

نطق آشنا ہونے کے بعد حسب دستور مکتب نشینی کی رسم ادا ہوئی۔ آب سے تھوڑی مدت پہلے خصوصاً جبکہ میری مکتب نشینی کا زمانہ تھا ہندوستان کے مسلمان بالعموم انگریزی زبان سیکھنا

پرلے درجہ کا کفر سمجھتے تھے اور ہمارے قصبہ مین تو انگریزی کی ہوا بھی نہیں پہونچی تھی - سوائے ایک پولس کی چوکی کے جسے پہلے تھانہ اور آج اسٹیشن پولس کہتے ہین نہ کوئی عدالت تھی نہ محکمہ نہ کچہری نہ ملکی سڑک نکلی - نہ ڈاک چلی - سب سے الگ تھلگ مثل خم فلاطون ایک گوشۂ عافیت تھا جسمین چند نفوس قدسی بآسایش بیٹھے ہوئے تھے - یہ بھی معلوم نہ تھا کہ انگریزی ہے کیا چیز اوس کا پڑھنا کفر ہے یا مباح - ہر چند کہ سرزمین اب بھی وہی ہے پر آب و ہوا بدل گئی زمانہ کی ضرورتون نے چشم بصیرت کھولکر انگریزی کی حقیقت اور اوسکے فواید سے آگاہ کردیا ہے - لہذا وہی معمولی کتابین جو دیسی مکتبون مین رایج تھین جنہین ہمارے ملکی بہائی خوب جانتے ہین پڑھ لین - نہ ذہن رسا تھا نہ شوق رہبر - مولوی الٰہی خیر صاحب کو خدا جنت نصیب کرے اونکے نفس قدسی کا اثر تھا یا جوتیون کا صدقہ کہ رسمی لکھنا پڑھنا آگیا - اور کہنے کے لئے اچھے خاصہ منشی بنگئے - سن شعور تک مکتب کی مصیبتین سہین - جب شباب کا آغاز ہوا ۱۲۸۳ھ بارہ سو اسی ہجری مین حقیقی پھوپی کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوگئی - مکتب کی قید میعادی تھی اب حبس دوام کا حکم ہوا - چودھری عبدالغفور سرور مارہروی نے اوسکی تاریخ مین یہ قطعہ نظم کیا ہے -

قطعہ تاریخ عقد

زفرخندہ عقدے عزیزے سعیدے	عنانِ رغم از خاطر خود بر فتم	چو شدہ جلوہ گر سہرہ بر فرق نوشہ
چمن در چمن ہمچو گل بر شگفتم	الم را زدہ سر بتقتیش سالش	زہے شادیٔ فیض احمد بگفتم

۱۲۸۳ھ

ایضاً

کہ خدا شد فیض احمد باعروس	ناکح و منکوح ہر دو نیک خو	لبسکہ این تقریب شد بہجت فزا
عیش و عشرت گشت کردہ کو بکو	سال تاریخش چو جستم از خرد	گفت ہاتف شادیٔ فرخندہ طوی

۱۲۸۳ھ

۳ - ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ بارہ سو پچانوے ہجری پہلی بی بی نے زچہ خانہ کے تپ مین مبتلا ہوکر حیات مستعار کی بیڑی کاٹ دی اور ہمیشہ کے لئے ساتھ چھوڑ دیا انکی تین اولادون مین سے ایک لڑکی شیر خوارہ مرگئی ایک لڑکا ایک لڑکی زندہ اور جوان ہین آزاد ہوجانے کے بعد پھر مقید ہونے کو جی تو نچاہتا

تہا پر شفیق و غمخوار والدین کے اصرار اور بمضمون ؎

	حلقۂ ماتم و ہنگامۂ شیون صد بار		بہ زبزمے کہ در انجمن آرائی نیست

دنیا کی ضرورتون نے مجبور کیا تو مین صفر روز دوشنبہ سنہ ۱۲۹۸ھ بارہ سو اٹھانوین ہجری و ۰۱ جنوری سنہ ۱۸۸۱ء اٹھارہ سو اکیاسی کو پہوپی کی پوتی کے ساتھ رسم مناکحت ادا ہوئی انکا مادری سلسلہ نواب خیر اندیش خان میرٹھی سے ملتا ہے اونکی مان نواب مبارک علیخان کی حقیقی نواسی ہین انکے بطن سے آٹھ اولادون یعنی پانچ لڑکون تین لڑکیون مین اب چار باقی ہین تین لڑکے ایک لڑکی یہ سب ابہی خرد سال ہین خداوند تعالیٰ بالطفیل چار یار کبار سعید و بختمند اور عمر و اقبال سے بہرہ مند فرمائے۔

مکتب چہوڑنے اور شادی ہوجانے کے بعد بائیسوین اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ کے محکمہ کسٹم (نارردرن انڈیا سالٹ ریونیو) مین ملازمت کا تعلق ہوگیا حکام سررشتہ نے وقتاً فوقتاً جو چٹھیان عنایت کین اونمین سے چند چٹھیات کا ترجمہ یہان درج کیا جاتا ہے وہو ہذا

مضمون ذیل لکھنے سے مین بہت خوش ہون یعنی یہ کہ فیض احمد محرر نے میرے ماتحت تین مہینہ تک نہایت خوبی سے کام انجام دیا اور ان ایام تین ماہ مین اونکی کارگذاری سے مین بہت خوش رہا۔ فیض احمد اپنے کام مین بہت ہوشیار اور دیانت دار ہین۔ مختلف وقتون مین چار محرر میرے ماتحت رہے مگر کام اس چوکی کا جیسا اس محرر نے آسانی سے انجام دیا یہ کسی کو یقین ہے کہ کسی محرر سے ایسا نہین ہوسکا فقط

دستخط بروکس صاحب قائمقام پترول سورخہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء

فیض احمد نے پترولی بڈہپورہ مین تین برس چہ مہینہ کام محرری نہایت اچہا اور لایق اطمینان انجام دیا یہ شخص کار متعلقہ اپنے کو خوب سمجہتا ہے اور اپنے سررشتہ کو نہایت ترتیب و تہذیب سے رکہتا ہے اور کاغذات ضروری الرجوع کو بہت جلد پیش کرسکتا ہے لہذا یہ چند کلمہ بطریق سارٹیفکٹ یعنی سند کے عطا کئے گئے فقط ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء دستخط مسٹر ویریس صاحب بہادر پترول بڈہپورہ

فیض احمد بہت برسون سے کلکٹری کسٹم اگرہ مین کارگذار ہے نومبر ۱۸۷۶ء سے مین بھی جانتا ہون کہ وہ نہایت محنتی شخص ہے۔ پچھے اسی لحاظ سے اپنے دفتر کی نائب پیشکاری کے عہدہ پر اوسکو ترقی دی تہی اور اوسنے اپنے کام کے انجام دینے مین مجکو نہایت خوش رکہا اور اب بسبب تبادلہ انٹرنل برنچ کے دفتر کو چہوڑتا ہے۔ دستخط مسٹر جی ایچ ہیکی صاحب کلکٹر کسٹم اگرہ ۱۵- فروری ۱۸۷۹ء

فیض احمد سب انسپکٹر نے میری ماتحتی مین تین ماہ یا قریب تین ماہ کام کیا یہ شخص عمدہ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ہے کیونکہ اسنے چند سال تک بطور محرر کے کام کیا ہے مین یقین کرتا ہون کہ یہ شخص قابل اطمینان اور سخت محنتی اور بہت با ادب ہے فقط

مسٹر سی بی برون صاحب انسپکٹر پرمٹ شاہی مقام بدایون ۶- اپریل ۱۸۸۱ء

شیخ فیض احمد نے بطور ہیڈ محرر کے پرمٹ علیگڈہ سرکل مین آٹھ مہینہ من ابتدا ۱۸۸۱ء لغایت اپریل ۱۸۸۲ء کام کیا زمانہ مذکور مین اوسنے کار متعلقہ اپنا بہت اچہی طرح انجام دیا میرے نزدیک وہ ایک محنتی اور ذہین اور فرمان بردار آدمی ہے۔ درحقیقت وہ انٹرنل برنچ مین ایک اعلیٰ درجہ کا محرر ہے اور مین اوسکو جدا کرنے سے بہت رنجیدہ ہون چونکہ اب وہ اسسٹنٹ کمشنری پرمٹ اگرہ کے دفتر کو بدل گیا اسلئے مین اوسکو یہ سارٹیفکٹ دیتا ہون ۲۸- اپریل ۱۸۸۲ء

دستخط مسٹر آر ایف چامرس انسپکٹر پرمٹ علیگڈہ

فیض احمد سب انسپکٹر نے میرے زیر حکم حلقہ اٹاوہ مین قریب دو برس کے کام کیا مینے اونکو ہمیشہ مستعد۔ جفاکش۔ محنتی۔ اور کامل دیانت دار۔ اور عمدہ کام کے لایق پایا۔

اٹاوہ یکم اکتوبر ۱۸۸۵ء مسٹر جی ڈی ینگ محکمہ نمک

پہر اوس سے سبکدوشی ہوئی اور راحت پائی ایکمرتبہ بحسب ؎

	دانہائے قسمتِ ما جا بجا پاشیدہ اند		از برائے چیدنش ناچار سیگردیم ما

ریاست رامپور مین بطریق تلاش معاش جانیکا اتفاق ہوا مالیجناب نواب حامد علیخان صاحب بہادر رئیس حال کی صاحبزادگی و تعلیم و تربیت اور بنزل اعظم الدین خان مرحوم کی نظامت کا

زمانہ تہا اپنی برات رزق وہان مقدر نہ تہی نوکری نہوئی پر جنرل صاحب نے بیکاری وزیر باری پر نظر فرما کر راہ شرفا نوازی وادولوالعزمی ایک رقم معقول وعتدبہ سے مدد کرنی چاہے - بندہ ناچیز نے باوصف تعطل وحاجتمندی بلا ثبوت استحقاق ونہونے دست مزد اپنے کے محض استحسانًا ایسی رقم کا لینا اپنے نفس کے واسطے ناجایز سمجھکر صاف انکار کردیا - ریاست مین بڑے بڑے عبا قبا شملہ پگڑی والے چکنے چپڑے ہاتھ پہلائے ہوئے چلے آتے تہے یہو صدائے غیر مانوس حیرت کے کانون سے سُنی گئی - جنرل صاحب نے ایک جلسہ مین مذکور کیا اور فرمایا شکر ہے کہ مسلمانون مین اب بھی ایسے غیور ہمت والے موجود ہین بعض ارباب نے بحسب المرء یقیس علی نفسہ دوسرے طور پر معنی لگائے (آدمی اپنے دل پر قیاس کرتا ہے) جسکی جنرل صاحب نے تکذیب وتردید فرمائی - اور میرے نام اپنے خاص دست وقلم سے جو عبارت لکھی ہے بجنسہ نقل کیجاتی ہے - **وہو ہذا**

مشفقا آپکی ہمت بلاشک لایق تحسین ہے - اور مین ہمیشہ اسے یاد رکہونگا - یہ آپکی فراخ حوصلگی اور علو ہمت کی پوری دلیل ہے - مین اسقدر آپسے بلاخوف کہہ سکتا ہون - کہ جب اس ریاست مین آپکی خدمات کی ضرورت ہوگی - مین آپکو فراموش نکرونگا - اور وقتًا فوقتًا آپکو یاد دہانی مجھے کرین - اور جو رحمت آپکو اس سفر مین ہوئی وہ سب میرے نامۂ اعمال مین قایم فرما کے مجھے معاف کرین - اعظم الدین خان ۹ - جنوری ۱۸۹۰ء

واللہ باللہ قلب سلیم کو اس حکایت کے لکھنے مین ذرا بہی نمایش وستایش مقصود نہین بلکہ اس مجموعہ کی ترتیب سے مطلب یہ ہے کہ آیندہ نسلین اپنی قوم کے حالات دیکہکر اوس سے زیادہ موثر ہون - مخصوص یہ نقل محض بغرض خبرت اپنی اولاد کے لکہی ہے تاکہ وہ دون ہمتی و پست فطرتی کے عادی نہون اور اپنے قوۃ بازو سے قوۃ لایموت حاصل کرکے آبرو کو قایم رکہنے کی کوشش کرین جو آدمی اسکے خلاف ناجایز وغیر مطبوع دوسرے طریقہ سے شکم پُری کرتے ہین وہ ہرگز سچی عزت کے مستحق نہین ہوتے ؎

؎	برو شیر درندہ باش اے دغل		منید از خود را چو روباہ شل	

بچنگ آر و با دیگران نوش کن		نہ بر فضلۂ دیگران گوش کن	

بہرحال وہان سے مراجعت کے بعد ہی دوسری جگہ بسبیل جایز حیلہ رزق پیدا ہوگیا اور بفضلہ تعالے اب بھی ہے۔

اسوقت کہ مین یہہ مختصر سرگذشت لکھہ رہا ہون ۱۹- جمادالثانی ۱۳۱۵ ہجری اور ۵-نومبر ۱۸۹۷ء روز دوشنبہ ہے ۹- ربیع الاخر ۱۲۶۲ ہجری یہی دوشنبہ میری پیدایش کا دن تہا قمری حساب دنیا مین آئے ۵۳ برس دو مہینہ گیارہ دن گذرے۔ پنجاہ کے پنجہ سے چھٹکر شصت کی شست مین آگیا جسکی نسبت کوئی کمر شکستہ کہہ گیا ہے مصرعہ جو شصت آمد نشست آمد بدیوار۔ ہرچند کہ اس مدت زندگی مین غیر ملکون کا کوئی دور و دراز سفر پیش نہین آیا پہر بہی صغر سنی و طفولیت کے بعد جو بیفکری اور فی المثل سچی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک جگہ نچلا بیٹہنا نصیب نہین ہوا- قسام ازل نے جہان جہان دانہاء رزق مقدری بکہیر دئے تہے اونکے چگنے کو دور و نزدیک آباد و ویران شہر و بیابان جہان کی خوب خاک چہانی آب (میرٹھ) دارالقرار رہے۔ اور بہزاران حسرت و ناکامی ایک بڑے سفر کا انتظار ہے غرض باغ عالم کی بہار و خزان سب دیکھہ لی- فراق و وصال کے مزے چکھہ لئے ؎

وصل بہی دیکہا جدائی دیکھہ لی		حق نے جو قدرت دکہائی دیکھہ لی	

رباعی

چند سے ہوا رگلعذاران بگزشت		لختے در بندِ روزگاران بگزشت	
برنامدہ کام دل شباب آخر شد		نشگفتہ گلی د نوبہاران بگزشت	

دنیاوی زندگی مین ماں باپ سے زیادہ عزیز۔ بیوی سے زیادہ محبوب۔ بچون سے زیادہ پیارا کون ہوسکتا ہے۔ ان سبکے نغمۂ مسرت۔ زمزمہ شادی۔ ہنگامۂ شیون۔ نوحۂ ماتم سن لئے۔ اب تلخیٔ مرگ چہکنی باقی ہے۔

شعر

ہو چکین غالب بلائین سب تمام		ایک مرگِ ناگہانی اور ہے	

اغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے		اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے	

والدین کا بدل تو خدا نے پیدا ہی نہین کیا الا خدائے رحیم کی بندہ نوازیون کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ جیسے ناچیز کو اپنے فضل عمیم سے باقی اور نعمتون کا ہمیشہ نعم البدل دیا ہے اور تنگیٔ رزق جسکو الفقر سواد الوجہ فی الدارین کہا ہے اوسکی سخت امتحان سے اپنی حفظ و امان مین رکھا ہے - آیندہ بھی اوسکے فضل پر بھروسہ ہے - ربّنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا

یارب کرمیکہ شرمسار آمدہ ایم		سرمایۂ ناکسی بیار آمدہ ایم	
شایستۂ دوزخیم وجویای بہشت		دریاب کہ پُرامید وار آمدہ ایم	

حکیم نجم الدین بن غلام معین الدین قاضی محمد یسین دھولپوری کی اولاد مین چوتھی پشت تھی انکے والد نے غلبہ حکومت روہیلون کے زمانہ مین قصبہ (آنولہ) ضلع بدایون کی سکونت اختیار کرلی تھی انھون نے مارہرہ مین اپنی شادی کی اور یہی وہان کی بود و باش کا سبب ہوا - فن عملی طب مین مہارت تھی - علاج اچھا کرتے تھے -

حکیم قمر الدین و حکیم شمس الدین حکیم نجم الدین کے بیٹے بلند حوصلہ زندہ دل خوش مزاج ظریف طبع عیش پسند اور متاع دنیا سے بےنیاز تھے ایک وقت راجہ ادہ کی سرکار مین اونکا اقتدار تھا اونکی اولاد قصبہ مارہرہ مین آباد ہے **محمد راضی** حکیم قمر الدین کے پوتے عدالت مآل ضلع اٹاوہ مین مختار مسند یافتہ سرکار ہین شعر و سخن کا مذاق ہے چند تاریخین انکی طبعزاد اپنے اپنے محل پر اس مختصر مین بدرج مرقوم ہین

حکیم لطف الدین مفتی محمد اکرم عالمگیری کی اولاد مین نہایت خوش صحبت قیافہ شناس اداب دان اور بالادست طبیب تھے - دہلی سے - مارہرہ آکر قیام کیا - کریم الدین محمد یہ ایک فہی رتبہ رئیس اور ہمقوم تھے اونکی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی انکی نسل باقی نہین رہی پیدایش اور وفات کا ٹھیک وقت معلوم نہین ہوا لیکن کریم الدین محمد انکے خسر نے ۱۱۹۶ھ

سلہ ترجمہ محتاجی منہ کی سیاہی ہے دونون جہان مین ۱۲ سے ۲ ترجمہ - اے رب ہمارے بخش گناہ ہمارے اور اتار ہماری برائیان اور موت دے ہمکو نیک لوگون کے ساتھ ۱۲ پارہ ۴ سورہ ال عمران رکوع ۲۰ -

گیارہ سو چہانوے ہجری مین انتقال کیا ہے اس سے جان سکتے ہین کہ یہہ قابل شخص بارہ سو صدی ہجری کے آغاز تک بقید حیات ہوگا۔

حکیم نجف علی ابن اشرف علی باشندہ مارہرہ خواجہ حسن ملتانی مارہروی سے نوین پشت مزاج مین خلق و مروت کوٹ کوٹ کر بھرا تہا طب اور سیاق اچھا جانتے تہے علاج شفقت سے کرتے تہے پینتالیس چھیالیس برس انکے انتقال کو گذرے ہونگے۔

حکیم بندہ علیخان احسان علیخان وقایع نگار کشمیر کے بیٹے اور محمد مسیح الملقب نواب خیر اندیش خان ثانی کے پوتے تہے طبیب ماہر اور معززین عصر سے تہے روہیلکنڈ بریلی مین سکونت پذیر رہے۔

حکیم طالب علیخان رئیس بانس بریلی عمایذ زمانہ سے تہے علماً و عملاً طب مین دستگاہ کامل تھی اور عمل ید یعنی دستکاری جراحی چیر پہاڑ مین جو طب علی کا شعبہ ہے دست اعجاز تہا اونکے فرزند رشید

حکیم غالب علیخان بھی معزز روزگار اور طبیب تجربہ کار تہے۔

حکیم امان علیخان اور اونکے بیٹے **حکیم اکبر علیخان** بریلی مین نامور اور بانام و نشان طبیب گذرے ہین ان سب حضرات بریلی کا جدی سلسلہ نواب خیر اندیش خان میرٹھی کے ساتھ ملتا ہے الطاف علیخان حکیم غالب علیخان کے پرپوتے بریلی مین اسوقت بہی نامی گرامی رئیس ہین جنکی سالانہ آمدنی زمینداری کی قریب اسی ہزار روپیہ کے ہوگی۔

حکیم سلامت علیخان المخاطب بہ حکیم خداقت خان طبیب کامل و علوم عقلی و نقلی مین فاضل اور شاہی طبیبون مین شامل تہے امرا و سلاطین کے دربارون مین امتیاز و اعتبار تہا بوجہ کاملیت فن شاہ عالم بادشاہ کے دربار سے حکیم خداقت خان کا خطاب پایا اصل فرمان عطا رخطاب جو ہماری نگاہ سے گذرا ہے اوسکی عبارت مین نقل کیا جاتا ہے پیشانی فرمان پر بخط طغرا مطلا یہہ الفاظ لکہے ہین (باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ) اور نیز یہہ عبارت طغرا مطلا زیب ناصیہ فرمان ہے۔

(فرمان ابوالمظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی)



درینوقت میمنت اقتران فرمان والاشان واجب الطاعت والاذعان صادر شد کہ بمقتضائے وفور مراحم خاقانی وفرط تفضلات خسروانی کہ نمونہ افضال یزدانی است خداقت انتباہ حکیم سلامت علیخان را بخطاب خداقت خان بین الاعیان والارکان وفی الامثال والاقران سرفراز وممتاز فرمودیم باید کہ فرزندان کامگار والاتبار ووزرائے ذوی الاقتدار وامرائے عالیمقدار وجمیع ارکان دربار جہان مدار وحکام ممالک خداقت انتباہ مذکور را از جناب فیضمآب بادشاہی بشمول این خطاب برگزیدہ والقاب پسندیدہ معزز ومباہی دانستہ انظار عنایت مابدولت نسبت باحوال فرخندہ مآل خان مذکور یوماً فیوماً متزاید ومنہایت۔ تصور نمایند تاریخ پانزدہم شہر جمادالاول سال سی وہفتم از جلوس ابدمانوس والامرقوم شد۔

بعد تباہی خاندان شاہی دہلی وطن آبائی سے ہجرت کی بنارس آئے۔ انگریزی عملداری شروع ہوگئی تھی۔ بوجہ بےبہرہ علمی وہاں کورٹ اپیل کے قاضی ومفتی ہوگئے۔ حکام انگریزی نہایت

عزت کرتے تھے - طبابت و فضیلت و حکومت کے سبب شہر مین اول درجہ کا اعزاز تہا - کہتے ہین کہ ایک مرتبہ بمقام بنارس ہندو مسلمانون مین کسی امر پر نزاع ہوگیا - جہالت سے ایک دوسرے کے مذہبی امور مین دست اندازی ہوکر اونکے معابد کو منہدم کرنے لگا - نئی عملداری تہی کمپنی کو تشویش ہوئی - حکیم صاحب ہی شہر مین ایک ایسے با اثر شخص تہے جنکی بات ہر طبقہ اور گروہ کے آدمیون مین مانی جاتی تہی اور یہی دونون فریقون مین باہم صلح و موافقت کے باعث ہوئے حکام نے غنیمت سمجہا اور قدر افزائی کی بالآخر پنشن پاکر خانہ نشین ہوئے -

آنکے پسری اولاد نہ تہی - دختری اولاد مین محمد اسحاق منشی ہادی علی لکھنوی مارہروی کے بیٹے (مارہرہ) مین آباد ہین -

خاتمہ کتاب

سر شکم رفتہ رفتہ سیل دریا شد تماشا کن	بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن

امید نہ تہی کہ یہ مرقعہ دلنشین و صحیفہ نگارین اس وسعت و تزئین کے ساتھ مجھ جیسے تشتت الحال پریشان احوال شکستہ قلم کج مج رقم کے ہاتھون قابل سیر ناظرین باتمکین مرتب ہوجائے گا - قومی کتاب لکھنا آسان نہین یہ کام تہا ایک جماعت کے کرنے کا سب ملکر تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ پر عمل کرتے ہو - لیکن قوم کو اپنے مشاغل سے چھٹکارا کہان اور فرصت کب کہ توجہ کرتی - مین ہی نکمّا نہ تہا - مصرعہ فکر معاش و ذکر بتان یار رفتگان - وہ کونسی مشوش کن و عافیت سوز بات تہی کہ نہ تہی - مگر کیسا ہی امر اہم ہو ممکن نہین کہ انسان چاہے اور کر نسکے - ہان شوق طلب دامنگیر ہو پائے تزلزل و تلون مین ہمت و استقلال کی زنجیر ہو ؎

بہر کار یکہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد

خدا کے بہروسہ پر شروع کر دیا تہا اوس کا شکر ہے کہ اوسکی عنایت سے بلا اعانت دیگرے تمام ہوگیا اور محنت ٹہکانے لگی - شعر

ا؎ ترجمہ آپس مین مدد کرو نیک کام پر ۱۲ پارہ ۶ سورہ مائدہ ۵ رکوع ۱

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا		بر منتہا ر ہمتِ خود کامران شدم	

میرا نہ پہلے خیال تہا نہ اب دعوے ہے کہ قوم کی پسند کے قابل مین لکھ سکون گا یا لکھ لیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ میری خواہش وطبیعت کے موافق سرمایہ مہیا اور سامان دستیاب نہونے سے مین خود اپنی تمنا پوری کرنے مین قاصر ومعذور رہا۔ مین جیسا آغاز مین جانتا تہا اب بہی سمجہتا ہون کہ جو کچہ قوم کے سامنے پیشکش کیا گیا ہے اپنے بے بضاعت بساط کے موافق ہے نہ ہنرمندان قوم کے موافق۔ امید ہے کہ بزرگان قوم میرے عذر نادانستگی کو بیشکرانہ دانائی خود پذیرا فرما کر فروگذاشت کو معاف فرمائین گے۔ پر ظاہر ہے کہ جتنا اور جیسا لکہہ گیا ہے آج اس طرز واندازکا دوسرا مجموعہ قوم کے ہاتھ مین نہین ہے۔ گو کلہ اس سے بہتر ہو جائے۔ اور خدا کرے کہ ہو۔

میرے پیارے بہائیو نام ونمود کے لئے یا ستایش کی تمنا اور صلہ کی توقع پر ان اجزا کی ترتیب نہین کی گئی۔ بلکہ فطرتاً حُبِّ قومی کا اثر انسان کی طبیعت مین ودیعت کیا گیا ہے اور کم وبیش ہر سنجیدہ دماغ اور پاک دل مین ہونا چاہئے اور ہوتا ہے وُہی اس تحریر کا باعث ہوا

قطعہ

چو من بخیر کنم یاد رفتگان دارم		امید آنکہ مرا ہم بخیر یاد کنند	
چو شاد میکنم ارواحِ دیگران شاید		کسان رسند و مرا نیز روح شاد کنند	

قوم کے لئے یہ ایک عمدہ آئینہ خانہ ہے جسمین اونکے مقدس بزرگون کی پاکیزہ صورتین نظر آتی ہین۔ اونکی نیک سیرتون پر وقوف حاصل ہوتا ہے۔ آیندہ نسلون مین اگر ذرا بھی صلاحیت تدبّر وقوت تفکر باقی ہو۔ بالکل مصداق ثُمَّ قَسَتْ[1] نہ بن جائین۔ اور خَلَفٌ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ[2] ذُرِّیَّتُہُمْ کی شمار مین نہ آجائین اور بمضمون فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ[3] اونکے کم زور دل آزار جہل وغفلت سے مضمحل ومُردہ نہو گئے ہون۔ تو وہ جان سکین گے کہ اونکے نامور اسلاف شریعت کے

---

[1] ترجمہ۔ پہر سخت ہو گئے اونکے دل ۱۲ [2] ترجمہ۔ پہر اونکے پیچہے آئے ناخلف وارث ۱۲ پارہ ۹ سورہ ۱۵ اعراف رکوع ۲۱

[3] ترجمہ۔ اونکے دلمین آزار ہے ۱۲ پارہ اول رکوع ۲۔

حاکم طریقت کے پیشوا سیف کے مالک قلم پر قادر دولت پر قابض ہر صنعت مین کامل ہر کمال مین اوستاد تہے علم و دولت ہمارا ورثہ تہا سچ ہے۔ شعر

از رہگذر خاک سر کوی شما بود		ہر نافہ کہ در دست نسیم سحر افتاد	

نظم

کبھی تم ہی موجد تہے علم و ہنر کے		علم اور قلم اور تیغ و سپر کے	
نہ بہو کے تہے تم سیم کے اور زر کے		یہ خدام تہے سب تمہاری ہی گہر کے	
تمہین مرکز علم دنیا و دین تہے		تمہین مالک ملک و سیف و نگین تہے	

اسکے مطالعہ سے بجوش خون حمیت اونکے دل و دماغ مین عمدہ تحریک پیدا ہو سکتی ہے اور اونکی اخلاقی و تمدنی حالت پر اچہا اثر پڑنے کی امید کیجاتی ہے۔ ان اوراق کے فراہم کرنے کی اصلی غرض یہی ہے۔ اللہ اوسمین برکت دے۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[1] میرا خیال ہے کہ انسان سے جونیک کام بن سکے زندگانی کو فانی اور فرصت حیات کو غنیمت سمجہکر کر گذرے۔ شعر

اگر شراب خوری جرعۂ فشان بر خاک		از ان گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک	

فرجام کار خواب و خموشی کے سوا کیا ہے۔ خاک کا ڈہیر ہے۔ یا اندوہ ناکامیٔ جاوید کا انبار شعر

چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم		کہ بر خاکم آئے و من مردہ باشم	

اور تعطل اعضا کے بعد کوئی کر کیا سکتا ہے۔ شعر

فریاد از ان لحظہ کہ در دہ دلم آن شوخ		پرسد زمن و قوت گفتار نباشد	

اب مین اس مجموعہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہون۔ اے میرے مہربان خدا اپنے حبیب پاک حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے صدقہ سے میری قوم اور

[1] ترجمہ۔ اور یہ کہاوتین ہم سناتے ہین لوگون کو شاید وہ دہیان کرین ۱۲ پارہ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۳

میرے ساری بہائی مسلمانون مین اتحاد اتفاق وہمدردی عطا فرما - اونہین اون علوم سے بہرہ مند کر جو دنیا واخرت مین اونکو نفع پہنچائین اور گمراہی سے بچائین - اونکو ایسی دولت دے جو ہم آغوش سعادت ہو - اونکے دلون مین ہمت ہمتون مین استقلال - ارادون مین مضبوطی - خیالون مین روشنی بخش - میرے ماں باپ اجداد وجدّات - اور جمیع مومنین ومومنات کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے - میری اولاد کو سعید ونجتمند کر مجھے اپنے حبیب پاکؐ کی اطاعت اور اپنی محبت مین لگالے -

شعر

الٰہی سینہ دہ آتش افروز		دران سینہ دلے وان دل ہمہ سوز	

مین نہایتا جزی سے کہتا ہون - فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۵

نظم تاریخی از فکر رسا بندہ خدا انوار احمد متخلص بہ شرر خلف مولف المشاہیر

الٰہی یہ پیش نظر آج کیا ہے	کہ جس نے مجھے محو حیرت کیا ہے
نگارش نے اور عنوان نیا ہے	یہ منظر عجب دلکش ودلکشا ہے
طبیعت پہ میری جو پرتو پڑا ہے	نکلتا ہر اک قافیہ چلبلا ہے
مضامین کی آمد کا تانتا بندھا ہے	کہ ہر شعر مین ایک نیا چولا ہے
کہان مین کہان نظم اللہ میرے	مجھے شوق میرا کدھر لے اوڑا ہے
الٰہی رہے قوم مین فیض احمدؐ	کہ جسکے سبب آج یہ دن ہوا ہے
انوکھے ہین حیلے نرالی ہے بندش	مورخ کا زور قلم بھی بلا ہے
وہ فقرے لکھے کلک جادو رقم سے	دبیر فلک جن سے چکرا گیا ہے
جو اوسکی زبانکو کہون سہل مشکل	بہت سچ ہے بیشک روا ہے بجا ہے

۵ ترجمہ - اے پیدا کرنے والے آسمان وزمین کے تو ہی میرا ساز کار ہے دنیا واخرۃ مین موت دے مجکو ایمان کے اور ملا مجکو نیک بختون مین ۱۲ پارہ ۱۳ سورہ یوسف رکوع ۱۱

وہ کھنچے ہین اسلاف عالی کے نقشے — پتہ اصل مقصد کا جن سے ملا ہے
کسی صفحہ پر اصفیا جلوہ گر ہین — کسی جا مشائخ کا رنگ آرا ہے
کہین ہے ادیبون کی صحبت کا منظر — فقیہون کا جلسہ کہین جانفزا ہے
کہین ہین حکیمانِ قومی کی زمین — نیوٹن جنہین دیکھہ سر دھن رہا ہے
کہین ہے مشاہیر کی شان ایسی — کہ جن سے گبن کا بھی رنگ اڑ رہا ہے
کہین شعر وہ فرد ہین شاعرون کے — کہ جنکا مزہ چٹکیان لے رہا ہے
عجب ڈھنگ سے قوم کو ہے سہانا لا — مولف کا انداز ہی کچھ جدا ہے
خبردار ہو جائین تا آنے والے — کہ ہم کیا ہین اور پہلے کیا ہو چکا ہے
سنا کر دبیران قومی کے نکتے — طبیعت کو قابو سے باہر کیا ہے
کسی نے نہ دیکھی تھی ایسی سوانح — خیالات نے تیرے ششدر کیا ہے
زمانے نے گو صورتین وہ مٹا دین — پتہ اب بھی کچھ کچھ مگر مل رہا ہے
بسی ہے جو نظرون مین قومی وجاہت — ان آنکھون مین کیا کیا سماں چھا رہا ہے
یہ جاری ہے قانون قدرت کا قوی — بگاڑا نہین بنتے جو گھر بنا ہے
مٹایا مذاقِ سخن قوم تو نے — جسے (قرطبہ) آجتک رو رہا ہے
گیا شوق علمی لگاوٹ کا تجھسے — ممالک مین یورپ کے جا کر لیا ہے
کبھی بخت یاور تھا اے قوم تیرا — زمانہ نے اب کیسا پلٹا لیا ہے
مقدر مین جب عیش تھا اب الم ہے — الہی زمانہ کو کیا ہو گیا ہے
مدارِ مقدر تو سب مانتے ہین — مگر بے سبب بھی کہین کچھ ہوا ہے
ڈرو اور بچو وقتِ بد سے عزیزو — مصنف نے ہر طرح سمجھا دیا ہے
جہان تہی اخوت سے علمی شاغل — اوسی قوم کے ہاتھ پالا رہا ہے
زبانون پہ اب تک ہین اوصاف اونکے — جن اسلاف کا بول بالا رہا ہے

نہ تھی ہسٹری قوم مین کوئی ایسی
کہ جسکی ضرورت ہر اک جانتا ہے

یہہ ہے قوم کی ایک تاریخ نادر
مشاہیر کا حال اسمین لکھا ہے

دکھا کر بزرگان ماضی کی حالت
نصیحت کا پیرایہ اچھا لیا ہے

نہو چھو جو ہین حالتین آج کل کی
بس اے بندہ پرور خموشی کی جا ہے

یہہ افلاس سے قوم کی گت ہوئی ہے
نہ کوڑی ہے پلے نہ پیسا ٹکا ہے

اونہین کے سپوتون کے اوصاف ہین یہہ
جن اسلاف کا تذکرہ ہو رہا ہے

زیادہ ندے طول بس اب عاکر
کہان تجھ مین طاقت ہے احمق ہوا ہے

پہلے اور پہولے مری قوم یارب
ترا فضل جسپر سدا سے رہا ہے

وہ دے اسکو عزت کہ حاسد بھی کہدین
خدا دی جسے اوس سے کسنے لیا ہے

ترقی کے ساتھ علم کی روشنی ہو
زمانہ کہے دیکھکر مرحبا ہے

جو تو دینا چاہے تو اک پل مین دیدے
تری ذات کا تو بڑا آسرا ہے

رہین میرے والد مرے سر پہ قایم
کہ سایہ مجھے اونکا ظل ہما ہے

ہمیشہ رہین راضی وشاد و خرم
خدایا یہی میری تجھ سے دعا ہے

مجھے دے لیاقت کرون اونکی خدمت
اونہین دی محبت کہ اسمین بھلا ہے

رضامند مجھ سے رہین وہ ہمیشہ
کہ اونکی رضا سے رضائے خدا ہے

اٹھا وہہ بھونچکر یہہ کچھ جی مین آیا
مشاہیر کا تذکرہ چھپ رہا ہے

اگر نظم تیری یہی ہو اوسمین شامل
تو بہتر ہے موقع بھی اچھا ملا ہے

تقاضہ کیا دلنے تاریخ لکھدے
کہ اسوقت تیری طبیعت رسا ہے

اگرچہ یہہ تھی نظم لکھنے کی قدرت
مگر ہوگئے شعر فضل خدا ہے

شریر لکھدیا سال ناگاہ مینے
مشاہیر کا ذکر کیا دلکشا ہے
سنہ ۱۸۷۹ع

قطعہ تاریخ رنجیتہ کلاک جواہر سلک منشی محمد راضی صاحب مارہروی متخلص بہ راضی مختار عدالت اٹاوہ

جدا ڈھنگ سب سے ہی اس ہسٹری کا		موخ کا رنگ طبیعت نیا ہے
ابھی قوم مین ایسے ہین لوگ باقی		کہ ہر کان کو جنکی بہاتی صدا ہے
یہہ ایک چشمۂ فیض احمد ہے جاری		چمن قوم کا جس سے پہولا پہلا ہے
سدا تو رہے شاد اے لکھنے والے		کہ تیرا سخن نسخۂ کیمیا ہے
تیری ذات معدن بنی جوہرون کی		سُنی اچھے صاحب کی حق نے دعا ہے
لکھا سال تاریخ راضی نے تیری		یہہ شاد اب گلشن مشاہیر کا ہے

ایضاً

نظر کے سامنے ہے المشاہیر		عجب دلکش ہے فیض احمد کی تحریر
فصاحت گھر کی لونڈی ہو رہی ہے		عمل ایسا پڑھا ہے بہر تسخیر
بنی ہے نشر عالی مسطر طائیر		جہان کی آنکھ مین از روئے توقیر
کشش ہے کہکشان حرفون کی اوسکی		دوائر سیکے سب ہین بدر تنویر
لگا کر کیمرہ بزم سخن مین		مصور نے اوتاری خوب تصویر
اگر شہباز خان اسوقت ہوتا		صلے مین بخشدیتا اسکی جاگیر
تجسس وہ مورخ نے کیا ہے		کہ شہرت جسکی ہے تا روم و کشمیر
اگر اس تذکرہ کو دیکھہ لیتا		نہ لکھتا ہسٹری اپنی جہانگیر
پڑھو تم غور سے اے نوجوانو		یہہ بہولے خواب کی اچھی ہے تعبیر
اوٹھو کوشش کرو حالت سنبھالو		بنومت اپنے ہاتھون آپ نخچیر
بہت پچھتائین گے ذیعلم اصحاب		خریداری مین کی گر کچھ بھی تاخیر
سن تالیف راضی اب سناوے		لکھی اچھی یہہ تاریخ المشاہیر

۱۸۹۰ء